

# فلاح الخلق

## کجور کی کاشت

مؤلفہ

نواب عزیز خجک بہادر اول تعلقہ دار و طفیفہ یاب حسن خدمتہ سرکار نظام  
و مستمد و صدر تعلقہ دار علاقہ پاکگاہ نواب سر قار الامر مرحوم

مطبوعہ

عزیز المطابع

# بیچ الی بابک



انجناب مرزا مہدی خان کو کتب اسے۔ آر۔ ایس۔ ایم۔ ایم۔ آر۔ اسے  
 یس۔ لی۔ ناظم مردم شماری وزیر سندر سرکار نظام

نواب عزیز جنگ بہادر نے ہندوستان پر احسان کیا جو ایسی عمدہ اور مفید کتاب شائع  
 کی۔ اگرچہ یہ انکی اکیسویں تالیف ہی لیکن پچھلی تمام تالیفات سے بہتر اور سب پر فائق ہے  
 یہ مالی ہولی بات ہے اور محققین علم نباتات نے اسکو تسلیم کر لیا ہے کہ دخت  
 خرماتمام درختوں کا بادشاہ ہے۔ اسلئے کہ اسکی مجموعی صفات اعلیٰ درجہ کی ہیں۔  
 خلق اللہ کو یہ نہ صرف اپنے پُر حلاوت پھل سے نفع رسائی کرتا ہے بلکہ جڑ سے چوٹی  
 تک اسکا ہر ایک جزو اعلیٰ درجہ کے منافع سے بھرا ہوا ہے۔

یہی ایک درخت ہے جو اپنی سخت جالی اور عجیب صفات کی وجہ سے قحط کا  
 مقابلہ کر سکتا ہے۔ یورپ کے محققین نے اس درخت کی ان خاص صفات کو تسلیم  
 کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ کثرت بارش میں یہ سرسبز رہتا ہے اور امساک بارش  
 میں زیادہ بار آور۔ پس ہندوستان کو ایسے مونس اور خمر خوار سے کیوں نہ الفت ہو اور  
 رعایا سے ہند کو اس سے کیوں نہ ثبوت ہو جو مصیبت کی وقت انکی مدد کرے۔

لائق مولف نے اپنی قیمتی تالیف میں ان سب باتوں کو جنکا ذکر میں نے اجمال  
 کے ساتھ کیا ہے نہایت مفصل طریقہ پر دکھلایا ہے۔

اس درخت کی کاشت کے قواعد اور اسکی نگہداشت کے طریقوں کے بیان  
 کرنے میں مولف نے صرف فلاحان عرب اور خلیج فارس وغیرہ کے تجربوں پر غمت

نہیں کی ہے بلکہ ہندوستان کے خاص خاص تجربہ کاروں کے تجربے اور اپنے ذاتی تجربہ سے بھی کام لیا ہے۔

اس درخت کی کثیر التعداد بیاریوں کے اسباب اور ان کے معالجہ اور حفظ ماقدم کے بیان میں حکیمانہ طرز پر سرسریچ الفہم عبارت لکھی گئی ہے۔

وہ حصہ بہت زیادہ دلچسپ ہے جس میں مالک عرب کے قدیم اور قابل اعتبار محققین کی تحقیقات اور اسے بیان ہوئی ہے جس کا زمانہ ایک ہزار سال کے قبل گزر چکا ہے۔ جیسے ماسی سورانی۔ مینوشاد۔ ابن وحشیہ اور ذوالنایا۔ حربایا وغیرہ۔ حاصل یہ ہے کہ اس کتاب کی جامعیت قابل قدر ہے۔ کاشت خرما کے تمام ضروری مراتب جزئی و کلی نہایت سلیس عبارت اور دلچسپ طریقہ سے آئین بیان ہوئے ہیں۔

گورنمنٹ آف انڈیا اور دیسی رمیوں سے خصوصاً سرکار نظام کو اس بے بہا تصنیف کی طرف توجہ کرنا چاہئے تاکہ بد قسمت ہندوستان کے لئے اس سے کوئی نہ کوئی نتیجہ مترتب ہو۔

میری قطعی رائے ہے کہ انسداد قحط ہند کے لئے جو لوگ ہمیشہ فکر میں کیا کرتے ہیں اور تحقیقات کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں ان کو یہ کتاب چراغِ راہ کا کام دیگی اور ایک بڑی حد تک ان کو انکی تلاش میں اس سے کامیابی ہوگی۔

نواب عزیز جنگ بہادر کو میں مبارکباد دیتا ہوں کہ انکی تالیفات پبلک کی نفع رسائی میں کامیاب ہیں۔ مجھ کو سخت حیرت ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا نے انکی انکی لکھنا اور نفع رسان محنتوں کا اعتراف نہیں کیا۔



میں سچ کہتا ہوں کہ برٹش آئز ہو یا اور کوئی آئز۔ وہ اُس آئز کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہے جو انسان اپنی قابلیت ذاتی سے پبلک کی نگاہ میں پیدا کرتا ہے۔ اور جب کسی انسان میں ایسی قابلیت ہو جاتی ہے تو پہر گورنمنٹوں کا آئز صرف اُسکا اعتراف ہوتا ہے اور بس۔ لیکن کچھ شک نہیں کہ قدر شناس کا سکوت دلو دکھاتا ہے۔

(مرزا مہدی خان)



## اعزاز

یہی اس اکیسویں تالیف کو میرے آقاے نعمت والی دولت - اعلیٰ حضرت حضور  
 پرنور بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی آصف جاہ نظام الدولہ نظام الملک  
 نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ جی - سی - ایس - آئی - جی - سی - بی - ادا اللہ  
 اقبالہم و اجلالہم فرمانروائے سلطنت آصفیہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد دکن  
 صانہ اللہ عن الشرور والفتن کی بارگاہ اقدس میں بطور نذر پیش ہونیکا  
 اعزاز مولف کیلئے مایہ فخر و ناز ہے جسکے سایہ عاطفت میں مولف نطفیہ  
 حُسن خدمت سے سرفراز ہے -

دعا گوے این دولت مندہ دار      خدایا تو این سایہ پائیدہ دار

فدوی

عزیز جنگ



## گورنٹ آف انڈیا کی خدمت میں التماس

میں اپنی اکیسویں تالیف (فلاحۃ النخل) کو پبلک کے ملاحظہ میں پیش کرتے ہوئے گورنٹ آف انڈیا کے حضور میں ادب آمیز اصرار کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ گورنٹ کی توجہ بطور خاص اس پر مبذول ہونا چاہئے۔

درخت خرمائی کی صفات کی نسبت مجھ کو اس مقام پر زیادہ بیان کرنے کی ضرورت اس لئے نہیں ہے کہ محققین یورپ نے مختلف زمانوں میں اس کی تحقیقات کی ہے اور بالاتفاق اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ خرمائی کا درخت اپنی مجموعی صفات میں بیظیر ہے یعنی کسی اور درخت میں بنی نوع انسان کو نفع پہنچانے کا مادہ اس قدر زیادہ نہیں ہے جیسا کہ درخت خرمائی میں ہے اور اس لئے بھی کہ میری اس تالیف کے بعض حصص اُن فوائد و خوبیوں پر ایک حد تک حاوی ہیں جن میں نے نہ صرف تحقیقات یورپ کے بیان پر قناعت کی ہے بلکہ اس درخت کی نسبت ممالک عرب و عجم کے مختلف علماء فن فلاحت اور محققین علم نباتات کا خیال اور ان کی رائے بھی عرض کر دی ہے۔ بدینہ وجہ کہ ہر ایک سائنسی لارڈ و کرزن کی وائسرائیلٹی میں ہندوستان کی کاشتکاری کو ترقی دینے اور اسباب مقابلہ قحط کو دریافت کرنے میں بہت بڑی توجہ ہوئی ہے۔ جس کا اثر ہر ایک صوبہ میں نمایاں طریقہ پر ظاہر ہوا ہے لہذا میں ہندوستان کیلئے

بہت بڑی خوش قسمتی خیال کرتا ہوں کہ میری یہ تالیف جو تحریک کا درجہ رکھتی ہے ایک ایسے زمانہ میں گورنمنٹ کے ملاحظہ میں پیش ہونے کی عزت حاصل کرتی ہے جس میں وہی مبارک حکومت ہنوز باقی ہے۔

اگرچہ اخباری بہار سے اسکا پتا چلتا ہے کہ گزشتہ زمانہ میں گورنمنٹ آف انڈیا خرماکا کاشت کو ہندوستان میں پھیلانے کے لئے کچھ نہ کچھ سلسلہ جہانی کرتی ہی ہے مگر میری رائے میں وہ محض بے سود تھی اسلئے کہ ملج فارس سے محض چند پودوں کا طلب کر لینا یا گھنٹیوں کے چند بستوں کو بعض حصص ملک میں تقسیم کر دینا اور چند کاشتکاروں کے سرسری بیانات یا زرد ٹٹوں کے خیالات سے جو وہ بھی تمام تر انہیں کاشتکاروں کے بیان پر مبنی تھے۔ مقامی ٹکٹروں کو مطلع کر دینا اس اہم کام کیلئے بالکل کافی نہ تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ گورنمنٹ نے زمانہ ماضیہ میں جو کچھ بھی کیا۔ اسپر مقامی حکام نے مکمل دلچسپی کے ساتھ غالباً عمل نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ اس ساری کارروائی سے کوئی مستندہ نتیجہ نہیں حاصل ہوا۔ میری رائے میں اس ناکامی کے دو بھاری اسباب تھے۔ (۱) یہ کہ ہدایات بالکل کافی نہ تھی۔ (۲) یہ کہ اسکے تعمیلی نتائج پر اعلیٰ حکومت کی توجہ جیسی چاہئے تھی ویسی نہ ہوئی۔ ہدایات کی تکمیل کی جانب غالباً اسلئے توجہ نہ ہو سکی ہو کہ اسکے میٹرلیر موجود نہ تھے یہ کام ایسا نہ تھا کہ جس میں صرف اچھا ہدایات سے مطلب برآری ہو سکتی۔ اگر کوئی خاص افسر علم نباتات اور فن کاشتکاری کا ماہر اور اس سے دلچسپی رکھنے والا (جیسے سرکار نظام کے ملک میں مرزا مہدیخان اے۔ آر۔ یس۔ ایم۔ ایم۔ آر۔ اے۔ یس۔ بی۔ ہن۔ جو ایرانی الاصل ہونے کے علاوہ انگریزی زبان دان اور علوم عربیہ اور فن فلاحت کے کامل ماہر اور تجربہ کار ہیں) ملج

فارس میں بھیجا جاتا اور وہ کم سے کم پانچ برس تک اپنے تجربہ اور تحقیق کو اس مقام پر صرف کرتا تو البتہ اسکا وجود ہمارے مقصد کے لئے ہندوستان کو بہت کچھ مدد دے سکتا۔

اب میری قطعی رائے یہ ہے کہ میری اس تالیف کی وجہ سے امر اول کا ایک بہت بڑا حصہ تیار ہے۔ اسی کے ساتھ اگر کسی ہندوستانی لایق افسر کا دورِ خطِ فارس میں بہت تھوڑی مدت کے لئے بھی ہوا تو وہ سونے پر سہاگہ کا کام کر سکتا ہے۔ موجودہ مواد بحالت موجودہ کام شروع کرنے کیلئے ہر طرح پر کافی ہے۔ لیکن ساتھ ہی امر دوم کے نسبت بھی خاص توجہ کی ضرورت ہوگی اور اس زمانہ کے آثار کے لحاظ سے اسکی تکمیل ضرور ہو رہے گی۔

میری رائے میں گورنمنٹ فارس کو جو کام سب سے پہلے سپرد ہونا چاہئے وہ یہ ہے کہ مختلف اقسام کے خرماکو مختلف موسموں میں کاشت کریں اور ان اقسام متعددہ و اوقات مختلفہ سے یہ دریافت کر لیں کہ بار آوری کس قسم خرماک کی کس موسم میں واقع ہوتی ہے تاکہ اس بات پر اطمینان کے ساتھ یقین ہو جائے کہ موسم گرما میں ثمرہ حاصل کرنے کیلئے کس قسم کو کس موسم میں کاشت کرنا ضرور ہے۔ موسم گرما میں ثمرہ حاصل ہونا ہی ایک چیز ہے جس پر ہندوستان کی کامیابی کا انحصار ہے خرماک کے بعض درخت ہندوستان میں خال خال ایسے بھی موجود ہیں جنکا ثمرہ گرمیوں میں تیار ہو جاتا ہے۔ ان درختوں اور نیز پہاڑی سدا ولوں کے درختوں سے کہ اس فرٹی لی ریش کا عمل بھی ہمارے اس مقصد کی تائید کریگا۔

پہلے مرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ انہی ایک کام کے نتیجے کے انتظار میں جھکے لئے کم سے

کم ایک قرن کی ضرورت ہے دوسرے کام ملتوی رہیں۔ بلکہ گورنمنٹ کو چاہئے کہ ایک طرف سرکاری فارمس سے اس کام کا آغاز کرے اور دوسری طرف کاشتکاران ہند کے ساتھ ایسا برتاو کرے جس سے انکی مشکلات کم ہوں اور انکو کاشت خرما کے ارادہ میں سہولتیں حاصل ہوں تاکہ بلا انتظار متوجہ تحقیقات بالا کاشتکاروں کی توجہ اس طرف مائل ہو سکے۔ کاشتکاروں کے ساتھ مندرجہ ذیل چھ طریقوں پر عمل کرنا چاہئے۔

(۱) یہ کہ کوئی سرکاری محصول خرما کے درختوں پر قائم نہ رہے۔ جیسا کہ گورنمنٹ نظام نے اپنی دوراندیشی سے معافی کا حکم دیدیا ہے۔  
 (۲) یہ کہ عمدہ قسم کے بچون اور اعلیٰ اقسام کے تخم سے کاشتکاروں کو مدد کی جائے۔  
 (۳) یہ کہ قواعد کاشت کا ترجمہ مقامی زبانوں میں ہو کر شائع کیا جائے (اس خاص ضرورت کیلئے محض پہلک کی نفع رسانی کے خیال سے میں اپنی اس تالیف کے حقوق کو بلا کسی معاوضہ کے گورنمنٹ کے نذر کرنے کیلئے تیار ہوں)۔

(۴) یہ کہ ایک خاص افسر عارضی طور پر مقرر کیا جائے کہ وہ ہر ایک حصہ ملک میں سالانہ دورہ کے ذریعہ سے کاشتکاروں کی عملی کارروائی کو ملاحظہ کرے اور مناسب ہدایات کے ساتھ انکی مدد فرمائے۔ یہ دورہ مقامی کلکٹروں اور تحصیلداروں کو خاص طور سے ہمارے مقصد کی طرف متوجہ کر سکتا ہے۔

(۵) یہ کہ مقامی روینواںسروں کو ہدایات خاص کے ذریعہ سے اس طرف متوجہ کیا جائے اور کوئی ترغیبی معاوضہ انکے لئے تجویز ہو۔ مثلاً اگر ایک تحصیل میں مقدار مقررہ پرخرما کی کاشت ہونے میں کامیابی ہو جائے تو اُس علاقہ کے تحصیلدار کو کوئی خاص انعام



یا ترقی گریٹ میں کسی خاص رمایت کا صلہ یا اور کسی قسم کا صلہ جو مناسب حال ہو عطا ہونا چاہئے۔ مجھ کو نواب سرو قادر لاہرام مرحوم مغفور کی پایگاہ میں بحیثیت کمشنری اس کا تجربہ ہوا ہے کہ ایسے مراعات کے وعدہ سے مستندہ نتائج پیدا ہوئے ہیں۔

(۶) یہ کہ اکثر کاشتکار ایسے بھی ہونگے جن کو اس کام سے دلچسپی تو ہوگی لیکن ان کی زمینات میں کوئی مستقل ذریعہ آبپاشی کا موجود نہ ہو گا جس سے درختان خرما کی آب رسانی ہو سکے اور ان کی کم مانگی سر دست کسی ایسے ذریعہ کو قائم نہ کر سکے گی۔ پس ایسے منتخب افراد کو تقادی سے مدد دینا اور آبپاشی اسکے وصول کی کارروائی کرنا ضرور ہو گا لیکن ساتھ ہی اس بات کی نگرانی مقامی تحصیلدار سے متعلق کیجانی چاہئے کہ وہ اس روپیہ کو با دیون ہی کی تیاری میں صرف کریں۔

میرا خیال ہے کہ گورنمنٹ کو تقادی کے اصول سے بہت کم دلچسپی ہے لیکن میں اپنے تجربہ کے لحاظ سے اس بات کے عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ سالہا سال کی کارروائی کے بعد جس طرح بنک کاشتکاری کی ضرورت پر گورنمنٹ نے حال میں توجہ فرمائی ہے اسی طرح تقادی کا سلسلہ بھی توجہ خاص کا محتاج ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ میرا بے حقیقت تجربہ اور خیال ایک اولوالعزم۔ بڑے گورنمنٹ کی بارگاہ میں ناچیز محض اور حکمت بہ لقان آموختن کا مصداق ہے لیکن میں اپنی اس حقیر رائے کو محض ملک کی بہبودی کے خیال سے برگ سبز است تحفہ درویش کا مصداق خیال کرتا ہوں۔

میری اس کتاب میں کاشت خرما کے متعلق کن کن چیزوں کا بیان ہو چکا ہے  
مندرجہ ذیل سے معلوم ہو سکتا ہے۔ (اضعت الباد (غریزہ بنک مولف)



فہرست مضامین فلاحۃ النخل یعنی کھجور کی کاشت		
نشان سلسلہ	مضامین	نشان صفحہ
۱	۲	۳
دیباچہ		
۱	حمد و نعت -	۲
۲	مدح والی ریاست -	۳
۳	دعائے مولف -	۴
۴	شکریہ ولی نعمت -	۵
۵	تہنید یعنی سبب تالیف -	۶
پہلی فصل کھجور کے حالات کے متعلق		
پہلی اصل متعلق صفات اضافی		
۱	کھجور کا ذکر کلام مجید میں -	۹
۲	کھجور کے متعلق احادیث نبوی -	۱۱
۳	درخت خرما کا تاریخی و جغرافی احوال -	۱۲
۴	درخت خرما کی مشابہت انسان کے ساتھ -	۱۶

دوسری اصل متعلق بہ صفات ذاتی		
۱۹	درخت خرما کی بعض خصوصیات اور کیمیائی تحقیق۔	۱
۲۲	درخت خرما کے صفات ذاتی۔	۲
۲۱۳	خرما کے اقسام کا بیان۔	۳
۲۷	پہلا سلسلہ اقسام ملک عرب کا جمین	۷
	۷۲۔ اقسام کا بیان ہے۔	
۴۳	دوسرا سلسلہ اقسام خلیج فارس وغیرہ کا	۷
	جمین ۵۷۔ اقسام کا بیان ہے۔	
۵۶	درخت خرما کے ۳۳ نام جو ممالک عرب میں مشہور ہیں اور ۱۵ نام	۴
	تخلستان الجزائر کے۔	
دوسری فصل کاشت خرما کے متعلق		
پہلی اصل متعلق بہ مبادی کاشت		
۶۵	زمین اور آب و ہوا کے متعلق۔	۱
۷۵	نروادہ کی شناخت اور تغیر کے احوال۔	۲
۷۸	بوٹے کے لئے تخم کو فراہم اور درست کرنا۔	۳
۸۱	گرہوں کی تیاری کا بیان۔	۴

۸۳	کاشت کا وقت۔	۵
۸۶	کاشت کا طریقہ۔	۶
"	(۱) تخم کے ذریعہ سے۔	"
"	مراتب ابتدائی۔	"
۸۷	ساحرین کا خیال۔	"
۸۹	تخم کی حفاظت سایہ کے ذریعہ سے	"
۹۱	پودوں کی نشوونما اور انکی حفاظت۔	"
۹۶	(۲) بچوں کے ذریعہ سے۔	"
دوسری اصل متعلق بہ لواحق کاشت		
۱۰۶	تغیرات کا بیان۔	۱
"	(الف) قدرتی تغیرات۔	"
۱۱۲	(ب) مصنوعات۔	"
"	(۱) بڑھے درخت کو جوان کرنیکا طریقہ۔	"
۱۱۳	(۲) خرما کے رنگ بدلنے کا طریقہ۔	"
۱۱۷	درخت خرما کی کھاد کا بیان۔	۲
"	کھاد کی ضرورت۔	"
۱۱۹	کھاد کے اقسام۔	"
"	(۱) انسانی میلہ۔	"

۱۲۰	(۲) انسانی خون۔	"
"	(۳) کبوتر کی بیٹ۔	"
"	(۴) راکھ۔	"
۱۲۱	(۵) گدھے کی لید۔	"
۱۲۳	(۶) رقیق کھاد۔	"
"	(۷) سبز کھاد۔	"
۱۲۴	(۸) تسمید۔	"
۱۲۵	(۹) نمک۔	"
۱۲۶	(۱۰) گوبر۔	"
"	کھاد کے استعمال کا طریقہ۔	"
۱۲۸	درخت خرمائی آب پاشی کا بیان۔	۳
۱۳۳	مادہ خرما کے حل اور بار آوری کا بیان۔	۴
"	زردخت کے اقسام اور مادہ کے ساتھ مناسبت۔	"
۱۳۵	زردخت کی ضرورت فیصد مادہ کے لئے۔	"
۱۳۶	پھول کی حقیقت۔	"
۱۳۷	قدرتی حل اور مصنوعی طریقہ کا بیان۔	"
۱۳۸	(الف) قدرتی حل۔	"
۱۴۰	(ب) مصنوعی دست کاری۔	"
۱۴۲	زکاسفوت نہ ملنے پر کیا عمل کرنا چاہئے۔	"

۱۴۴	ان آفات کا علاج جو خرماسے تر پر نازل ہوتی ہیں۔	۵
۱۴۶	دخت خرماس کی بیماریاں اور ان کا علاج۔	۶
"	مراتب ابتدائی۔	"
۱۴۸	(۱) زیادتی قوت کا مرض۔	"
۱۴۹	(۲) دُبلے پن کا مرض۔	"
۱۵۱	(۳) دِق کا مرض۔	"
۱۵۲	(۴) ضعیفی کا مرض۔	"
۱۵۳	(۵) عشق کا مرض۔	"
۱۵۶	(۶) مرض طال مینی ایک قسم کی غذا سے اگنا جانا۔	"
۱۵۷	(۷) مرض جلد مینی کھجلی کا مرض۔	"
۱۵۸	(۸) جذام کا مرض۔	"
۱۶۱	(۹) برص کا مرض۔	"
۱۶۲	(۱۰) یرقان کا مرض۔	"
۱۶۵	(۱۱) مرض سُدی۔ جوانی میں شاخونکا گرنا۔	"
۱۶۶	(۱۲) چھوٹے پھل جھڑ جانے کا مرض۔	"
۱۶۹	(۱۳) مرض حامل مینی بار کارگ جانا۔	"
۱۷۱	(۱۴) مرض بفرار مینی پھلون کا پتلا پن۔	"
۱۷۳	(۱۵) مرض اسجارہ مینی ہٹ کر بار آنا۔	"
"	(۱۶) مرض تتریب مینی پھل کا غبار آلود ہونا۔	"

۱۷۵	(۱۷) مرض کرمانا و انسا یعنی بعض پھلوں کا خام ہونا۔	"
۱۷۶	(۱۸) مرض صبار یعنی خراب پر جالا پیدا ہونا۔	"
۱۷۹	(۱۹) مرض ساحوا یعنی پتوں کے رنگ کا تغیر۔	"
۱۸۰	(۲۰) مرض موقیطا یعنی تیاری کے زمانہ میں پھلوں کا گرنا۔	"
۱۸۱	(۲۱) مرض ہوشا یعنی قبل از وقت پھول آنا۔	"
۱۸۳	(۲۲) مرض اشتقاق یعنی پھلوں کا پھٹ جانا۔	"
"	(۲۳) مرض کسایا یعنی پھلوں کا بے مزہ ہو جانا۔	"
۱۸۴	(۲۴) مرض حموضہ یعنی پھلوں کی ترشی۔	"
۱۸۸	(۲۵) مرض مہالی یا شیس یعنی حل کا اسقاط۔	"
۱۹۰	(۲۶) مرض رکاب یعنی تنہ پر بچوں کا نکلنا۔	"
۱۹۱	(۲۷) مرض اشتقاق الطع یعنی پھول کا پھٹ جانا۔	"
۱۹۲	(۲۸) مرض اثمار یعنی کثرت بار۔	"
۱۹۳	(۲۹) مرض عسایا یعنی ضعیفی میں شاخوں کا گرنا۔	"
"	(۳۰) مرض سبارا یعنی درخت کی جڑیں گل جانا۔	"
۱۹۴	(۳۱) مرض باسانا یعنی چوٹی اور شاخوں کا پتلی ہو جانا۔	"
۱۹۵	(۳۲) مرض لجامی یعنی ایک جانب کی شاخوں کا سوکھ جانا۔	"
۱۹۶	(۳۳) مرض تغیر یعنی پھلوں سے رطوبت اور شہاس کا زائل ہو جانا۔	"



۱۹۸	(۲۴) مرض قسامی یعنی پھلون گاگد راجانا۔	۷
۱۹۹	(۲۵) درخت خرمائے کے کیڑے۔	۷
"	الف۔ پہلا کیڑا۔	
۲۰۱	ب۔ دوسرا کیڑا۔	
۲۰۳	کیڑوں کے متعلق محکمہ زراعت کانپور کی راج۔	
۲۰۴	علامہ نابلسی کی رائے۔	
۲۰۵	مریض پھل کے استعمال کے نقصانات اور حفظاً تا تقدم۔	۷
۲۰۷	درخت خرمائے دشمنوں کا بیان اور انکا دفعیہ۔	۸
"	(۱) نباتات کی عداوت۔	"
۲۰۹	(۲) چار پالیوں کی عداوت۔	"
"	(۳) ٹڈیوں اور چوٹیوں یا کیڑے کھوروں کی عداوت۔	"
۲۱۰	(۴) انسانوں کی عداوت۔	"
۲۱۱	(۵) موسمی عداوت۔	"
۲۱۲	(۶) سیلاب کی سرد مہری۔	"
۲۱۳	تیار غمرہ کی حفاظت کا بیان۔	۹
۲۱۶	منافع درخت خرمائے کا بیان۔	۱۰
"	منافع کا عام بیان۔	"
۲۱۸	(۱) جڑوں کے منافع۔	"
۲۱۹	(۲) تنہ کے منافع۔	"

۲۲۰	(۳) پوست کے منافع۔	"
۲۲۱	(۴) لکڑی کے عام منافع۔	"
۲۱۲	(۵) پتوں کے منافع۔	"
۲۲۳	(۶) جُھار کے منافع۔	"
۲۲۵	(۷) طَلَع کے منافع۔	"
۲۳۰	(۸) بَلَج کے منافع۔	"
۲۳۱	(۹) بُسَر کے منافع۔	"
۲۳۲	(۱۰) رطب کے منافع۔	"
۲۴۰	(۱۱) تمر کے منافع۔	"
"	(۱۲) قسب کے منافع۔	"
"	(۱۳) بعض اجزائے خرمائی باہمی شرکت منافع میں	"
۲۴۱	(۱۴) زردخت کے خاص منافع اور شکر بنایا گیا طریقہ۔	"
۲۴۲	مصارت کاشت اور شہرہ کی قیمت کا اندازہ۔	"
	خاتمہ	
۲۰۷	فرہنگ متعلقہ کتاب ہذا۔	

فلاح الخلق

کجور کی کاشت

موقفہ

نواب عزیز جنگ بہادر اول تعلقہ دار وظیفہ یاب حسن خدمتہ سرکار نظام  
ومتحدہ صدر تعلقہ دار علاقہ پانگاہ نواب سر قار الامرا مرحوم

مطبوعہ

عزیز المطابع

بیچ الیٰ اللہ

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>خدا خود سب پر تخلیق را مصل          سحاب رحمت حق آبیاریش          ہوا خواہان کہ جو یاکے بہار اند          اگر داری ہوا ہے رنگ و بویش          ہمارا فکر مظہر لاجواب است          محمد از تو میخوانم خدا را          محمد حامد حمد خدا بس          اگر داری ز خالق التجائے          الہی عجب آئند بچنائے          بخندان از لب آن غنچہ باغم</p>	<p>محمد کاشن ایجاد را نخل          بود آل محمد برگ و بارش          خداے چار فصل چار یار اند          مبین بر تائبین نیک خویش          کہ حمد و نعمت را لب اللباب است          خدا یا از تو عشق <sup>عشق</sup> مصطفیٰ را          خدا دج آنسین <sup>عشق</sup> مصطفیٰ بس          ز دست فکر جامی کن دوائے          گلے از روضہ جاوید بنائے          وزین گل عطر پرور کن دماغم</p>
---	---

۱۷ لب اللباب یعنی خلاصہ اور لب درخت خرما کے گلابہ کو بھی کہتے ہیں - ۱۷

۱۸ امراض خرماے ایک مرض کا نام عشق بھی ہے - ۱۸

## مِج والی ریاست

بمِج خسرو سے دارم خیالے	کنم از طوطی طفرامقالے
بمسدالتد کہ من ہسم ترز بانم	ازین آب دہواروشن بیانم
قلم شافے ز قخل دصعب ثاہی	رطب از شیرہ می ریزد سیاہی
بود ملتش مضامین شگفتہ	در الفاظ ہجوں بچ سفتہ
چونکہ بچختہ در نظم اثر کرد	تو گوئی بسر را خرمائے ترکرد
زبان خشک را ز دوش چہ باشد	رطوبت در قمر حاشا کہ باشد
طرازِ مِج شہ حسن کتاب است	کہ ہم خرماء ہم میں ثواب است
الا اے خسرو فرخندہ بنیاد	چمن آرا سے بلغ حیدر آباد
نظام الملک آصف جاہ دوران	سخن سنج و سخن فہم و سخن طان
قوی ماواد و مجائے رعیت	شریک خار و خرمائے رعیت
قوی از نیر و تو نا تو اتان	بشیش از خندہ ات پر مردہ جانان
دکن از ابراہسان تو شاداب	وطن از چشمہ لطف تو سیراب
سرِ بستانِ عالم را بہاری	بحنِ تشنہ کامان جو بُباری
ہر آن فصلے کہ باشد سیر ہنگام	بہنگام نکویت میکند نام

۱۰ خرماء ترکو جلی میں دلب کہتوں۔ ۱۱ طبع۔ مِج خرماء۔ ۱۲ خرمائی ابتدائی شکل جو نازک اور دور ہوتی ہے۔ ۱۳ بسر۔ خرماء خام۔ ۱۴ قمر۔ خرماء خشک۔ ۱۵ خار و خرمائی یعنی رنج و دہشت۔ ۱۶ بشیش یعنی بشاش اور خرمائی ایک قسم کا نام۔ ۱۷

<p>             بہ ہنگام تو تیرا ردی بہشت است              زمینداران بفکر کاشت و شکاری              شریای فلک یک خوشہ چہنت              دہد گاؤ زمین را آب داند              شنیدم خشک سالی شد نمودار              کہ در دل یاد دارد روزگارے              تقادی از گہر آورد باران              فلاحت را فلاح از اعتبارت              دعا گو یان تو سر در سجودند              گلستان دکن را باغبانی              بالائے قدت شرمندہ شمشاد              زبان مہرہات بانگ نوید است              ہوا خواہت محل زلین قبا شد              ملک گفتا کہ حسن انتظامت              ز شاخ عدل و دادش داد پیوند              بگلزار دکن نام تو نامی ۛ           </p>	<p>             امید خلق را سر سبز گشت است              لبالب چشمہ فیض تو جاری              گہ و مہال گشت زمینت              مویشی خانہ ملک یکسانہ              بہ ہمدیمنت ہمد تو یک بار              سحاب دست جودت کرد کارے              بتایف قلوب کاشت و شکاران              بدل تخم محبت کاشت کارت              کریمان انتظامت راستودند              فضاے عالمی را بوستانی              سہی سروت بدیل سرو آزاد              نگاہ رنگت چشم امید است              نسیم فیض عامت دلکش شد              فلک زد سکہ نصرت بناست              درخت ظلم را از بیج برکنند              برومند از تو نخل شاد کامی           </p>
<p style="text-align: center;"><b>دعائی مؤلف</b></p>	
<p>ترجم ریز آئین بہارت</p>	<p>ولاشہ عند لیب شاخسارت</p>
<p>ۛ آزاد کجور کی ایک قم کا نام بھی ہے۔ ۛ بالا بھی کجور کی ایک قسم ہے۔ ۛ</p>	

بنقارشش ہمیں یک نغمہ تر بہ ہنگام ساعد شاد باشی درخشان باد فحش زندگانی طہر زرد در دامن خیر خواہست ز فرط خار خار دل دو صد بار بزیر سایہ طوبائے ذاتت نہالت باد بر خور دار و سر سبز	حلاوت خیر چون قند کمر ز آثار خندان آزاد باشی مقارن با تو شاہی جوانی رسد سنگے بفرق سنگاہست شود بدخواہ تو از لب جگر بار ز فیض چشمہ آب حیات عدویت را شود زخم جگر سبز
---	---

## شکریہ ولی نعمت

اما بعد بندہ ناخیر احمد عبد العزیز المخاطب بہ خان بہادر عزیز خٹک  
وکیل فیہ یاب حسن خدمتہ عمدہ اول تعلقہ داری سرکار عالی اپنے آقا کے نعمت الی ریت  
اعحضرت حضور پر نور بندگان عالی متعالی مظلہ العالی آصف جاہ نظام الدولہ نظام الملک  
نواب میر محبوب علی خان بہادر فتح جنگ جی۔ بی۔ بی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ بی۔  
ادام اللہ اقبالہم و اجلاہم فرمانروائے سلطنت آصفیہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد دکن صانہ  
عن الشہور والفقن کا شکر گزار ہے جنکے نکل ہادیوں میں رعایا خوشحال ہے اور  
جنکی خاص توجہ سے کاشتکاروں کا گروہ سرسبز اور مالا مال۔ نمبرداران اراضی اسی  
عہد یمینت مہد میں اپنی محنت کا ثمرہ پاتے ہیں اور مختلف اقسام معافیات سے خوشیاں  
مناتے ہیں۔ رعایاے الگزار کو آزادی حاصل ہے کہ اپنی مقبوضہ اراضی میں میوے کے  
لے نعل نبی ہیل اور کچرے کے زکوٰۃ بھی نکلے تو ہیں۔ طہر زرد بھی نبات ذیہ کچھ کی ایک قسم کا نام۔ طہر زرد کی قسم جو کچھ کی

درخت لگائیں اور خود اس کا چھل پائیں۔ اگرچہ ہندوستان میں اور تازا اور گلوہ کے درختوں پر مانا پولی کے قواعد نے سرکاری حق قائم کر دیا ہے لیکن مولف کی تحریک پر رعایا پر حکومت نے اس خاص قاعدہ سے درخت خرما کو استثنا کا شرف بخشا ہے (دیکھو مجلس مالگزار کی کامر اسلہ نشان (۱۲۸۰) مؤرخہ ۱۱ بہمن ۱۳۰۹ عیسوی مولف) کیونکہ نہ شاداب ہو ایسا باغ اور کیونکہ نہ آباد ہو ایسا ملک جسکا مالک اپنے اصول انتظام میں بیل شیرار کے ترانہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہے۔

رعیت در بیخ از رعیت مدار مراد دل داد خواہان بر آرز  
رعیت چون بیخ است سلطان وخت درخت اسے پسر ماند از بیخ سخت

### تمہید یعنی سبب تالیف

عرصہ دراز سے میں خیال کر رہا تھا کہ ہندوستان میں عوام اور سلطنت آصفیہ میں خصوصاً درخت خرما کی کاشت میں ترقی نہ ہونے کے کیا اسباب ہیں جس زمانہ میں مجھ کو سرکار نظام کے سر مشتمل مالگزاری میں اول تعلقہ داری کی عزت حاصل تھی اور جو وقت مجھ کو بحیثیت کمشنری سرکار پانچ گاہ کے علاقہ میں کام کرنے کا اتفاق ہوا تو دونوں حیثیت میں نے ملک کے تجربہ کار کاشتکاروں سے اسکے متعلق گفتگو کی اور مالک محروسہ کے اکثر اقسام اراضی کو دیکھا۔ اسی عرض مدت میں مجھ کو ہندوستان کے مختلف مقامات کے حالات دریافت کرنے کا اتفاق ہوا۔ بعض زمینداران ہند سے اس بارہ میں گفتگو کی نوبت بھی آئی۔ میری تحقیقات میں یہ بات ثابت ہوئی کہ مالک ہند اور باغبانوں ریاست حیدرآباد کی زمینات ہر اعتبار سے کچور کی کاشت کیلئے صلاحیت رکھتی ہیں۔



اور ہندوستان اور دکن کی آب و ہوا بھجج وجوہ اسکے لئے موافق ہے اور ہر طرح پہ اسکی توقع ہے کہ کاشت کاروں کو کھجور کی کاشت میں کامیابی ہو بشرطیکہ وہ اسکے متعلق اپنی معلومات کو بڑا دین اور باقاعدہ طریقہ پر اس کام کو شروع کریں۔ ہند کاشتکاروں کا سکوت و حقیقت قابل اعتراض نہیں ہے اسلئے کہ اون کو اپنی معلومات کے بڑانے کا کوئی ندریدہ حاصل نہ تھا۔ اگرچہ برٹش انڈیانے مدراس۔ پونہ۔ کانپور وغیرہ میں کاشتکاری کی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا ہے اور گورنمنٹ فارس کے ذریعہ سے کاشت اجناس کا عملی تجربہ بڑانے کے سامان مہیا کئے ہیں اور جدید تحقیقات کی اشاعت انگریزی اور اردو ماہانہ رسائل کے ذریعہ سے کی جا رہی ہے لیکن اسوقت تک گورنمنٹ کی خاص توجہ کھجور کی کاشت کے متعلق مبذول نہیں ہوئی۔ سال بھر کے رسائل میں ایک دو آرٹیکلز بھی اسکے متعلق نہیں نظر آتے۔ میرا قطعی خیال ہے کہ یا تو گورنمنٹ کو اسکے متعلق ذمہ دار حکام سے کوئی مناسب امداد نہیں ملی یا گورنمنٹ نے اس بات کا غلط فیصلہ اپنے ذہن میں کر لیا ہے کہ ہندوستان کی آب و ہوا کھجور کی کاشت کیلئے موافق نہیں ہے ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ ایسی بے بہا چیز سے اب تک اسقدر چشم پوشی کی جاتی اور تمام رعایا سے ہندو اسکے برکات سے محروم رکھی جاتی

فن فلاح سے دل چسپی رکھنے والے مصنفین نے جسقدر کتاہین انگریزی اور اردو زبانیں لکھی ہیں اون میں بھی ہندوستان کی بد قسمتی سے اسکا ذکر یا تو بالکل متروک ہے یا اسقدر مجمل کہ اون کے پڑھنے والوں کو اون سے کافی مدد نہیں مل سکتی۔ بعض حضرات نے محض اپنے ذائقہ طبعیت اور دلچسپی کی وجہ سے موقت رسائل جاری کر رکھے ہیں اور اپنے تجربہ اور معلومات سے کاشتکاروں کے گردہ کو

امداد پہونچانے کا ارادہ کیا ہے۔ جنہیں ہمارے معزز دوست مولوی خلیل الرحمن بجنوری اور مولوی سراج الدین احمد لاہوری کا درجہ سب میں بڑا ہوا ہے۔ صاحب اول الذکر کی توجہ سے زمیندار و کاشتکار کے نام سے ایک ماہانہ رسالہ اور ثانی الذکر کے التفات سے زمیندار کے نام سے ایک ہفتہ وار پرچہ نہایت آہستہ و تاب کے ساتھ شائع ہوتا ہے مگر حیرت ہے کہ ان دونوں رسالوں میں کچھ کے متعلق خال خال مضامین بھی نظر نہیں آتے۔ لیکن ان دونوں بزرگواروں کے نسبت ہم اسلئے کوئی شکایت نہیں کر سکتے کہ جب گورنمنٹ نے بائیمہ قدرت و اختیار و وسعت انتظام اس خاص امر کی نسبت آجنگ کچھ بھی نہیں کیا تو ان بیچاروں کو اس کا سامان کن ذرائع سے مل سکتا اور ایسا کوئی سرمایہ ان کو کہاں سے نصیب ہونے لگا تھا جس کو اس خاص ضرورت پر وہ صرف کر سکتے۔

سچ یہ ہے کہ ہندوستان کے لئے یہ بات نہایت افسوس کے قابل ہے۔ کہ ایسی بے بہا چیز کے نسبت آج تک اس کو کوئی مدد نہیں ملی۔ اس موقع پر ہمارا فرض ہے کہ ہم لی بونا دیا۔ ایم۔ ڈی بریگیڈ سرجن انڈین میڈیکل ڈپارٹمنٹ کے شکر گزار ہوں جنہوں نے مشاعرہ میں ڈیٹ پام ان انڈیا کے نام سے ایک بہت ہی مختصر کتاب انگریزی زبان میں شائع کی جو اس خاص ضرورت کے لئے وہ اپنی آپ ہی مثال ہے۔ لیکن اس کے مضامین کا بڑا حصہ ہمارے خیال میں غیر ضروری بحثوں پر شامل ہے اور کام کی باتیں آدمین بہت کم ہیں۔ اور ان کو اسلئے معذور سمجھنا چاہئے کہ ان کی معلومات اسی قدر تھیں اور ان کو کوئی ذاتی ضرورت زیادہ کوشش کرنے کی نہ تھی لیکن انہوں نے جتنی لکھا تھا وہ رہنمائی کے لئے بہت کچھ تھا۔ کسی زبردست قوت کی توجہ اور سپر سبڈول ہوتی

تو اچانک بہت بڑا مواد ادھون کی تکمیل کا ہم پہونچ سکتا۔ مگر افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہوا اگرچہ میرے معلومات بھی اس بارہ میں بالکل بے حقیقت ہیں اور میری ذاتی تحقیق اور تجربہ پر ایک محدود حلقہ سے تعلق رکھتا ہے لیکن مجھ کو اپنی خوش قسمتی پر ناز ہے کہ نجات و اتفاق سے مجھ کو ایک ایسا پرانا ذخیرہ معلومات کا ملگیا جسکی مدد سے میں اس کتاب کو ایک حد تک مکمل کر سکا۔ اگر ہماری رحمدل گورنمنٹ کی ذرا سی توجہ بھی اس طرف مبذول ہوئی تو میری یہ محنت چراغِ راہ کا کام دے سکتی ہے اور اسکا اثر آئندہ زمانہ میں ہندوستان کے کاشتکاروں کو گورنمنٹ کی سرپرستی سے بہت بڑا فائدہ پہونچا سکتا ہے اسلئے کہ عملی تحقیقات میں اسکے لئے بہت بڑی وسعت ہو۔

میں نے اپنی اس مختصر تالیف کو فلاحۃ النخل سے نام زد کیا ہے جو درمضول پر شامل ہے اور ہر ایک فصل دو حصوں پر تقسیم کی گئی ہے۔ ہر ایک حصہ میں متعدد ابواب ہیں۔ ماہران فن سے متوقع ہوں کہ اگر انکی نگاہ میں میرا طرز بیان ناپسند ٹھہرے تو وہ مجھ کو معاف فرما دیں۔

## پہلی فصل کچور کے حالات کے متعلق

### پہلی فصل متعلق بے صفائیاں فی

#### (۱) کچور کا ذکر کلام مجید میں

بہ نسبت اور قوموں کے مسلمانوں کے پاس کچور کے میوہ کو یہ فضیلت ضرور حاصل ہے

کہ اوسکا تذکرہ خداوند کریم نے اپنے کلام مجید کے متعدد سورتوں میں فرمایا ہے۔ دیکھو سورہ النعام۔ سورہ کہف۔ سورہ شعرا۔ سورہ طہ۔ سورہ ق۔ سورہ القمر۔ سورہ الرحمن۔ سورہ الحاقہ۔ سورہ عبس۔ سورہ المؤمنون۔ سورہ یسین۔ سورہ مریم۔ سورہ بنی اسرائیل۔ سورہ النحل۔ سورہ الرعد۔ سورہ البقرہ۔ خمین کجور کا ذکر ہے۔ سورہ مریم میں خداوند تعالیٰ

نے فرمایا ہے کہ بی بی مریم علیہا التہیۃ والسلام کو جب دروزہ کا آغاڑ ہوا تو آپ ایک درخت خرمائے تنہ کے پاس تشریف رکھتی تھیں اور پھر فرمایا عیسیٰ روح اللہ نے بی بی مریم

کو کہ ہلا۔ اپنی طرف سے کجور کے تنہ کو گرین کے تم پر تر و تازہ کجورین اوس درخت سے۔

متعدد مواقع پر جنات النخیل کا بیان ہے جس سے کجور کے باغ مراد ہیں اور اوسکی خوبون کا بھی ذکر ہے اور مختلف مقامات پر اجزاء شمل کا بھی بیان ہے۔ جیسے کجور کے طع یعنی پھول میں گچھوں کا ٹکنا اور طع کی ملائت اور نرمی کا بیان اور ٹھولو نگا تہ بہہ ہونا۔

اور اوس پر غلاف کا ہونا۔ وغیرہ وغیرہ۔ جس طرح ہمارے سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات کی وجہ سے عربی زبان کو یہ شرف حاصل ہوا کہ خداوند کریم نے اوسی زبان میں وحی نازل فرمائی اور اپنے حبیب سے عربی زبان میں کلام کیا۔ (دعا)

ذات پاک تو کہ در لکب عرب کرد ظہور      زان سبب مدہ قرآن بزبان عربی

اسی طرح آپ ہی کی بدولت میوہ خرما کا نام زبان الہی پر چڑھا اسلئے کہ آپ اوسکو بہت دوست رکھتے تھے اور اکثر اسکا استعمال فرمایا کرتے تھے

کیا خوب کہا ہے تفسی نے

تخل بیتانِ مدینہ ز تو سر سبز مدام      زان شدہ شہرہ آفاق بشیرینِ طہی

پس اس میوہ کی فضیلت اور بزرگی ماننے کیلئے مسلمانوں کو اس سے زیادہ اور کیا چاہئے۔

### ۳) کجور کے متعلق احادیثِ نبوی

صحاح ستہ میں ہمارے پیغمبرِ رحمت علیہ السلام کی متعدد حدیثیں نقل ہوئی ہیں جن سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کو میوہِ خرم بہت مرغوب تھا۔ آپ نے مختلف طریقوں پر کجور کے منافع کو بیان فرمایا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اگر موعت کم النخلۃ۔ یعنی تعظیم کرو اپنی پھوپھی مادہ خرم کی۔ مولف نے اسی اصل میں آگے دکھلایا ہے کہ مادہ خرم کو اختِ آدم علیہ السلام کہنے کی بنیاد کیا ہے۔ پھر فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ من الشجر تجرة کون مثل المسلم وہی النخلۃ۔ یعنی درختوں میں ایک درخت مسلمان کی طرح ہے وہ درخت خرم ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ ان من الشجر برکتہ کبرکتہ المسلم۔ یعنی درختوں میں ایک ایسا درخت ہے جسکی برکت مثل مسلمان کے ہے۔ راوی نے فرمایا کہ میں نے گمان کیا کہ وہ درخت خرم کا درخت ہوگا۔ اور دریافت کر لیا کہ یہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہی النخلۃ۔ یعنی وہ درخت کجور کا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسولِ محبوبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ لا تجزع اہل البیت عندہم التمر۔ یعنی نہیں بھوکے رہیں اس گھر کے رہنے والے جس میں کجور ہے۔

الغرض روایاتِ معبرہ سے ثابت ہے کہ سیدنا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کجور سے رغبت تھی اور آپ اکثر اسکو تناول فرمایا کرتے تھے۔ اور بہ نسبت اور میوہوں کے کجور کو زیادہ دوست رکھتے تھے۔

### (۳) درخت خرما کا تاریخی اور جغرافی احوال

ابو بکر احمد بن علی بن قمیس کسدانی قسّی المشہور بن حبشیہ نے ۹۱ھ ہجری میں ایک کتاب فلاحۃ النبطیہ کے نام سے لکھی ہے یعنی کسدانی زبان سے عربی میں ترجمہ کیا ہے حسین آپ نے درخت خرما کا تاریخی احوال نہایت دلچسپ طریقہ پر بیان فرمایا ہے فرماتے ہیں کہ ماسی سورانی نے جو علم فلاحات کا ماہر گزرا ہے ذکر کیا ہے کہ نخلہ کا لقب اخت آدم ہے یعنی مادہ کبجور آدم علیہ السلام کی بہن سے مشہور ہے۔ اور حوضین اور محققین نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔ ماسی نے نہیں بیان کیا کہ نخلہ کا لقب اخت آدم کیوں ہوا اور نہ حکماء کا لین نے اسکی وجہ تسمیہ لکھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے معاصرین اس لقب کی مختلف توجہیں کرتے ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ اخت آدم اسوجہ سے کہا گیا کہ نخلہ کا وجود پہلے سے نہ تھا۔ جب آدم علیہ السلام سیانے ہوئے تو نخلہ اسوقت پائی گئی اسی وجہ سے اخت آدم سے لقب ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ لقب اسوجہ سے مشہور ہوا کہ آدم علیہ السلام کبجور کے پھل کو دوست رکھتے تھے اور وحشیہ اوکو کھاتے تھے اور اسکی کاشت اور تطبیع (حاملہ کرنا) اور اسکی نگہداشت کا شوق رکھتے تھے۔ جب آپ ہند کی جانب تشریف لائے تو اپنے احوال میں بیان فرمایا کہ نخلہ اور سختیوں کے کبجور کا نہ ملنا بھی مجھ پر نہایت شاق تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ آدم علیہ السلام کی ایک بہن تھیں جنکا نام نخلہ تھا اور آپ کو اپنی بہن سے نہایت محبت اور الفت تھی۔ اور نخلہ کو کبجور کا میوہ مرغوب تھا۔ پس اسی زمانہ سے لوگ مادہ خرما کو اخت آدم کہنے لگے۔ جب اسکو زمانہ دراز گزرا تو لوگ اس قصہ کو بھول گئے۔ غرض اور بہت ہے احوال

اسی قسم کے مشہور میں جنگی تفصیل طوالت سے خالی نہیں ہے اور اون کا بیان بیفائدہ ہے۔  
 مصنف فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ بننے اور پرکھا ہے اُس سے ہکو اتفاق نہیں ہے  
 صحیح قول یہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے لوگوں کے لئے بہت سی نفع بخش چیزیں بتلائی  
 روئے زمین کی چیزوں کے مختلف نام رکھے۔ بہائم کے حرکات اور پرندوں اور  
 اون کے پروں کی آوازوں کے جدا جدا نام رکھے۔ اصول حساب سے مخلوق  
 کو آگاہ کیا۔ تجارت سکھائی۔ کاشتکاری کی تعلیم دی۔ امراض کے علاجات سے  
 آگاہ فرمایا۔ طلسمات و ضایع دکھلائے جسکا علم اُس زمانہ سے پیشہ کسی کو نہ تھا اور  
 تھا تو اُس کے نشانات اور علامات اور علامات مٹ چکے تھے۔ پس مخلوق نے آدم کو  
 ابوالبشر کے نام سے پکارا۔ بدینوجہ کہ کجور کا درخت آدم علیہ السلام کا دکھلایا ہوا درخت  
 ہے اور اُس سے لوگوں کو بڑی منفعت تھی یعنی اُسکے پتے۔ پوست۔ پیڑ۔ بار وغیرہ  
 سب اجزاء سے لوگ منتفع ہوتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے اور انکا خیال صحیح بھی  
 تھا کہ کسی اور درخت سے ایسے کثیر نافع نہیں حاصل ہو سکتے جیسے کہ درخت خراما سے۔  
 لہذا لوگوں نے اس درخت کو اخت آدم سے لقب کیا۔ اخت کہنے کی یہ وجہ ہے  
 کہ اُسکا رتبہ باعتبار نفع رسانی کے آدم علیہ السلام کے مساوی نہ تھا بلکہ کم تھا۔ اور یہ  
 بات مسلم ہے کہ عورت کا درجہ ہر اعتبار سے مرد سے کم ہے اسلئے نخلہ کو اخت آدم  
 کہا گیا۔ نخل کے لئے کوئی لقب اسلئے تجویز نہیں ہوا۔ کہ اُسکا درجہ نخلہ سے کم ہے۔  
 یعنی نخلہ کے منافع نخل سے بہت بڑے ہوئے ہیں۔

مؤلف کہتا ہے کہ نخلہ کو اخت آدم کہنے کی وجہ ہمارے پیغمبر برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی حدیث صحیح میں بہت صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ فرمایا کہ اگر مومنکم النخلۃ فانہا

خلعت من بقیۃ طین آدم۔ یعنی بزرگی مانو اپنی چھوٹی نخل کی اسلئے کہ وہ پیدا کی گئی  
آدم کی بچی ہوئی مٹی سے۔ محمد ابن حسن محقق طوسی علیہ الرحمہ نے بھی اپنی تصنیف  
اخلاق ناصری میں اسکا تذکرہ فرمایا ہے۔ پس نخلہ کو اخت آدم کہنے کی اصلی وجہ  
مسلمانوں کے لئے اسی قدر کافی ہے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ درخت کجور سے انسان کو ایک خاص اُکس ہے۔  
اگر کوئی شخص اندمیری رات میں ایک ٹیلہ پر چڑھ جائے جسکی دونوں جانب بگل ہوں  
اور ایک جانب کجور کا بن نظر آئے اور دوسری جانب ادرا قسام کے درخت۔ تو  
بالطبع اُسکا رجحان کجور کے بن کی طرف ہوگا۔

ماسی سورانی جو عرب کا ایک مشہور ضلع ہے اُس نے ذکر کیا ہے کہ کجور ملک فارس کا  
درخت ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ دنیا کے تمام درختوں کی جڑیں ملک فارس ہی سے لائی  
گئیں۔ کجور کی جڑ ملک فارس کے ایک ٹاپو میں ملی جسکا نام حارکان تھا۔ جہاں یہ  
درخت خود رو پایا گیا۔ پھر فارس کی سرزمین میں لایا گیا یہاں تک کہ خوب پھیلا اور  
بڑا ہوا پھر اور لوگ اُسکو اپنے شہروں میں لے گئے۔

یورپ کے محققین نے لکھا ہے کہ درخت خرما جزائر کنیری سے شمالی افریقہ ہوتا ہوا ایشیا  
کے جنوب و مشرق کی سیر کرتا ہوا ہندوستان پہونچا۔ بحیرہ روم کے کنارے کنارے  
سواحل یورپ میں لایا گیا جہاں اُسکی کاشت ہوتی ہے۔ شمالی جانب اُسکے پھل اچھے  
نہیں ہوتے۔ حجاز میں مدینہ مطہرہ کا شمالی حصہ اس کے لئے اچھا نہیں ہے کیونکہ وہاں  
کانٹے اور جھاڑیاں کثرت سے ہیں۔ مگر شہر مدینہ کے آس پاس اس کے جھنڈے جھنڈ  
کھڑے ہیں جہاں خوب بار آور ہوتا ہے۔ نجد میں بھی اس کے درخت کثرت سے ہیں۔



جوف۔ حریق۔ شمالی سمت حجاز۔ جنوبی سمت کنارہ قلزم۔ عطیف۔ خلیج فارس کے ساحل پر کم ہین۔ خلاص کا مقام البتہ اسکے لئے بہت عمدہ مانا گیا ہے جہاں یہ پھل بڑی شادابی کے ساتھ ہوتا ہے۔ دار السلطنت مراکو کے مقام فیض میں اسکے درخت کثرت سے ہین۔ مرزق میں بھی اسکی بہت سی قسمیں دیکھی گئی ہیں۔

عام درختوں کے مقابلہ میں درخت خرما کو بادشاہ کہتے ہیں اور یہ لقب اسکے منافع کی وجہ سے ہے۔ عالمان علم نباتات کو اس سے خاص دلچسپی ہے۔

مصنف فلاحۃ النخل فرماتے ہیں کہ درخت خرما کی ابتدائی تاریخ کو انہوں نے قونامی نام ایک صاحب تصنیف سے یوں پایا ہے کہ تمام رو سے زمین میں درخت خرما کا وجود صرف ایک شہر میں تھا جسکا نام یامہ تھا اور یہ وہ شہر ہے جسپر قدیم الایام میں عربوں نے چڑائی کی اور غالب ہوئے اور یہ قدامت کدائین کا قول ہے۔ پس عربوں نے اس شہر میں اقامت کی اور اسکے اصلی باشندے باقی نہیں رہے جو بابائین سے مشہور تھے۔ اسی زمانہ قیام میں اسی مقام پر عربوں نے درخت خرما کو دیکھا جو خود رو تھا۔ کہا گیا ہے کہ اسکے وجود سے پہلے اس شہر میں متعدد سیلاب آئے تھے اور اسے شہر کو غرق کر دیا تھا۔ ممکن ہے کہ اس درخت کا تخم انہیں سیلابوں کے زمانہ میں اس مقام پر پہونچ گیا ہو۔ الحاصل جب عربوں نے اس درخت کو دیا تو وہ اسکی حقیقت اور اسکے ثمرہ سے واقف نہ تھے۔ جب وہ بار آور ہوا اور عربوں نے اس کا پھل کھایا اور فرہ کچھا تو اسکے عاشق ہو گئے اور اسکی حفاظت کرنے لگے۔ اور عرب کے تمام شہروں میں اسکو پھیلا دیا۔ کہا جاتا ہے کہ پہلے پہل اس مقام پر صرف ان اور حبشہ زد کی قسمین پائی گئیں۔

واللہ اعلم۔

## (۴) درخت خرما کی مشابہت انسان کیساتھ

صاحب فلاحۃ النبطیہ نے لکھا ہے کہ درخت خرما کو انسان کے ساتھ مختلف اعتبارات سے مشابہت ہے وہ فرماتے ہیں کہ کوئی حیوان انسان کے برابر جلد جلد متغیر نہیں ہوتا۔ اور یہی کیفیت خرما کی ہے۔ درخت خرما باقیا عمر انسان سے مشابہ ہے یعنی مادہ خرما کی عمر کم و زیادہ انسانی عمر کے قریب قریب ہے یعنی درخت خرما کی عمر تو برس پائی گئی ہے۔

جطیح انسان میں مرد اور عورت اور خنشہ یہ تین قسمیں ہیں اُسی طرح درخت خرما میں بھی نر اور مادہ اور خنشہ ہیں۔ اہل بابل درخت خنشہ کو خنشی کہتے ہیں۔ اور اسافل کے لوگ جھیرا۔ اور فارس کے رہنے والے کارودکن۔ خنشی درخت نہ خود بار آور ہوتا ہے نہ اُسکے سفوف سے کوئی نخل بار آور ہوتی ہے۔

نخل یعنی درخت نر کے سفوف کی بُود سیسی ہی ہوتی ہے جیسی انسانی منی کی بُود یعنی دوٹو میں ایک قسم کی بو ہے۔

مادہ درخت یعنی نخل متعدد اعتبارات سے عورت کے ساتھ مشابہ ہے۔ جب اُسکی شاخیں بلند ہوتی ہیں اور جوانی کا موسم آتا ہے تو جو چیز اُن شاخوں میں نکلتی ہے اُسکا نام زبان عرب میں ابکار ہے۔ جب نخل نر کے سفوف سے حاملہ ہوتی ہے تو شاخوں کی تولید بند ہو جاتی ہے۔ اُسی طرح جطیح زمانہ حمل میں عورت کا حیض رُک کر جنین کی غذا بن جاتا ہے مادہ خرما کے حاملہ ہونے پر اُسکی جڑ سے جقدر غذائی قوت اُسکو ملتی ہے وہ اسکو اپنے حمل کی پرورش میں صرف کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ حمل میں اُسکی نئی شاخیں نہیں نکلتیں۔

بعض حکیموں نے کہا ہے کہ جطیح انسان میں حواس میں اُسی طرح درخت خرما اور خصوصاً

مادہ خرماء میں حواس کا وجود پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بعض دہشت ناک صدموں سے دفعتاً خشک ہو جاتی ہے۔ یعنی مر جاتی ہے۔ درخت خرماء کے اکثر امراض انسانی امراض سے مشابہہ ہوتے ہیں جیسا کہ باب الامراض کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔

بعض فلاح حکیموں نے لکھا ہے کہ خرماء کا حاملہ درخت حاملہ عورت سے مشابہہ ہوتا ہے یعنی جب تک جنین بڑا نہیں ہوتا عورت ہلکی رہتی ہے اور جب وہ بڑھنے لگتا ہے۔ تو وہ بوجھل ہو جاتی ہے پھر جب جنین انتہا کو پہنچتا ہے تو رحم کے دباؤ سے باہر نکل آتا ہے۔ یہی کیفیت مادہ خرماء کے حل کی ہے جسکا آغاز اُس کے مغز اور تنہ سے ہوتا ہے جس جس طرح وہ بڑھتا جاتا ہے مادہ خرماء بھاری ہوتی جاتی ہے جب موٹا اور بڑا ہوتا ہے تو تنگی کرتا ہے اور دباتا جاتا ہے۔ جب درخت خرماء کی قوت مدبرہ اوکو اوپر کی جانب پھیک دیتی ہے اور طبیعت دفع کرتی ہے تو وہ اوپر ظاہر ہو جاتا ہے۔ شگوفہ پر اسی طرح ایک باریک جھلی رہتی ہے جس طرح جنین پر جب وہ جھلی پھٹ جاتی ہے تو طلع نکل پڑتا ہے جس سے درخت خرماء کا پھول مراد ہے۔

درخت خرماء سردی اور گرمی کا متحمل نہیں ہوتا جیسا کہ انسان۔ اسی طرح خرماء کا درخت خراب اور کثیف ہوا سے بیمار ہو جاتا ہے جیسا کہ انسان۔

مادہ خرماء کو جب زیادہ شادابی اور نرمی ہو جاتی ہے تو وہ بارے سے رگ جاتی ہے۔ اسی طرح جس طرح خربہ عورت عقیم ہو جاتی ہے اور یہی مشابہت دبلے پن میں ہے۔

جس طرح عورتیں تسلیل منی سے جو اُنکے رحم میں جائے حاملہ ہو جاتی ہیں اور بعض وقت صرف منی کی فورم میں پہنچنے سے انکو حمل رہ جاتا ہے اور بعض عورتیں ایسی ہیں کہ جب تک بہت سی منی اُنکے رحم میں نہ داخل ہو حاملہ نہیں ہوتیں اور بعض متوسط

مقدار منی کو مستبول کرتی ہیں اسی طرح مادہ خرم کی کیفیت ہے کہ بعض نزدخت کے سفوف کی ہو اسے اور بعض سفوف کے مس کرنے سے اور بعض بہت سے سفوف سے حل کو قبول کرتی ہے۔ بعض نخلہ ایسی بھی ہے جو اسکو دو یا تین مرتبہ سفوف باندھنے کی حاجت ہوتی ہے۔ یہ اختلاف اسکی طبیعت کا بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ عورت کا طبعی اختلاف قبول حمل میں۔

دخت خرم کو عشق و محبت میں بھی انسان کے ساتھ مشابہت ہے جسکی تفصیلی حالت آپ کو باب الامراض سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اس تحقیق کا ابتدائی شخص ابرہیل ساخر تھا۔ بعض کی رائے ہے کہ حکیم ذوالنایانے سب سے پہلے مرض عشق تحقیق کی۔

بعض نسلح حکیموں نے کہا ہے کہ جیسا کہ انسان کا گوشت تمام گوشتون میں زیادہ شیرین اور پُر حلاوت ہے ویسا ہی تمام سیوؤں میں کجور پُر حلاوت اور شیرین ہے بنیو شاو کسدانی کا قول ہے کہ آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ خرم کا درخت تمام درختوں میں ایسا ہے جیسا کہ حیوانات میں انسان۔ اور یہ مشابہت ذات اور طبیعت اور امراض کی رو سے ہے اور اصلیت کے اعتبار سے بھی یہ انسان سے بہت قریب ہے۔ کوئی چیز نخل خرم کے انسان کے حق میں پرورش دار اور بہت تھوڑے عرصہ میں خون سے بدل جانوالی اور زیادہ خون آور نہیں ہے۔ جو لوگ گوشت کا استعمال پسند نہیں کرنے اور چھوڑ دیتے ہیں انکے لئے اگر کوئی چیز گوشت کا بدل ہو سکتی ہے تو یہی خرم ہے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ انسانی مشابہت ہی کا اثر ہے کہ درخت خرم ایک ایسے مقام پر زیادہ بار آور ہوتا ہے اور بہت جلد نشوونما پاتا ہے جہاں لوگ کثرت سے

گزرتے ہوں یا رہتے رہتے ہوں۔ برخلاف دیران جنگلوں کے جہاں خرماء کی نشوونما بڑی دیرین ہوتی ہے۔

**محمد ابن حسن محقق طوسی** علیہ الرحمہ نے اخلاق نامہ صری میں فرمایا ہے کہ خرماء کا درخت چند خاصیتوں میں حیوان کے ساتھ مخصوص ہے۔ (۱) یہ کہ اُس میں حرارت غریزی زیادہ ہے۔ (۲) قلع میں جس سے نخل کو عالم کرنا مقصود ہے۔ (۳) جب اُس کا سر کاٹ دیا جاتا ہے یا فرق ہو جاتا ہے یا اور کسی آفت میں مبتلا ہو جاتا ہے تو وہ سوکھ جاتا ہے۔ (۴) جب اُسکی توجہ کسی خاص درخت خرماء کی طرف ہوتی ہے تو کسی اور درخت خرماء کے سفوف سے عالم نہیں ہوتا کیونکہ وہ ایک خاص درخت کا عاشق ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ اور بہت سی ایسی چیزیں ہیں جنہیں نخل کو حیوان کے ساتھ مشابہت ہے صرف ایک چیز میں وہ ناقص رہ گیا ہے جسکی وجہ سے اُسکو حیوان نہیں کہہ سکتے وہ یہ ہے کہ نخل زمین کا پابند ہے اور طلب غذا میں حرکت نہیں کر سکتا۔ پہر آپ نے فرمایا کہ ان مجموعی صفات کے ساتھ اخبار نبوی علیہ السلام کو ملا کر دیکھنے سے یہ بات پائے ثبوت کو پہونچتی ہے کہ نباتات میں اُسکا درجہ کامل ہے اور حیوانات کے ساتھ اوس کا تہ نہایت متقل۔

## دوسری اصل متعلق بہ صفات ذاتی

(۱) درخت خرماء کی بعض خصوصیات

اور کیمیائی تحقیق

یورپ کے بعض محققین نے اس درخت کے خصوصیات کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ

اسکی عمر ہزار برس کی ہوتی ہے۔ لیکن مصنف فلاحۃ النبطیہ کو اس سے اختلاف ہوا کی تحقیق میں اس درخت کی عمر انسان کی عمر طبعی کے مساوی ہے یعنی اس وقت سے ہزار برس پہلے آپ کا یہ خیال تھا کہ درخت خرم کی متوسط عمر سو برس کی پائی گئی۔ فلاحین زمانہ حال نے بھی قول آخر الذکر سے اتفاق کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ عرب میں ڈیڑھ سو برس سو زیادہ عمر رکھنے والے بعض درخت بھی عالم ضعیفی میں دیکھے گئے جو انشاؤ کا معدوم کے حکم میں داخل ہیں اور اسی کے قریب قریب بعض انسانوں کی عمر بھی شاید غلطی سے ایک صفر بڑا دیا ہو۔ مگر جب ڈاکٹر لونووا کی تصنیف میری نظر سے گزری تو جھکومت تعجب ہوا کہ انہوں نے ہزار برس کی عمر کا تذکرہ الفاظ میں فرمایا ہے۔ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ زمانہ سلف میں بعض انسانوں کی عمریں آٹھ سو سال سے زائد بھی ہوتی ہیں۔ پس اسی مناسبت سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسی زمانہ میں درخت خرم کی عمر کا اوسط بھی ممکن ہے کہ ہزار سال تک قرار پایا ہو لیکن اس زمانہ میں اس درخت کی عمر اعتدالاً سو برس کی مانی گئی ہے۔ اور حال حال ڈیڑھ سو برس بھی۔

محققین یورپ نے اس درخت کے قد کے نسبت لکھا ہے کہ ۶۰ فٹ سے اسی فٹ تک پایا گیا ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ اس سے بھی کچھ زیادہ۔ عالمان علم نباتات نے اسکو راست قد کا درخت کہا ہے۔ لیکن مصنف فلاحۃ النبطیہ نے فرمایا ہے کہ نوے فٹ کا قد اکثر مقامات پر دیکھا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ درخت خرم کا قد نوے فٹ تک پہنچ جانا معمولی بات ہے اور اسکی جڑیں زمین کی زندہ ہنروں تک پہنچ جانیکی خاص علامت ہے جسکے بعد پھر اسکو آب رسانی کی احتیاج نہیں ہوتی۔

محققین عرب و فارس نے صراحت کے ساتھ لکھ دیا ہے اور فلاحان ہند کو بھی اُس کا تجربہ ہوا ہے کہ کججور میں نردخت جدا ہوتا ہے اور مادہ درخت جدا نردخت کے پھولوں کا سفوف مادہ درخت کے پھولوں کو حاملہ کرتا ہے اور اُسی حمل کا نتیجہ بار خرم ہے۔ ڈاکٹر بوٹاویا بھی اپنی مختصر تصنیف میں اسی کے قائل ہیں۔ فلاحان عرب کا قول ہے کہ اُنہوں نے دیکھا نہ سنا کہ کسی زمانہ میں بھی خرما کا کوئی ایسا درخت پایا گیا ہو جس پر ایک موسم میں نر کے پھول نکلیں اور دوسرے موسم میں مادہ کے پھول۔ یا ایک موسم میں دونوں قسم کے پھول مل کر نکلیں۔

یورپ کے ایک محقق کا قول ہے کہ حوالی بصرہ میں نر کے پھولوں کا سفوف گرد کی شکل میں بعض وقت اس کثرت سے اُڑا کرتا ہے اور اُس کے ریزے جنکو یورپیس پائن کہتے ہیں ایسی کثیر تعداد میں پھیلتے ہیں کہ دوسرے درختوں کو نظر سے مخفی کر دیتے ہیں۔ مولف کا خیال ہے کہ جس باغ میں قریب قریب کل درخت نر ہوں ممکن ہے کہ ایسا ہو۔

تخم سے بوئے ہوئے درخت کی جوانی کا موسم عرب میں دس سال سے پہلے آجاتا ہے مگر دیگر ممالک میں اُس کا اوسط بارہ سال ہے۔ جو بچے جوان درختوں کے پیر سے جدا کر کے زمین میں لگاے جاتے ہیں وہ تاریخ انتقال سے چھٹے سال اکثر بار آور ہوتے ہیں۔

خرما کا پھل اکثر دو انچہ لانا اور اُسی مناسبت سے چوڑا ہوتا ہے بعض خاص قسموں کے پھل گول بھی ہوتے ہیں۔

عالمانِ علم نباتات نے اس درخت کو صحیح المزاج کہا ہے اور تجربہ بھی اسی کا

متقاضی ہے۔ اسکے مزاج کی قوت اور تندرستی عارضہ کو بہت کم قبول کرتی ہے۔  
 خشک خرما میں نصف سے زیادہ شکر اور بارہ فیصدی گوند اور چھ فیصدی  
 آلبیوس پایا گیا ہے۔

## (۲) درخت خرما کی صفات ذاتی

صاحب فلاحۃ النبطیہ نے فرمایا ہے کہ خرما کا درخت پانی اور آگ دونوں میں دیر پائے  
 جسکے یہ معنی ہیں کہ اسکی لکڑی پانی کے اثر سے بہت دیر میں سڑتی ہے اور اسکی  
 آگ عرصہ دراز تک نہیں بجھتی۔ مولف نے باب منافع خرما میں اسکی کامل مہارت کی ہے۔  
 پھر آپ فرماتے ہیں کہ درخت خرما مہلک عوارض پر زیادہ قوت رکھتا ہے جس  
 سے یہ مراد ہے کہ صبح المزاج ہے۔ اسکی طبیعت کی قوت امراض مہلکہ پر غالب ہوتی ہے  
 اور انکو کم قبول کرتی ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ قلت بارش کے زمانہ میں بہت صبر کرتا ہے اور پیاس کو  
 خوب سہتا ہے۔ بعض صاحبان تصنیف نے لکھا ہے کہ یہ اس خاص صفت میں  
 اونٹ کا مشابہ ہے۔ یعنی افراط آب کے زمانہ میں یہ اپنی موجودہ ضرورت سے زیادہ  
 پانی جذب کر کے محفوظ کر لیتا ہے اور ضرورت کے زمانہ میں اُس سے کام لیتا ہے۔  
 یہی وجہ ہے کہ قحط سالی اور کم ہنگامی مین اور درختوں کی موت آجاتی ہے اور درخت  
 خرما پہلے سے زیادہ شاداب اور سرسبز نظر آتا ہے۔ فلاحان عرب کا قول ہے کہ اگر آب انصاف  
 ۵ سال تک بارش نہ ہو اور قحط پڑے تو پہلے سال خرما کا بار معمول سے زائد۔ دوسرے  
 سال معمولی اور تیسرے سال معمول سے کم۔ چوتھے سال ناغہ اور پانچویں سال پھر معمولی۔



پانی کے متعلق اس میں صرف صبر ہی کی صفت نہیں ہے بلکہ اس بلا کی قوتِ جاذبہ ہے کہ دور دور مقامات سے اس کی جڑیں رطوبت کینچ لیتی ہیں۔ تجربہ کار فلاحوں نے کہا کہ جس مقام پر کجور کے درخت ہوں اور ان کے ساتھ اور قسم کے درخت بھی ہوں تو قلتِ آب کے زمانہ میں کجور سے قطع نظر کر کے دوسرے مرغوب درختوں کو پانی دینا ضرر اپنے ملی کو پہلانا ہے اس لئے کہ خرم کی سریع الجذب قوت اپنا کام کر لیتی ہے یعنی دوسرے درخت اس رطوبت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور درخت خرم کا میاب۔

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ بھوک کی شدت اور خلوصِ معدہ میں زیادہ سہارا دیتا ہے۔ بعضوں کا قول ہے کہ اپنے معدہ پر پتھر باندھ کر زندہ رہتا ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر اس کو کھانہ ملے اور زمین کی کم قوتی سے غذائی اجزاء بھی کم ملنے لگیں تو یہ موجودہ حالت پر قانع اور قلیلِ غذائی کی صفت کی وجہ سے اپنی حاصلہ قوت کو سنبھالے رہتا ہے۔ اور یہ خاص صفت اور اقسام کے درختوں میں نہیں پائی جاتی۔

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ کاشتکار کو درخت خرم بہت کم تکلیف دیتا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب اس کی خاص صفات ایسی عمدہ ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے تو کاشتکار کو اس کے علاج اور آبپاشی اور کھاد رسانی میں اُس قدر زحمت کیون ہونے لگی۔ جس قدر کہ اور قسم کے درختوں میں ہوتی ہے۔

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ باعتبارِ عمر دیر پا اور باعتبارِ بارِ حلیل القدر ہے۔ عمر کی دیر پائی اس سے ثابت ہے کہ جب فلاحان تجربہ کار نے اس کی عمر کو انسان کے سادھی قرار دیا ہے تو اس درخت کے بونے والے فلاح سے اس کی عمر بر حال میں زیادہ ہے۔ باوجودیکہ اس کا پھل کثرت سے اُترتا ہے اچھی قیمت پر بکتا ہے۔ اس لئے کہ

اسکے ساتھ ہر انسان کو ایک خاص رغبت ہے۔

پہر آپ نے فرمایا ہے کہ چورا اسکے پھل کے سرور میں کم کامیاب ہوتے ہیں اسلئے کہ اسکی بلند قامتی مانع اور اسکا تنہ جو شاخوں سے خالی ہے انکا مارج ہے۔

پہر آپ نے فرمایا ہے کہ اسکے سایہ میں ایک خاص قسم کی ٹھنڈک ہے اور انسان اسکے ساتھ فطرتی انس ہونے کی وجہ سے اسکے سایہ کو اور درختوں کے سایہ پر ترجیح سمجھتا ہے۔

پہر آپ نے فرمایا ہے کہ اسکی جڑیں زمین میں بہت دہشتی ہیں اور اُگنے کی جگہ پر خوب جارہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آندھی کا اثر اسپر بہت کم ہوتا ہے۔ بعض تجربہ کاروں نے لکھا ہے کہ جس میدان میں صرف کجور ہی کے درخت ہوں اور اُس میں سخت آندھی آئے تو ایک درخت دوسرے کی مدد کرتا ہے اور کسی درخت کو کوئی نقصان نہیں پہونچتا اسکی وجہ یہ ہے کہ اُنکی جڑوں کی مضبوطی سے قطع نظر خلستان میں ایک درخت دوسرے کے ساتھ ایک خاص قسم کا مقناطیسی اثر رکھتا ہے جسکی وجہ سے آندھی یا طوفان کا صدمہ کسی ایک کو نہیں گرا سکتا۔

آخر پر آپ نے فرمایا ہے کہ امراض کے ملاجات اور دفع سحر کے لئے اسکو اجزا بہت مفید ہیں جنکا تفصیلی بیان باب منافع میں لکھا جائیگا انشاء اللہ العزیز۔

### (۳) خرماء کے اقسام

مصنف فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ ماسی سورانی نے تحقیق کی ہے کہ لکھنؤ کے جزیرہ عارکان میں جو درخت خرماء کے پائے گئے وہ چار قسم کے تھے۔

(۱) برنی - (۲) شہر نز - (۳) صر فان - (۴) طبرزد - آپ فرماتے ہیں کہ متعدد قسمیں ایسی بھی دیکھی گئی ہیں جو خیف سے تفر کے ساتھ برنی ہی کی قسم میں شامل سمجھی گئیں اس لئے کہ وہ اُسکے مشابہ تھیں۔ ممکن ہے کہ وہ اصل پر موجود رہی ہوں جیسا کہ وصال کی قسم کا حال ہے۔ عروض عوارض کی وجہ سے اُنکی کیفیت کا بدل جاتا ہے۔ ممکن ہے۔ برنی اور شہر نز کی قسم جزیرہ کے وسط میں پائی گئی جو پانی سے بہت دور تھی اور صر فان اور طبرزد کے اقسام جزیرہ کے کنارہ پر ملے جنکو پانی سے اتصال تھا۔ ماسی کا قول ہے کہ کبھی شبہ ہوتا ہے کہ طبرزد ہی سب کی اصل ہے۔

خرما کے تمام اقسام میں جنکا انحصار نہیں ہو سکتا۔ ان چاروں اقسام کی کوئی نہ کوئی علامت ضرور پائی جاتی ہے۔

ایک فلاح نے کہا کہ جو اقسام وسط جزیرہ میں پائے گئے یعنی برنی اور شہر نز جنکو پانی سے قرب نہ تھا ان کا رنگ بالکل سیاہ تھا اور باقی دو اقسام صر فان اور طبرزد کا رنگ جنکو پانی سے اتصال تھا زرد پایا کیا۔ اس سے مصنف فلاحۃ النبطیہ کو اتفاق ہے: آپ فرماتے ہیں کہ میرا تجربہ اور قیاس اسی کو چاہتا ہے۔ آپ ہی کا قول ہے کہ بعض وہی لوگ برنی اور طبرزد کو ایک ہی قسم خیال کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ پانی کے قرب و بعد نے انکے رنگ کو بدل دیا ہے۔ عجب نہیں۔ کہ دراصل اسکا وجود ایک ایسی جگہ میں پایا گیا ہو جس جگہ گرمی کی شدت اور رطوبت کی کثرت رہی ہو۔ شدت گرمی سے حرارت کو قبول کر کے اسکا رنگ مائل بسرخ ہو گیا ہو اور پانی کی کثرت سے رطوبت جذب کر کے علاوت پیدا کی ہو۔ اسی موقع پر لائق مصنف کا بیان ہے کہ درخت کا رنگ پکڑنا اور مختلف رنگوں کا بدلنا چاند کی

روحانی اور ستاروں کی شعاعوں سے متعلق ہے پھر جب آفتاب اُسپر چلتا ہے تو اُن پر طبع طرح کے رنگ چڑھتا ہے۔ آفتاب کی گرمی اور پھر اُسکے منقطع ہونے سے غذا کی قلت اور کثرت پر اثر پڑتا ہے نیز مقامی اور زمینی حالت کو اُس میں دخل ہے۔ اب سب چیزوں کے حج ہونے سے یا صرف اُن سے بعض کا وجود خرم کے جسم اور طبیعت اور رنگ پر اپنا اثر ظاہر کرتا ہے اور یہی حقیقت اقسام مختلفہ کی ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ کی آخر اسے اقسام خرم کی نسبت یہ ہے کہ شمار اقسام میں وقت کو ضایع نہ کرنا چاہئے اسلئے کہ اُس سے معتد بہ فائدہ حاصل نہوگا کیونکہ بلحاظ شکل اور رنگ اور ذائقہ کے ممکن ہے کہ ہزار ہا اقسام زمانہ آئندہ میں قائم ہوں اور یہ آب و ہوا پر منحصر ہے۔

یورپ کے معقین کی یہ رائے ہے کہ کجور کے اقسام کی کوئی حد نہیں ہے۔ ہزار ہا قسم کی کجوریں پائی گئی ہیں۔ صرف قرب وجوارِ مدینہ مطہرہ میں سو سے زائد اقسام خرم کے دیکھے گئے ہیں ہر ایک کا رنگ اور ذائقہ جدا اور ہر ایک قسم کی جسامت جدا پائی گئی ہے۔

مؤلف نے جب قدر اقسام کو خاص ناموں کے ساتھ پایا ہے انکو ذیل میں عرض کرتا ہے۔ بعض اقسام کے ساتھ وجہ تسمیہ اور علامات خاص بھی بیان ہو گئی۔ جبکہ پتا معتبر کتابوں سے چلا۔ اس بیان سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ خفیف خفیف اعتبارات سے ان اقسام کے خاص نام رکھ لئے گئے۔ اس زمانہ میں آم کے جب قدر اقسام مشہور ہیں اور انکے نام جن اعتبارات سے قائم ہوئے ہیں جیسے۔ قادر پسند۔ عزیز النمر۔ عظم النمر۔ دالاجہ پسند۔ دل پسند۔ ناسپاتی۔ مرغوبہ وغیرہ ان پر غور کرنے سے اقسام کجور کے اُن

ناموں کی حقیقت اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے۔

(۱) آرات۔ بفتح اول زبانی زبان عربی کا لفظ ہے۔ خرما کی ایک قسم کا نام بقول مصنف فلاحۃ النبطیہ اسکا چل دراز ہوتا ہے۔ عرب میں دو مشہور شخص گزرے ہیں جن کا نام آرت تھا ایک خباب (صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے باپ اور دوسرے ایاس (عرب کے مشہور شاعر) کے والد۔ غالباً انہیں دونوں میں سے کسی ایک نے اس قسم کو پایا ہو جنکے نام سے یہ خرما مشہور ہوا۔ تاکہ آخرہ کے ثقل تشدید کو دفع کرنے اور سہولت استعمال کے لئے ایک الف بڑا دیا گیا ہو۔

(۲) آزاد۔ بفتح اول زبانی عربی میں خرما کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ مصنف صراح نے اسکی تصدیق کی ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ اسکا اصلی لفظ آزاد تھا۔ تو اربع فارس کی ایک قسم خرما کے لئے یہ نام تجویز ہوا تھا جسکی شادابی تنہائی سے مخصوص تھی۔ اس سے زیادہ اسکی حقیقت نہیں معلوم ہو سکتی۔

(۳) بالا۔ زبان فارسی کا لفظ ہے بمعنی بلند۔ خرما کی ایک قسم کا نام ہے۔ جو درخت پر سوکھ جاتا ہے یہ فارس کا خرما ہے۔

(۴) برسان۔ بفتح اول زبان فارسی میں خرما کی ایک خاص قسم کا نام ہے جو تو اربع فارس میں پائی گئی۔ برسان کے معنی شیرہ انگور و شیرہ خرما کے ہیں جو نہایت خوشبودار ہو۔ بدینوجہ کہ یہ قسم نہایت شیرہ دار اور معطر ہوتی ہے۔ اہل فارس نے اسکا نام برسان رکھ دیا۔

(۵) برنی۔ بفتح اول معرب ہے اسکا اصلی نام فارسی زبان میں برنگ تھا۔

خرما کی ایک قسم ہے جسکو قوسامی نے خرما کی اصل کہا ہے اور ان چار اقسام سے پہلی قسم ہے جسکا بیان اس باب کے آغاز میں ہوا ہے۔ محققین نے لکھا ہے کہ ملک فارس کے جزیرہ خارکان میں سب سے پہلے یہی قسم پائی گئی جسکو اہل فارس نے برینگ سے مشہور کیا۔ اسکا رنگ کبھی سرخ ہوتا ہے اور کبھی سیاہ اور یہ قسم نہایت شیرہ دار اور پُر حلاوت ہے۔

(۶) بُسُریہ - عربی زبان میں بَسْرَق بضم اول خوشہ خرما کو کہتے ہیں۔ بُسُریہ - خرما کی ایک خاص قسم کا نام ہے جو شہر یز کی ایک بگڑھی ہوئی قسم ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ اختلاف آب و ہوا کی وجہ سے شہر یز میں تغیر پیدا ہوا اور بُسُریہ کی قسم ظاہر ہوئی۔ جسکا رنگ خام حالت میں سرخ ہوتا ہے اور پختگی میں کالا۔

(۷) بُشیش - عربی زبان میں بُشیش کے معنی بفتح اول خذہ رو کے ہیں۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے لکھا ہے کہ بُرّنی کی بگڑھی ہوئی اقسام سے یہ ایک قسم ہے جسکے پھل پختگی میں کسی قدر چھٹ جاتے ہیں۔ اور یہ اس پھل کی صفت ہے۔

(۸) بَطّار - یا بَطّی ایک قسم ہے کجور کی۔ یہ دونوں عربی زبان کے الفاظ ہیں دونوں کا پہلا اعراب فتح ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ ایک فلاح بَطّی نام گزرا ہے جس نے بُرّنی کی گھٹلیوں سے اس قسم کو پایا۔ اور یہ قسم اُسی کے نام سے مشہور ہوئی۔ بعضوں نے اسی کو بَطّار کہا۔ عرب کے نشیبی حصہ میں اسکی پیداوار ہے۔ اسکا پھل چکنا اور ہلکا ہوتا ہے جہین چکنا و انہین ہوتا مدہ میں بہت جلد مضجّم ہو جاتا ہے اور اسکا شیرہ عمدہ اور کثیر المقدار پایا گیا ہے۔

(۹) **تَقْضُوصُ ہَجْرَمِ** - تقضوص زبان عربی میں خرم کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ جو مقام ہجرامین پیدا ہوتی ہے۔ ہجرا ایک شہر ہے جو بین سے ایک رات دن کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور نیز ایک قریہ اسی نام کا حوالی مدینہ منظرہ میں دلت ہے۔ خرم کی یہ خاص قسم انہیں دونوں مقامات پر پائی گئی۔ تقضوص کا مادہ غفیض ہے جسکے معنی زبان عرب میں تروتازہ کے ہیں چونکہ یہ درخت نہایت تروتازہ اور اسکا خرم اعلیٰ قسم کا پایا گیا عربوں نے اسکا نام تقضوص ہجری رکھ دیا۔

(۱۰) **تَکْرَات** - صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ تکرآت ایک قسم ہے خرم کی۔ جسکا پہل عموداً دراز ہوتا ہے۔ یہ قسم شہر تکریت میں پائی گئی۔ یہ شہر دختر دایں کے نام سے آباد ہوا ہے۔

(۱۱) **تَمَلِ** - ایک قسم ہے کجور کی جسکا شمار اعلیٰ ترین اقسام میں ہے۔ دار السلطنت مراکش کے مقام فیض میں پیدا ہوتی ہے۔ تملی کے معنی زبان عرب میں بڑے مالدار کے ہیں بدینوجہ کہ اس قسم کے درخت میں کثرت سے پھل آتا ہے۔ عربوں نے اس درخت کا نام تملی رکھ دیا اور اسی نام سے یہ قسم مشہور ہوئی۔

(۱۲) **تَمْرَقَالِ** - ایک قسم خوشک خرم کی اور نیز ایک قسم قد درخت کا نام ہے جسکا نہ ٹھوس نہایت موٹا اور نیچے سے اوپر تک یکساں۔ جسپر مثل انسان کے رونگٹے ہوتے ہیں ایسے نروسے لون بادہ و ختون کو حاملہ کرتے ہیں۔ جسکا پہل گول ہو۔ زبان عرب میں تمرق کے معنی بال نکلنے کے ہیں اور یہی اسکی وجہ تسمیہ ہے۔

(۱۳) **تَوَلِ** - ایک اعلیٰ قسم ہے خرم کی جو دار السلطنت مراکش کے مقام فیض میں ہوتی ہے۔ اور فارس کے نخلستان سے لائی گئی ہے۔ اسکا پہل کسب قدر ٹیڑھا ہوتا ہے۔

بدینو جہ کہ زبان فارسی میں توتی۔ کشتی کو کہتے ہیں اسی شباہت سے اس کا نام توتی رکھ دیا گیا۔

(۱۴) جبیلی۔ ایک قسم ہے خرا کی جسکی اصل عرب کے ایک ٹیلہ پر پائی گئی۔ اس قسم کا پہل بہت ہوتا اور جوف دار ہوتا ہے۔ اس صفت کے لحاظ سے اسکا صحیح تلفظ زبان عربی میں جبیلی بفتح اول و کسر ثانی ہونا چاہئے اسلئے کہ جبیل کے معنی غلیظ اور جوف دار کے ہیں۔

(۱۵) جزائی۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے فرمایا ہے کہ برتنی کے بگڑے ہوئے اقسام جزائی ہی ایک قسم ہے جو وادی امین کے مقام جازان میں پائی گئی۔

(۱۶) جلید۔ ایک قسم ہے خرا کی جو اعلیٰ اقسام سے بھی جاتی ہے۔ جلید کے معنی عربی زبان میں عمدہ کے ہیں۔

(۱۷) جُنا سر یہ بصری۔ یہ ایک قسم ہے خرا کی جو بصرہ میں پائی گئی۔ اسکے دخت کی خاص صفت یہ ہے کہ آخر موسم میں بار لاتا ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ کی رائے میں یہ صفت نہیں ہے بلکہ ایک خاص بیماری کی علامت ہے جسکو بننے باب الامراض میں بیان کیا ہے۔

(۱۸) جوز } یہ ایک قسم ہے خرا کی جسکا پہل اکثر گول ہوتا ہے اور درازی کمتر۔  
جوزی } عربی زبان میں جوز اخروٹ کو کہتے ہیں بدینو جہ کہ یہ قسم خرا کی اپنی گولائی کی وجہ سے اخروٹ سے مشابہ ہوتی ہے۔ اسکو عربوں نے جوز یا جوزی کہا صاحب فلاحۃ النبطیہ کی رائے ہے کہ یہ برتنی کی ایک بگڑی ہوئی قسم ہے۔

(۱۹) جہرمی۔ ایک قسم ہے خرا کی جو مقام جہرم میں پائی گئی۔ جہرم ایک شہر ہے ملک



فارسی کا۔

(۲۰) حَداوی۔ ایک قسم ہے خرما کی۔ جو بقول صاحب فلاحۃ النبطیہ برنی کی ایک بگڑی ہوئی قسم ہے جو ایک موضع میں پائی گئی۔ جسکا نام حَداوۃ تھا۔ یہ موضع بقول صاحب فہمی الارب بستانم اور وامنان کے درمیان واقع ہے۔

(۲۱) حِرکان۔ یہ ایک بگڑی ہوئی قسم ہے خرما سے شہرِ رند کی جسکی گٹھلی لابی ہوتی ہے اور فرہ عمدہ۔ مٹھاس مناسب اور معتدل۔ مزاجاً زیادہ گرم۔ یہ نام درحقیقت ایک فلاح کا تھا جس نے اس قسم کو پایا اور یہ اُسی کے نام سے مشہور ہوئی۔

(۲۲) حکایا۔ عربی زبان میں حکایا جمع ہے حکیت کی اور حکیت کے معنی مشابہ کے ہیں۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ صرفان کے تخم سے جن اقسام میں تیسر پیدا ہوا وہ حکایا سے مشہور ہوئے۔

(۲۳) حَلایہ۔ یہ ایک قسم ہے خرما کی جو زیادہ شیریں ہوتی ہے۔ عربی زبان میں حَلٰی کے معنی شیرینی کے ہیں۔

(۲۴) حَلَوہ۔ زبان عربی میں حَلَوہ کے معنی شیریں کے ہیں۔ اور یہ خرما کی ایک قسم کا نام ہے جس میں شکر زیادہ ہوتی ہے۔

(۲۵) حَلِیہ۔ حلیہ ایک موضع کا نام ہے جو سرزمینِ بستانم میں واقع ہے۔ یہ قسم خرما کی اُسی مقام پر پائی گئی۔ اور اُسی کے نام سے مشہور ہوئی۔ بعضوں نے اسکو خرما سے کہا ہے اور میں میں بھی ایک مقام اسی نام سے مشہور ہے۔ یہ قسم فی زمانہ حوالی مدینہ مطہرہ میں زیادہ پھیلی ہوئی ہے جسکو اہل مدینہ بہت رغبت سے کھاتے ہیں۔

(۲۶) حور می - صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ حور می ایک قسم ہے خرماء طبرزد کی جسکا رنگ زرد مائل بسیدی ہوتا ہے۔ حور کے معنی عربی زبان میں سپید کہن ممکن ہے کہ اسی وجہ سے اسکا نام حور می رکھ دیا گیا ہو۔

(۲۷) خرماء ابو جہل - ایک قسم ہے اونے درجہ کے خرماء کی جو ابو جہل کو زیادہ پسند تھی۔ اسکے درخت کی شاخیں پریشان ہوتی ہیں اور اسکے پوست سے عمدہ رسیان تیار ہوتی ہیں۔

(۲۸) خستاموی - یہ ایک قسم ہے خرماء کی جو تواج فارس میں پائی گئی بعض نے لکھا ہے کہ اسکا نام خستاموی ہے۔ خستو کے معنی زبان عربی میں خرماء خراب کے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس قسم کی خرابی کی وجہ سے جسکا ذکر بعض فلاحون نے کیا ہے۔ اسکا نام خستاموی رکھ دیا گیا ہو۔ لیکن مولف کی تحقیق میں اسکا صحیح نام خستاموی ہے بدین وجہ کہ اسکا پھل بہت نازک اور خستہ ہوتا ہے۔ اسکا نام فارسیوں نے خستاموی رکھا۔ مصنف محیط اعظم نے فرمایا ہے کہ اسکا پھل زبردست اور مغزدار اور اسکا پوست نازک اور گنتلی بہت چھوٹی ہوتی ہے۔ یہ خرماء نہایت شیرین اور بے ریشہ ہوتا ہے جسکا رنگ اکثر زرد دیکھا گیا ہے۔

(۲۹) خضر یہ - یہ ایک قسم ہے خرماء کی جسکا رنگ کالا ہوتا ہے۔ عربی زبان میں خضر کے معنی تیرگی کے ہیں۔

(۳۰) خلاص - یہ ایک قسم ہے خرماء کی جو مکمل اقسام خرماء پر فائق سمجھی جاتی ہے اسکا رنگ غنبرین۔ انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے کہ یہ قسم تمام اقسام کی بادشاہ سمجھی جاتی ہے۔ اسکے درخت اپنی خوبصورتی میں مشہور ہیں۔ یہ قسم مقام خلاص میں ہوتی ہے

(۳۱) خواکوما۔ ایک قسم ہے خرما کی جسکا رنگ پختگی میں سبز ہوتا ہے صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ یہ نام آدم علیہ السلام کا رکھا ہوا ہے۔

(۳۲) رافوق۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے لکھا ہے کہ رافوق برتنی کی ایک قسم ہے۔

جسکا پھل دراز اور موٹا۔ دیکھنے میں بہت عمدہ مگر حلاوت میں کم ہوتا ہے۔ عربی زبان میں رافوق کے معنی خوشنمائی کے ہیں۔ ممکن ہے کہ اسی لفظ سے یہ نام بنایا گیا ہو

(۳۳) رعیل۔ زبان عرب میں نخلہ بلند کو کہتے ہیں۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے

ہیں کہ یہ ایک خراب قسم کا خرما ہے۔ گولائی لئے ہوئے بہت باریک جسمیں چکنا وا

نہیں ہوتا جیسا کہ قنیقہ میں ہوتا ہے۔ اسکی گٹھلی بڑی اور مٹھاس زیادہ۔ اسی وجہ

سے حرارت اور گرمی اس میں زیادہ ہوتی ہے۔ خام حالت میں اسکو بیر یا انگور سے

مشابہت ہوتی ہے۔ کپنے پر اسکا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور چکٹائی اور خوش ذائقگی

میں خرما سے حجاز سے مشابہ ہو جاتا ہے۔ یہ قسم ملک بابل میں زیادہ گول ہوتی ہے۔

(۳۴) زعری۔ ایک قسم ہے خرما کی جو توابع فارس میں ہوتی ہے۔ جسکے خوشہ

میں کثرت سے پھل ہوتے ہیں مگر چھوٹے چھوٹے اور بیر سے مشابہ۔ بعضوں نے اس

قسم کو عین مہلہ کے ساتھ زعری کہا ہے۔ بدینو جہ کہ زبان عرب میں بیر کو زعر در کہتے

ہیں عربوں نے اس چھوٹے خرما کا زعری نام رکھا۔ اور چونکہ زعری کے معنی عربی

میں کثرت کے ہیں یہی وجہ تسمیہ اول الذکر نام کی ہو سکتی ہے۔

(۳۵) سابری۔ ایک قسم ہے بہترین خرما کی۔ زبان عرب میں سابری کے معنی

عمدہ کے ہیں۔ یہی اسکی وجہ تسمیہ ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے لکھا ہے کہ یہ برتنی

کی ایک بگڑی ہوئی قسم ہے لیکن اسکی لطافت اور حلاوت اصل پر فائز ہی بعضوں

نے اسکو صاؤ سے لکھا ہے لیکن مہشی الارب سے سین کی تصدیق ہوتی ہے۔  
(۳۶) سحیحہ۔ ایک قسم ہے خرمائے مدنی کی جسکا شمار اعلیٰ اقسام میں ہے۔ اس  
قسم کا درخت دراز قامت ہوتا ہے۔ زبان عرب میں سُحْح کے معنی درازی قامت  
درخت خرمائے ہن۔ اور یہی اسکی وجہ تسمیہ ہے۔

(۳۷) سد۔ یہ ایک قسم ہے خرمائی جو مختلف مقامات پر پائی گئی ہے لیکن اسکی  
اصل مدینہ منظرہ سے مخصوص ہے۔ اسکی وجہ تسمیہ قصہ طلب ہے۔ مورخین نے لکھا ہے  
کہ ایک خاص مقام پر جب ہمارے پیغمبر برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار کے مقابلہ کیلئے  
اپنے لشکر کو جمع فرمایا تو آپکے لشکر اور لشکر کفار کے درمیان کججور کا ایک بن حائل بنا۔  
آپنے فرمایا کہ درختوں کو چیر کر لشکر کفار کا حال معائنہ کیا جائے۔ لشکر اسلام نے ایسا ہی  
کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اُس جنگ میں آپکے سجزہ کی ایک علامت اب تک باقی ہے کہ ہر ایک  
درخت خمیدہ لگتا ہے جس سے جنگل چھدا معلوم ہوتا ہے اور اسکا پھل بھی میٹھا ہوتا ہے  
عربوں نے اس تاریخی واقعہ کی یادگار میں اس خرماء کا نام سد رکھ دیا۔ سد کے معنی  
عربی زبان میں حائل کے ہیں۔ فلاحان عرب نے لکھا ہے کہ اس بن کے خرمائے خند او ند  
کریم نے ایک خاص قسم کی حلاوت اور شیرینی عطا کی ہے۔

(۳۸) ستمہ۔ ایک قسم ہے خرمائی جسکی پیداوار مدینہ منظرہ میں بکثرت ہوتی ہے۔  
زبان عرب میں ستمہ کے معنی عادت اور طبیعت کے ہیں۔ چونکہ اس پھل کو مدنیوں نے اپنی  
طبیعت کے مطابق پایا اور اکثر اُسکے استعمال کے عادی ہوئے لہذا اسکا نام ستمہ رکھ دیا۔  
(۳۹) شہرہ۔ ایک مشہور خرماء کا نام ہے جسکا اجمالی بیان اس باب کے آغاز میں ہو چکا  
ہے۔ اکثر اہل تفت نے اسکو سین ہلد کے ساتھ شہرہ لکھا ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے

ہیں کہ ایک فلاح نے کہا کہ شہرِ نیر کی قسم ملکِ فارس کے جزیرہ حارکان کی وسط آبادی میں پانی گئی جو سمندر سے بہت دور تھی۔ بدینو جبکہ اسکا درخت حارکان کے شہر میں پایا گیا اسکا نام فارسیوں نے شہرِ نیر رکھا۔ اسکا رنگ سیاہ ہوتا ہے مصنف صحیح جوہری نے لکھا ہے کہ شہرِ نیر۔ شہرِ نیر۔ شہرِ نیر۔ چاروں لفظ صحیح ہیں۔ خرمائی ایک قسم کا نام ہے۔

(۴۰) شہلیہ۔ ایک قسم ہے خرمائی جو مدینہ مطہرہ میں پیدا ہوتی ہے اور عمدہ اقسام میں اسکا شمار ہے۔ شہلہ کے معنی عربی زبان میں میش چشم کے ہیں جس آنکھ میں سیاہ کے ساتھ سرخی ہو اسکو شہلا کہتے ہیں۔ بدینو جبکہ اس قسم کا رنگ سیاہ اور سرخی داخل ہے عربوں نے اسکا نام شہلیہ رکھا۔

(۴۱) صابوفا۔ عربی زبان میں صبیغ کے معنی رنگ کے ہیں۔ صابوفا ایک قسم ہے صرغان کی جسکی جڑوں سے سرخ رنگ مثل کُسم کے نکلتا ہے۔ اسکے پہل خامی میں سرخ ہوتے ہیں اور کپنے پر سیاہ۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے لکھا ہے کہ اسکا خشک خرمِ حلاوت رکھتا ہے اور اسکی طبیعت گرم ہے۔

(۴۲) صرغان۔ ایک مشہور قسم ہے خرمائی جسکی اصل فارس کے جزیرہ حارکان میں ملی۔ زرد رنگ۔ حلاوت میں اعلیٰ درجہ کی۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے لکھا ہے کہ صرغان کی اصل سمندر کے کنارہ پانی سے متصل ملی مصنف ثبوتی الارب کہتے ہیں۔ کہ صرغان ایک قسم خرمائی ہے جسکا پہل وزنی اور سخت ہوتا ہے اور اکثر عوام الناس کے صرف میں آتا ہے اور یہی اسکی وجہ تسمیہ ہے۔

(۴۳) صیحانی۔ ایک ادنیٰ درجہ کی کجور کا نام صیحانی ہے جو ریشہ دار ہوتی ہے۔

اور زرد رنگ۔ جسے بدی لوگ کہاتے ہیں بھضفتہی الارب فرماتے ہیں کہ صیحائی۔ ایک دنی خرا کا نام ہے۔ فسوب ہے ایک ایسے بکے کے ساتھ جکا نام صیحان تھا اور وہ ہمیشہ اُس درخت سے باندھا جاتا تھا جس سے یہ قسم پہیلی۔

(۴۴) ضاحک۔ ایک قسم ہے خرا کی۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ یہ برنی کی ایک بگڑی ہوئی قسم ہے جو مقام ضاحک میں پائی گئی۔

(۴۵) طبرزد۔ ایک مشہور قسم ہے خرا کی جسکے نسبت ایک فلاح کا قول ہے کہ جزیرہ حارکان میں مندر سے متصل پائی گئی۔ جس میں شکر اور طلاوت اور سختی زیادہ تھی۔ اسکا رنگ زرد ہوتا ہے۔ زبان فارسی میں تبرزد مصری کو کہتے ہیں جو زیادہ سخت ہو۔ یہاں تک کہ تبر سے توڑی جائے۔ تبر کا معرب طبر ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس پھل کی شیرینی اور طلاوت اور سختی کی وجہ سے اسکا نام تبرزد رکھا گیا اور عربوں نے اُسکو طار ہلوک کے ساتھ معرب کر لیا۔

(۴۶) طیباب بصری۔ ایک قسم ہے خرا کی جو بصرے میں پائی گئی۔ طیب کے معنی عربی زبان میں خوشبو کے ہیں۔ بدین وجہ کہ اس کے پھلوں میں خاص قسم کی عطریت ہوتی ہے۔ اسکا نام عربوں نے طیباب بصری رکھ لیا۔ بعض نے لکھا ہے۔ کہ اس کے درخت میں موسم کے آخر پر بار آتا ہے اور یہ اسکی صفت ہے لیکن بھضفتہ النبطیہ نے اسکو بیماری سے تعبیر کیا ہے جسکا بیان ہم باب الامراض میں کرینگے۔

(۴۷) عجوہ۔ ایک قسم ہے خرا کی جو مدینہ مطہرہ میں پیدا ہوتی ہے جو بچنگی کے زمانہ میں قریب نصف کے خشک ہو جاتی ہے۔ زبان عرب میں عجوہ کے معنی بچے کو دیر میں دودھ پلانے کے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اسکا درخت بار آوری کیوقت

پہل کی پرورش اچھی طرح پر نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ تیاری کے زمانہ میں پہل قریب نصف کے خشک ہو جاتا ہے اور باعتبار نفی معنی کے یہ نام درست ہے۔

(۴۸) عریک۔ ایک قسم ہے خرم کی جو مرزق میں پائی گئی تحقیق یورپ نے اسکا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ مرزق کے اعلیٰ اقسام میں سے ایک قسم ہے۔ جسکا پھل زیادہ لانا نہیں ہوتا۔ زبان عرب میں عریک بونے کو کہتے ہیں اور یہی اسکی وجہ تسمیہ معلوم ہوتی ہے۔

(۴۹) عوجت۔ ایک قسم ہے خرم کی جو بہت لابی ہوتی ہے۔ اسکی درازی کل اقسام سے زیادہ مانی گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسکی درازی قد کی وجہ سے عوج بن عوج کے لفظ سے یہ نام لیا گیا۔

(۵۰) غدق بن طاب۔ ایک قسم ہے خرم کی جسکا نام ایک فلاح کے نام پر رکھا گیا جس نے اس قسم کو پایا۔ یہ قسم مدینہ منورہ کے اعلیٰ اقسام سے ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ طاب بھری کی گھلی بیر غدق کے حوالی میں بولی گئی جس سے ایک نئی قسم کا خرم پیدا ہوا۔ عربوں نے اسکا نام غدق بن طاب رکھ دیا۔

(۵۱) قریشا۔ ایک قسم کا خرم ہے جو نہایت خوش مزہ ہوتا ہے خامی اور پختگی دونوں میں۔ بعضوں نے اسی کو قرانار کہا ہے۔ قرث کے معنی زبان عرب میں مشقت میں ڈالنے کے ہیں۔ بدینو جبکہ یہ قسم برنی کے اقسام سے پائی گئی جس کی نگہداشت میں فلاحوں نے بہت مشقت اٹھائی۔ اور عمدہ ثمرہ سے شمع ہوئے عربوں نے اسکا نام قریشا رکھ دیا۔

(۵۲) قطیعا۔ ایک قسم ہے خرم کی جو مختلف مقامات عرب میں پائی جاتی ہے۔

نہی اللہ رب فرماتے ہیں کہ یا شہرِ بڑی ہی کی قسم ہے یا اور کوئی قسم۔ ایک فلاح کا قول ہے کہ خرمائے شہرِ بڑی میں ایک درخت نہایت عمدہ قسم کا تھا جسکے بڑا پے کی وجہ سے اسکی شاخوں کو کاٹ کر اسکے پچھے قائم کئے گئے۔ جسکا پہل متغیر ہوا اور عربوں نے اس کا نام قتیعا رکھ دیا۔

(۵۳) قتیقہ۔ ماسی سورانی کا قول ہے کہ ایک قسم خرمائی ہے جسکا پہل بکالا اور بڑی کھلی والا اور کم مغر ہوتا ہے اسکو طبرنا یاد کے لوگ قتیقہ کہتے ہیں لیکن جب یہ پھل سکھایا جاتا ہے تو عمدہ اور خوش مزہ ہو جاتا ہے اور اسمین چکٹا و ابھی ہوتا ہے۔ مولف کو نوات عربین اسکا مادہ نہیں ملا۔ غالباً یہ لفظ کسی دوسری زبان کا ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے اس قسم کا تذکرہ فرمایا ہے مگر اسکی وجہ تسمیہ نہیں لکھی۔

(۵۴) گرامی۔ ایک قسم ہے خرمائی جو باعتبار جسامت تمام اقسام سے قوی ہوتی ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ خرمائے فارس یعنی برنی کی ایک بگڑی ہوئی قسم ہے بعض فلاحین کا خیال ہے کہ اسکا نام زبان فارسی میں گرامی رہا ہو گا۔ جسکو عربوں نے عرب کر لیا جیسا کہ برنیک کا نام عربوں نے برنی رکھ دیا۔ مولف کی رائے میں یہ توجیہ صحیح معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ گرامی کے معنی فارسی زبان میں عزیز اور بزرگ کے ہیں اور اس خرمائی بزرگی اور بیان ہو چکی ہے۔

(۵۵) کوکیش۔ ایک قسم ہے خرمائی جسکو اہل ہمدان نے پایا۔ یہ ایک قسم سابری کی سمجھی جاتی ہے۔ مصنف فلاحۃ النبطیہ کو اس سے اختلاف ہے۔ انکی تحقیق میں یہ شہرِ بڑی کی ایک قسم ہے۔ اسکا پہل زیادہ شیرہ دار اور سیاہ رنگ ہوتا ہے جسکی کھلی بہ نسبت سابری کے پتلی اور اسمین سچی حلاوت ہوتی ہے۔ مولف کو اسکی وجہ تسمیہ کی



حقیقت دریافت نہیں ہوئی۔

(۵۶) لون۔ یہ ایک قسم خرمائی ہے جسکا رنگ نہایت سُرخ اور خرمکے تمام اقسام سے زیادہ رنگین اور خوبصورت ہوتا ہے۔ عربی زبان میں لون کے معنی رنگ اور صورت اور خرمائے بیاربار کے ہیں۔ مصنف نہتی الارب فرماتے ہیں کہ لون اُس درخت خرماء کا نام ہے جسکا پہل عجوبہ ہے اور یہ بھی فرمایا کہ خرمائی ایک خاص قسم کا نام بھی لون ہے۔

(۵۷) ماکولہ۔ ایک قسم ہے خرمائی۔ زبان عربین ماکولہ کے معنی کھائی ہوئی چیز کے ہیں اور ماکولات سے کہانے کی چیزیں مراد ہیں۔ مصنف فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ برنی کے اقسام سے یہ ایک قسم ہے۔ جسکا استعمال تمام اقسام خرمائے زیادہ ہوتا ہے اور اسکا پہل بہت خوشنما اور نہایت زرد رنگ اور شفاف اور پتلا۔ بسا اوقات اسکے ڈھیلے پن کی وجہ سے اُسکا شیرہ درخت ہی پر بہہ جاتا ہے اور درخت پر صرف گٹھلی رہ جاتی ہے۔

فرہ میں نہایت عمدہ گر کم حلاوت۔ اسکا شیرہ مثل شہد کے جمع کیا جاتا ہے اور دُھوپ میں رکھنے سے گہل کر شہد بن جاتا ہے۔ جاڑوں میں کھانے کے لئے اچھا ذخیرہ جمع ہو جاتا ہے اگر جاڑہ میں جنوبی ہوا زیادہ چلی ہو تو فرہ میں ترشی یا تلخی پیدا ہو جاتی ہے اور اگر فصل بہار کے نصف تک شیرہ باقی رہا تو ترش ہو جاتا ہے اگر گرمی کے موسم تک بچ رہا تو بگڑ جاتا ہے۔ جب شیرہ بگڑنے لگے تو اس میں میٹھا پانی ملا کر دہی آج میں پکایا جاتا ہے۔ اور پھر شیشون میں بھر کر دُھوپ میں رکھ دیا جاتا ہے۔ اور یہ عمدہ سرکہ کا قائم مقام ہے۔ مگر زیادہ عرصہ تک محفوظ نہیں رہ سکتا۔ مولف کا خیال ہے کہ اسکا نام ماکولہ اس معنی کو کہ بھی صحیح ہے کہ درخت پر صرف گٹھلیوں کے رہ جانے اور شیرہ کے بہہ جانے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اسکا پہل کہا لیا گیا۔ غالباً اسی خیال

سے عربوں نے اسکا نام ماکولہ رکھا ہو۔

(۵۸) محلوئی۔ ایک قسم ہے خرا کی۔ برتنی کے بگڑے ہوئے اقسام سے۔ زبان عرب میں محلوئی کے معنی خوشنما یا شیریں بنائی ہوئی چیز کے ہیں۔ بدینوجہ کہ یہ قسم باعتبار شیرینی اور اقسام پر فائق ہے مکن ہے کہ یہی اسکی وجہ تسمیہ ہو۔

(۵۹) مخدر۔ برتنی کے بگڑے ہوئے اقسام سے ایک قسم مخدر ہے۔ بعض فلاجین کا قول ہے کہ عرصہ تک ہم اس قسم کو ایک مستقل قسم خرا کی سمجھتے رہے۔ اسلئے کہ اسکی کسی اور قسم سے کوئی مشابہت ظاہر نہ تھی مگر ایک عرصہ کے بعد محققین نے اسکو پہچانا اور کہا کہ یہ دراصل برتنی ہے اور پھر اسکا نام مخدر رکھ دیا۔ مخدر کے معنی زبان عرب میں پردہ نشین کے ہیں گویا کہ برتنی اسکے پردہ میں مخفی ہے۔

(۶۰) مسکی۔ یہ ایک قسم ہے برتنی کی۔ جسکا رنگ کالا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اسکا نام مسکی ہے۔ زبان عرب میں مشک کو مسک کہتے ہیں۔ جسکا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے۔ (۶۱) منشی۔ ایک قسم ہے کجود کی جسکا پہل گول ہوتا ہے اور درازی کمتر۔ کہا گیا ہے کہ یہ بھی برتنی کی ایک قسم ہے جو برتنی سے زیادہ مشابہ ہے اور یہی اسکی وجہ تسمیہ معلوم ہوتی ہے۔

(۶۲) مٹشان۔ ایک عمدہ قسم ہے خرا کی جو توابع فارس میں ایک پہاڑ پر پائی گئی۔ جسکا نام مٹشان تھا۔ صاحب مہتی الارب نے کہا ہے کہ اسی قسم کو موشان بھی کہتے ہیں۔ (۶۳) مکتوم۔ ایک قسم ہے خرا کی بشہیریز کے اقسام سے جس میں شہیریز کے اکثر خواص موجود ہیں اگرچہ بادی النظر میں اسکا رنگ اور قد شہیریز سے مغایر ہو مگر اسکی علامات مکتومہ یعنی خنجر کیوجہ سے فلاحوں نے اسکو شہیریز کی ایک قسم قرار دی اور مکتوم نام رکھا۔

(۶۴) مگرم۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ برنی کے اقسام سے یہ ایک قسم ہے۔ اہل لغت نے لکھا ہے کہ جو زمین نباتات کے لئے صالح ہو اسکو زبان عرب میں مگرم کہتے ہیں۔ کہا ہے کہ یہ قسم ہے تو برنی کی مگر عرب میں برنی سے زیادہ عمدہ ثابت ہوئی۔ اور یہ خوبی محض زمین کی صلاحیت کی وجہ سے تھی۔ عربوں نے اسکا نام مگرم رکھ دیا بعض فلاحوں نے کہا کہ اس قسم میں تغیر بہت کم ہوتا ہے اور اسکے تخم سے اصل سے بہتر پھل حاصل ہوتے ہیں۔ چونکہ اکرام کے معنی زبان عرب میں فرزند ان کریم آردن کے ہیں۔ اسی خاص صفت کی وجہ سے اسکا نام مگرم ہوا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

(۶۵) نخل الزبل۔ یہ برنی کی ایک بگڑی ہوئی قسم ہے جسکے درخت کیلئے گوبر کی کھاد زیادہ درکار ہوتی ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ عربوں نے اس درخت کا نام اسی وجہ سے نخل الزبل رکھ دیا۔

(۶۶) نخل الوان۔ شہر زکے متغیرہ اقسام سے ہے جسکے زکاسفوف نخلہ کے حل کیلئے بہت مفید سمجھا جاتا ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے اسکا ذکر کیا ہے مصنف منہی الارب فرماتے ہیں کہ عربی زبان میں وان کے معنی مرد ہیں۔ تن کے ہیں۔ بدینوہ کہ اس قسم کے زکو حل کیلئے مخصوص کیا ہے۔ مگن ہے کہ اسکی خوبیوں کی وجہ سے یہی نام اس قسم کا رکھ دیا گیا ہو۔

(۶۷) وحشی۔ یہ ایک قسم ہے خراکی۔ جسکی مزید کیفیت مؤلف کو دریافت نہیں ہوئی۔ غالباً یہ نام بھی کسی فلاح کے نام پر رکھ دیا گیا ہو جس نے اس قسم کو پایا ہو۔ بعض فلاحوں نے کہا کہ یہ قسم تمام اقسام سے خراب ہے اور کم قیمت۔ اسی وجہ سے اسکا نام وحشی رکھا گیا۔ اسلئے کہ وحش کے معنی زبان عرب میں خجل اور زبون اور خراب کے ہیں۔

(۶۸) وفسال۔ ایک قسم ہے خرا کی جسکی نسبت اسی سورانی کا قول ہے کہ یہ قسم اپنی اصلی حالت پر قائم ہے۔ یعنی اُن چار اقسام کی کوئی علامت اس میں نہیں پائی جاتی۔ جنکا بیان اس باب کے ابتدا میں گزرا۔ پھر فرماتے ہیں کہ شاید انھیں اقسام میں ہو۔ ممکن ہے کہ بے انتہا تغیر کی وجہ سے یہ کیفیت پیدا ہوئی ہو۔ یہ نام زبان عرب کا ہے اور نہ فارسی کا۔ غالباً کسدانی زبان کا کوئی لفظ ہو۔

(۶۹) ہارونی۔ ایک قسم ہے خرا کی۔ ہرنی کے بگڑے ہوئے اقسام سے۔ جسکو ایک فلاح ہارون نام نے پایا۔

(۷۰) ہمیروٹ۔ ایک قسم ہے خرا کی۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں۔ کہ اس قسم کا پھل ہمیشہ دراز ہوتا ہے۔ بعضوں نے اسکو بغیر پائے ہر وت کہا ہے جسکے لغوی معنی زبان عرب میں کشادگی کے ہیں۔ ساحرین کا قول ہے کہ اس درخت سے جادو اور اسکا علاج متعدد طریقوں سے کیا جاتا ہے۔ اہل بابل اس سے خوب واقف ہیں۔ مولف کہتا ہے کہ کاش اسکا نام اردو میں لکھا جاتا۔

(۷۱) ہمیرون۔ ایک قسم ہے خرا کی جسکا پتا مغربی الارب سے چلتا ہے لیکن بعض فلاحون کا بیان ہے کہ ہمیرون اسی خرا کو کہتے ہیں جسکا نام ہارونی ہے۔

(۷۲) یاسانی۔ ایک قسم ہے خرا کی۔ بقول صاحب فلاحۃ النبطیہ اسکا پھل اکثر گول ہوتا ہے۔ اور درازی کمتر۔ مولف نے اسکی وجہ تسمیہ کی دریافت میں بہت کچھ کوشش کی مگر بھڑاس کے اور کچھ نہ ملا اور ظاہر ہے کہ مختلف السنہ اور مختلف واقعات کے اعتبار سے ایسے ناموں کی وجہ تسمیہ دریافت کرنے میں آسانی نہ تھی۔

مولف نے جتنی قسموں کے نام اوپر ذکر کئے ہیں قریب قریب وہی اقسام اور ملکوں میں مقامی زبان کے اعتبار سے مختلف ناموں سے مشہور ہیں یا مختلف اعتبارات سے اُنکے نام قائم

ہوسے ہین۔ بھرہ۔ دشتی۔ ساحل عمان الحسی۔ کفت۔ بحرین۔ مناب۔ بندر عباس۔ شامات۔  
 لتان۔ سندھ میں خراب کے نام اکثر فارسی زبان اور ترکیب سے وضع ہوئے ہین۔ زمین  
 سے بعض کی وجہ تسمیہ کا تا بعض تصانیف سے متا ہے اور بعض کے نسبت سکوت ہوا ہے  
 اگرچہ ان مقامات کے اقسام کا اختصار بھی قریب قریب ناممکن کے ہے۔ لیکن تاہم چند  
 ناموں کا تذکرہ اس موقع پر خالی از دلچسپی نہوگا۔

ڈاکٹر بوناویا کہتے ہین کہ لفظ والون نے اپنے پاس اقسام خراب کو تین اقسام پر بٹھیر  
 کر دیا ہے۔ (۱) اچھا۔ (۲) بہت اچھا۔ (۳) مزہ دار۔ مؤلف کہتا ہے کہ اس تقسیم میں جس  
 اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ اُسکے لحاظ سے ایک چوتھی قسم خراب یا معمولی کے نام سے  
 قائم ہونی مناسب تھی۔

دو اقسام جنکے نام اکثر فارسی زبان اور فارسی ترکیب پر پائے گئے ان کو ردیف کی  
 پابندی کے ساتھ میں ذیل میں عرض کرتا ہوں۔

(۱) آب وندان۔ اسکا استعمال زبان فارسی میں متعدد معنوں سے پایا گیا ہے۔

(۱) میوہ امروہ۔ (۲) قسم انار۔ (۳) قسم حلوا۔ (۴) مضبوط۔ (۵) موافق۔ (۶) صفائی و ذرا  
 غالباً انہیں معنوں کے لحاظ سے فارسیوں نے خراب کی کسی خاص قسم کو اسکی کسی خاص صفت  
 کے لحاظ سے یہ نام رکھا ہو۔ بعض اہل تصانیف نے کہا ہے کہ چلتے ہوئے خراب کو فارسیوں  
 نے آب وندان کہا۔

(۲) ابو ترنجہ۔ ڈاکٹر بوناویا کہتے ہین کہ انکی تحقیق میں یہ ایک قبیلہ کا نام ہے جنکے  
 لوگ بہت سرخ و سپید ہتے۔ سرخ خراب کی ایک قسم کا فارسیوں نے یہ نام رکھا۔ مؤلف کا  
 خیال ہے کہ کیا عجب ہے کہ اس قسم کو اسی قبیلہ سے کسی شخص نے پایا ہو۔ اور قیم اوی

قبیلہ سے نام زد ہوئی ہو۔

(۳) اصغر۔ یہ خرم کی ایک قسم کا نام ہے جسکے پھل بہت چھوٹے ہوتے ہیں ڈاکٹر بوناویا کا بھی یہی خیال ہے۔ میرے ایک مدنی دوست نے کہا کہ عرب میں خرم کے اُن دانوں کو اصغر کہتے ہیں جو بلخ کی حالت میں بھڑ جاتے ہیں جبکو تاجران عرب تبیجون کی شکل میں پر و کر فروخت کرتے ہیں۔ اگرچہ انکے مزہ میں خفیف سا کسلا پن ہوتا ہے مگر نہایت خوش ذائقہ اور مرغوب الطبع ہوتے ہیں۔

(۴) برابی۔ ڈاکٹر بوناویا نے اس قسم کا تذکرہ فرمایا ہے لیکن وجہ تسمیہ سے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہے۔ مولف کہتا ہے کہ براہ کے معنی زبان فارسی میں خوب اور نیکو کے ہیں کچھ عجیب نہیں ہے کہ اہل فارس نے خرم کی کسی قسم کو اسکی خوبی کیوجہ سے برابی سے نام زد کیا ہو۔ (۵) بیرمی۔ خرم کی ایک خاص قسم ہے جسکے ریشہ سے ایک کپڑا بنا جاتا ہے۔ جسکو بیرم اور پارچہ ریمانی بھی کہتے ہیں۔ اُسی درخت کے خرم کا نام بیرمی ہے۔ ڈاکٹر بوناویا نے اسکی وجہ تسمیہ سے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہے۔

(۶) چتان۔ اس قسم کا ذکر ڈاکٹر بوناویا نے اپنی تصنیف میں کیا ہے لیکن وجہ تسمیہ سے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہے۔ ممکن ہے کہ اس نام کا کوئی موضع ہو یا کوئی فلاح جس نے اس قسم کو پایا اور اُسی نام سے یہ قسم مشہور ہوئی ہو۔

(۷) چہل گز می۔ ڈاکٹر بوناویا کہتے ہیں کہ اس قسم کا درخت چالیس گز کا تھا۔ مگر غالباً یہ گز ۳ فیٹ کا نہوگا۔ مولف کو انکی اسے سے اتفاق ہے اسلئے کہ فلاحان عرب و فلاحان علم فلاحت اور صاحبان تصانیف کا اس پر اتفاق ہے کہ درخت خرم کا قد ۹۰ فیٹ سے زیادہ نہیں ہوتا۔ گزوں کے اقسام سے جسکا استعمال زمانہ سلف میں تھا اور بعض ممالک میں اسوقت

بھی راج بن۔ بعض گز ایسے ہیں جنکا طول ۲ فٹ سے بہت کم ہے۔ پس جن لوگوں نے یہ نام رکھا ہو اس کے زمانہ میں کسی ایسے گز کا رواج ہوگا جسکا طول ۲ فٹ سے کم تھا۔ (۸) حلو۔ یا حلاوی۔ غالباً یہ وہی قسم ہے جسکا ذکر مولف نے اسی باب حصہ ثانی میں نمبر ۲۲ و ۲۳ میں حلاویہ یا حلوہ کے نام سے کیا ہے۔

(۹) حمرانی۔ ڈاکٹر بوٹا دیا کا قول ہے کہ اہل فارس اور بصرہ سرخ خرا کو حمرانی کہتے ہیں۔ مولف کو وجہ تسمیہ سے اتفاق ہے لیکن اسکا نام مولف نے اہل بصرہ سے حمرانی سنا ہے کتابت کی غلطی کی وجہ سے حمرانی سمجھایا ہوگا۔

(۱۰) خاتون شہابی۔ ڈاکٹر بوٹا دیا نے اسکا ترجمہ سرخ بیگم صاحب لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ غالباً پھل کے نہایت چمکتے ہوئے سرخ ہونے کی وجہ سے یہ نام رکھا گیا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ سرخ رنگ خرا کو یہ نام اہل فارس نے بیشک دیا ہوگا۔ اس لئے کہ زبان فارس میں ایسے اصطلاحی نام کثرت سے پائے گئے ہیں جیسے خاتون جہان اور خاتون نیما اور خاتون فلک آفتاب کیلئے اور خاتون خم شراب ناب کیلئے۔ خاتون عرب اور خاتون کائنات کہ معظمہ اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ علیہا التیمۃ والسلام کیلئے:

(۱۱) خارو۔ ڈاکٹر بوٹا دیا کا قول ہے کہ جس درخت خرا کے پتوں میں خار زیادہ ہوتے ہیں غالباً اسکا خرا خارو سے مشہور ہے۔ میری تحقیق میں اس لفظ کا صحیح اطلاق خارو ہے۔ اور یہ ایک قسم ہے خرا کی جس کے درخت کے کانٹے بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔

(۱۲) خانیری۔ ایک قسم ہے خرا سے فارس کی جو قبیلہ خانیری کے نام سے مشہور ہے۔ شاید اسی قبیلہ نے اس قسم کو پایا ہو۔ ڈاکٹر بوٹا دیا نے بھی اسکا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۱۳) خرک گو تو۔ ڈاکٹر بوٹا دیا نے اس قسم کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ خرک گو تو

سے بڑا قدم اور ہے شاید اس قسم خرم کا دخت قد آور ہوتا ہو۔ لیکن میری تحقیق اسکے برخلاف ہے۔ خرک مخفف ہو خا رک کا۔ خا رک ایک قسم ہے خرمے خشک کی جو بلاد فارس میں پیدا ہوتی ہے جسکا پھل دراز نہیں ہوتا۔ فارسیوں نے اسکا نام خرک کوہ رکھا ہے۔ مولف خیال کرتا ہے کہ اسی کو سو فی زبان میں خرک گو تو کہتے ہوں۔ اس نام کے کسی لفظ کے مرادی منی بھی درازی قد کے نہیں ہیں۔

(۱۴) خمیری۔ ایک قسم ہے خرم کی جس سے عمدہ شراب تیار ہوتی ہے۔ ڈاکٹر بوناویا نے بھی اسکا ذکر کیا ہے۔ اسکا استعمال بھرہ اور صرمن زیادہ ہے۔

(۱۵) خود روی۔ اسی قسم کو دشتی بھی کہتے ہیں۔ خرم کی ایک ادنیٰ قسم ہے۔ ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہیں کہ غالباً یہ قسم بغیر بونے کے خود بخود اگی ہے۔ زبان فارسی میں خود روی ایک اصطلاحی لفظ ہے جسکے معنی بقول مصنف بھرجم چیز کیہ از خود رستہ باشد عموماً۔ (۱۶) خوشہ خرک۔ ڈاکٹر بوناویا کہتے ہیں کہ اسکے منی بہت بڑی ڈالی کے ہیں۔ بونہ کہتا ہے کہ یہ شہو قسم ہے خرمے فارس کی۔ جسکے دانے بہت زبردست ہوتے ہیں۔ خرک مخفف خا رک ایک قسم ہے خرمے خشک کی۔ اہل زبان نے اس قسم کو اسکی کلا نیت کی وجہ سے ہالفتہ خوشہ خرک سے نام زد کیا۔ جسکا یہ مطلب ہو کہ اس قسم کا ایک خرم گویا ساوی ہے خرک کے ایک خوشہ کے۔

(۱۷) رنگ پیغہ۔ ڈاکٹر بوناویا نے اسکو چکتی ہوی سپید قم کہا ہے۔ مولف کہتا ہے کہ چکنے کے معنی ان الفاظ سے نہیں پیدا ہوتے۔ اس قسم کو دیکھنے سے البتہ اس نام کی مناسبت معلوم ہوتی ہے۔ یہ ایک معمولی درجہ کا خرم ہے جسکی زردی سپیدی لئے ہوئے سوی رنگ سے مشابہ ہے۔ اسکا کوئی حصہ پیلا نہیں ہے بلکہ سر سے پاؤں تک ایک جسم۔



فلاحان فارس کا بیان ہے کہ اسکے درخت کا تنہ بھی مخصوص ہے جو نیچے سے اوپر تک بالکل ٹھوس اور کسبان ہوتا ہے۔ زبان فارسی میں دنگ موسل کو کہتے ہیں جس سے دیان کوٹے جاتے ہیں۔ پس فارسیوں نے اس خرما کا نام اسی وجہ سے دنگ سفید رکھ دیا۔ (۱۸) دہری۔ ڈاکٹر بوناویا نے بھی اپنی بیش بہا تالیف میں اسکا تذکرہ فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ یہ قسم دنیا بھر میں ہر جگہ اگ سکتی ہے اسی سے اسکا نام دہری ہوا۔ مولف کہتا ہے کہ دہر کے معنی زمانہ کے ہیں اور دہری بمعنی لاندہب۔ بدینوجہ کہ اس قسم میں مختلف ملائین اقسام اربعہ کی نہیں پائی جاتی ہیں فارسیوں نے اسکا نام دہری رکھ دیا۔ بعضوں کا قول ہے کہ اس قسم کیلئے کوئی وقت اور موسم مقرر نہیں ہے۔ وقت ہی وقت اسکا درخت بار آور ہوتا ہے بعض کی رائے ہے کہ اسکا تلفظ ضم اول کے ساتھ دہری ہے جس کے معنی سال خورد کے ہیں بدینوجہ کہ اسکا درخت باوجود سال خورد ہونے کے پھل دیتا ہے اسلئے اہل فارس نے اس پھل کا نام دہری رکھ دیا۔

(۱۹) ذرک۔ ایک قسم ہے خرما سے فارس کی۔ ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہیں کہ یہ پھل چمکتا ہوا مثل آئینہ کے سطح رکھنے والا ہے اسلئے اسکا نام ذرک ہوا۔ زبان فارسی میں زرک کے معنی افشان کے ہیں۔ اور زبان عرب میں ذرۃ بمعنی چکنے والی چھوٹی چیز۔

(۲۰) رش۔ ایک خاص قسم ہے خرما سے فارس کی جو گا دوم ہوتی ہے یعنی اسکے دونوں سرے ساوی نہیں ہوتے۔ مصنف بہار عجم فرماتے ہیں کہ رش مخفف ہوا رش کا ارش سے ماتم کا وہ حصہ مراد ہے جو کہنی سے پہونچے تک گا دوم ہوتا ہے اور ایک قسم ہے خرما کی جو سیاہ رنگ اور بالیدہ ہوتی ہے۔ ڈاکٹر بوناویا نے اسکا ذکر کیا ہے لیکن وجہ تسمیہ سے اپنی لامعی ظاہر کی ہے۔

(۲۱) رکاب - ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہیں کہ اسکے درخت کے پتوں کا خم مثل رکاب کے ہوتا ہے اور غالباً یہی اسکی وجہ تسمیہ ہے۔ موٹف کہتا ہے کہ زبان فارسی میں رکاب کے معنی پیالہ دراز کے ہیں جس میں رقیق چیزوں کا استعمال ہوتا ہے جیسے شربت اور شراب اور شیرہ انگور و شیرہ خرما وغیرہ۔ معلوم ایسا ہوتا ہے یہ قسم بہت شیرہ دار ہے اسلئے اسکو فارسیوں نے بشا بہت پیالہ دراز رکاب کہا۔

(۲۲) زاہدی - ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہیں کہ یہ قسم دلی کی طرح ہے غالباً ایو جہ تسمیہ رکاب میں اچھی ہوتی ہے۔ موٹف کہتا ہے کہ اس قسم کو فلاحان فارس کے زاہدی سے نامزد کرنے کی معقول وجہ ہیں کہا جاتا ہے کہ یہ قسم تمام اقسام میں بہت سخت جان ہے۔ بہر موسم کا اثر بہت کم ہوتا ہے پانی کی احتیاج زیادہ نہیں ہوتی۔ کھاد سے بے پروا ہے مصنوعی طریقہ پر زر کا سفوف پہنچانے کی ضرورت اسکے لئے بہت کم ہوتی ہے۔ چونکہ اسکا درخت تمام اقسام خرم میں زیادہ بلند بالا ہوتا ہے۔ قدرتی ہوا اور کیڑوں کی امداد سے اس میں ہمیشہ کثرت سے بار آتا ہے۔ اسکا درخت اگرچہ بظاہر شا داب اور سرسبز نہیں معلوم ہوتا مگر اسکے ٹمرہ کی مقدار میں کمی نہیں ہوتی۔ پھل کا رنگ خاکی اور نامرغوب ہوتا ہے۔ لیکن اسکی حلاوت اور شیرینی اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ بدینہ وجہ کہ زاہد کے معنی رغبت اور خواہشات دنیوی اور مال و جاہ اور ناموس سے بے تعلق رہنے کے ہیں لہذا فلاحان فارس نے اس قسم کا نام زاہدی رکھا۔

(۲۳) زرین الدینی - اس قسم کی وجہ تسمیہ کی نسبت تفصیلی حالات معلوم نہوسکے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس قسم کا پانے والا یا اس قسم کو پسند کرنے والا زرین الدین نام تھا۔ جب طرح والا جاہ پسند ایک قسم ہے ام کی اسی طرح زرین الدینی ایک قسم ہے خرما سے فارس کی۔

ڈاکٹر بونا ویا نے اسکا ذکر کیا ہے مگر وجہ تسمیہ کے بیان سے سکوت فرمایا ہے۔

(۲۴) سامران - کسی محقق کی تصنیف سے اسکی وجہ تسمیہ کا پتا نہیں چلا۔ مگر بعض فلاحان عرب کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ قسم عرب میں شاذ و نادر مقامات پر ہے اور طبع فارس میں بکثرت پائی جاتی ہے لیکن فلاحان عرب جو ضعیف الاعتقاد ہیں اسکی حرمت کرتے ہیں اُنکا خیال ہے کہ جس گھر میں سامران کا درخت ہوتا ہے اُسکے باشندوں پر سحر کا اثر نہیں ہوتا اور وہ سمجھتے ہیں کہ کسی جادوگر نے اس قسم پر اپنے جادو کی وجہ سے یہ اثر پھیلا دیا ہے بعض فلاحانہ نے کجور کے متعلق اگرچہ ساحرین کے خیالات اور اُنکے اعمال کا بہت کچھ ذکر کیا ہے۔ لیکن سامران کی قسم سے سکوت کیا ہے بدینوجہ کہ اُن کو اعمال سحر سے متفر تھا اور اُن کو بیان کرتے ہوئے ہر مقام پر اظہارِ تنفر کیا ہے۔ بنار علیہ ممکن ہے کہ دانستہ اسکو ترک کیا ہو مگر علیہ السلام کے زمانہ میں سامری نام ایک ساحر گزرا ہے جسکے کارناموں کی تصویر گو سالہ سامری کے واقعات سے صفحات تاریخ پر موجود ہے ممکن ہے کہ اُسی کے نام یا اُسی کے زمانہ سے اس قسم کی ابتدا ہوئی ہو۔

(۲۵) سرخ و ن - ڈاکٹر بونا ویا نے اسکا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے۔ یہ چمکتا ہوا سرخ پھل ہے۔ و ن ایک میوہ خاص کا نام ہے جسکو عربی میں جنتہ الخضر کہتے ہیں جو نہایت پُر مغز ہوتا ہے اور اہل فارس اسکو بہت قیمتی خیال کرتے ہیں بدینوجہ کہ خرمائی یہ قسم اعلیٰ اقسام سے اور پُر مغز ہوتی ہے اور اسکا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ اہل فارس نے اسکا نام سرخ و ن رکھ دیا۔ و ن کے معنی صاف اور بنیش کے بھی آئے ہیں۔ غالباً انہیں معنوں میں ڈاکٹر بونا ویا نے اسکو چمکتا ہوا سرخ پھل کہا ہے۔

(۲۶) سریشی - ڈاکٹر بونا ویا نے لکھا ہے کہ غالباً رس کی زیادتی کیوجہ سے اس قسم کا نام

سریشی رکھا گیا ہو۔ مؤلف کہتا ہے کہ نہیں اس قسم میں چکٹا و از زیادہ ہوگا بمعنی خلاصہ البقیہ نے اکثر مقامات پر ذکر کیا ہے کہ رطب کیلئے چکٹا و ایک خاص صفت ہی بدینو جہ کہ سریش اپنے چکٹا وے میں مشہور ہے فارسیوں نے اس قسم کا نام چکٹا وے کی کثرت کی وجہ سے سریشی رکھ دیا۔

(۲۷) سکّانی - ڈاکٹر بوٹاویا نے اس قسم کا ذکر کیا ہے مگر اسکی وجہ تسمیہ کے بیان سے سکوت فرمایا ہے۔ سکّا بالضم و تشدید لام خاخر کو کہتے ہیں بدینو جہ کہ اس قسم کا درخت نہایت خاردار مشہور ہے۔ اہل بصرہ نے اس قسم کا نام سکّانی رکھ دیا۔

(۲۸) سیر - ڈاکٹر بوٹاویا فرماتے ہیں کہ یہ عام قسم ہے جو ہر جگہ موجود ہے۔ میرا خیال ہے کہ فارسی زبان میں سیر نفیض ہے گرسنہ کی بدینو جہ کہ یہ قسم خلیج فارس کے اکثر مقامات پر عام اور غربا کی غذا ہے لہذا اہل فارس نے اسکا نام سیر رکھا یعنی غربا اسکی غذا سے سیر رہتے ہیں اور بھوکے نہیں رہتے۔

(۲۹) سی سی - ایک مشہور قسم خراے فارس کی ہے جو شہر سی سی میں پائی گئی اور اسی کے نام سے مشہور ہوئی ڈاکٹر بوٹاویا نے بھی اسکا ذکر کیا ہے۔

(۳۰) شاہونی - ڈاکٹر بوٹاویا فرماتے ہیں کہ یہ بادشاہوں کے دسترخوان کے قابل ہے اسی وجہ سے اسکا نام شاہونی ہوا۔ میرا خیال ہے کہ اسکا صحیح لفظ شاہانی ہوگا۔ زبان کے لب و لہجہ میں شاہونی کہا جاتا ہے۔

(۳۱) شکر - شکر سی - یہ دونوں اقسام خرا کے اقسام ہیں جنہیں شکر زیادہ ہے۔

(۳۲) شیخ علی - یہ دونوں اقسام دو قبیلوں کے نام سے مشہور ہیں جنکو ان اقسام

(۳۳) شیخ کمالی - سے زیادہ رغبت رہی ہو یا انہیں قبیلوں کے افراد نے ان اقسام

کو پایا ہو

(۳۴) - شہری - یہ وہی قسم ہے جسکو مولف نے اقسام اول الذکر کے نمبر (۳۰) میں بیان کیا ہے جسکا نام شہریز ہے۔

(۳۵) شیرینی - ایک قسم ہے کھجور کی جسکو اہل فارس نے مٹھائی سے نامزد کیا ہے۔ اسنے کہ اسکی حلاوت اور مٹھاس اسے درجہ کی ہے۔ ڈاکٹر بوناویا نے بھی اسکا ذکر کیا ہے۔

(۳۶) علی جہتاری - ڈاکٹر بوناویا کہتے ہیں کہ یہ قسم ایک قبیلہ کے نام سے مشہور ہے۔

(۳۷) فرد - یہ ایک قسم ہے خرماسے فارس کی۔ ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہیں کہ یہ نام غالباً اسوجہ سے ہوا ہو کہ ہر ایک ڈالی میں ایک خرمالگتا ہو۔ مولف کہتا ہے کہ غالباً ایسا نہ ہوگا فرد کا لفظ کیتا کے معنی میں مستعمل ہے۔ بعض خوبون میں اس قسم کا درجہ عام اقسام سے اعلیٰ ہوگا اسنے اسکا نام فرد رکھ دیا گیا۔

(۳۸) فرسی - اس قسم کا پتا اگرچہ بعض کتب سے چلتا ہے مگر وجہ شبہ کی صراحت کسی نے نہیں کی۔ صرف اسقدر کہا گیا ہے کہ یہ ادنیٰ قسم کا خرماسے جہین یا تویج نہیں ہوتا۔ اور اگر ہوتا ہے تو بالکل نرم۔ فارسیوں نے اسکو نرم استخوان بھی کہا ہے۔ اہل فارس اکثر اسکو گھوڑوں کے راتب میں شریک کرتے ہیں۔ ۵

(۳۹) قندی - یہ وہی قسم ہے جسکا نام اسی باب کے حصہ اول میں نمبر ۴۲ پر بیان ہوا ہے

(۴۰) قیدی - یہ وہی قسم ماکولہ ہے جسکو اس باب کے گزشتہ حصہ میں مولف نے نمبر (۵۷) پر بیان کیا ہے۔ اہل فارس اس خرماسے خوشون پر تیاری کے زمانہ میں ٹین کے ڈبے باندھ دیتے ہیں تاکہ اسکا شیرہ بہہ نہ جائے۔ سوئی بول چال میں اسکو قیدی کہتے ہیں لیکن میز لوگ اسکو ماکولہ کہتے ہیں۔ ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہیں کہ

غالباً قیدی اُن چھوٹے چھوٹے پتوں کی وجہ سے کہا گیا ہوگا جو اطراف میں ہوتے ہیں۔  
 (۴۱) بلبکب۔ ایک قسم ہے خرم کی جو رطب ہونے سے پہلے درخت پر خشک ہو جاتی ہے اور ہوا میں خوشہ خرم سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز آتی ہے۔ فارسیوں نے اس قسم کا نام بلبکہ رکھا اور عام لوگوں نے بلبکب کہا۔ بلبکہ زبان فارسی میں متعدد گھوڑوں یا اونٹوں کے پاؤں کی آواز کو کہتے ہیں۔ ڈاکٹر لونایا نے اس قسم کا ذکر کیا ہے لیکن وجہ تشبیہ سے کٹ فرمایا ہے۔  
 (۴۲) کسب۔ اگرچہ سوتی زبان میں یہی نام مشہور ہے اور بعض اہل تصانیف نے بھی اس کا ذکر کیا ہے لیکن درحقیقت یہ وہی قسم ہے جس کا نام عربوں نے قسب رکھا ہے قسب درحقیقت خرم کی کوئی قسم نہیں ہے بلکہ ہر قسم کا خرم جب اس قدر خشک ہو جاتا ہے کہ سُنہ میں چبانے سے ریزہ ریزہ ہو جائے اس کو زبان عرب میں قسب کہتے ہیں۔ بعضوں نے قسب کو ایک خاص قسم خرم سے خشک کی بیان کیا ہے جو درخت پر خشک ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر لونایا نے کسب اور قسب دونوں کو دو جدا اقسام قرار دیا ہے لیکن دونوں کی وجہ تشبیہ سے ساکت ہیں۔ صاحب غیاث اللغات فرماتے ہیں کہ کسب بالضم کجاء و روغن جس سے کھلی مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کھلی میں کوئی حصہ رطوبت کا باقی نہیں رہتا۔ چبانے سے ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے پس خشک خرم یا قسم خرم سے خشک کو اسی مناسبت سے کسب کہنا بھی غیر صحیح نہیں ہے۔

(۴۳) کلک سرخ۔ ایک نازک خرم کا نام ہے جو بہت باریک اور سرخ شنیخ رنگ ہوتا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ فارسیوں نے اس پھل کی باریکی اور زکات اور سرخی کی وجہ سے اس کو کلک سرخ سے نامزد کیا۔ ڈاکٹر لونایا فرماتے ہیں کہ غالباً سرخ ڈالی کی وجہ سے یہ نام رکھا ہو (۴۴) گنثار۔ ایک قسم ہے خرم سے فارس کی جو سیاہ رنگ اور گول ہوتا ہے۔ ڈاکٹر لونایا

نے اسکا ذکر کیا ہے اور اسکی چھ تسمیہ کے بیان سے سکوت فرمایا ہے۔ فارسی زبان میں گن مخفف ہو گند کا جسکے معنی خایہ کے ہیں اور تاریخی تیرہ جس سے سیاہ فام مراد ہے پس گن تاریک کے لفظی معنی خایہ سیاہ کے ہیں۔ جس زبان نے انگریسیہ کا نام خایہ غلامان رکھا ہے اسکے نزدیک سیاہ اور گول کچور کو گنتار سے موسوم کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔

(۴۵) لولوی۔ ایک قسم ہے خرمائی جسکے پھل چھوٹے اور گول ہوتے ہیں۔ مولف کی تحقیق میں لولوی لفتح ہر دو لام ایک ادنے قسم ہے خرمائی فارس کی جو بدفرہ ہوتی ہے اور مویشی کو کھلائی جاتی ہے۔ زبان فارسی میں لولو کے معنی بدفرہ اور بے نمک کے ہیں۔ (۴۶) محشپ۔ یہ ایک ادنے قسم خرمائی ہے جسکا پھل چھوٹا اور خشک ہوتا ہے جسمین رطوبت اور شکر بہت کم ہوتی ہے۔ خشب کے معنی زبان عربی میں ہیزم خشک کے ہیں بعضوں نے اس قسم کو خشب لکھا ہے۔ ڈاکٹر بوٹاویا نے یا کے ساتھ محشپ فرمایا ہے مگر وہ تسمیہ سے سکوت کیا ہے۔

(۴۷) مردہ سنگ۔ بقول ڈاکٹر بوٹاویا یہ بے گٹھلی یا چھوٹی گٹھلی کا خرمائی ہے جو بدفرہ ہوتا ہے۔ لیکن مولف کہتا ہے کہ چھوٹی گٹھلی کا خرمائی نہایت عمدہ قسم کا سمجھا جاتا ہے۔ مردہ سنگ کے نام سے یہ بات ظاہر ہے کہ یہ یا تو بے گٹھلی کا خرمائی یا نرم گٹھلی کا۔ زبان فارسی میں سنگ کے معنی گرانی کے ہیں۔ بدینوجہ کہ اس خرمائی گرانی فوت ہو چکی ہے اوس کو فارسیوں نے مردہ سنگ سے نامزد کیا۔

(۴۸) مرزبان۔ ڈاکٹر بوٹاویا فرماتے ہیں کہ مرزبان کے معنی محافظ شہر کے ہیں غالباً اس قسم کا درخت بلند اور فصیل شہر سے اونچا ہو گا اسلئے اسکا نام مرزبان ہے۔ مولف کہتا ہے کہ غالباً یہ نام اسی خرمائی کا ہے جو غلامان سے مشہور ہے جسکو معقین نے خرمائی بادشاہ

کہا ہے اسی باب کے حصہ اول نمبر (۳۰) میں جنے اسکا ذکر کیا ہے۔

(۴۹) مُرْج - ایک قسم ہے خرامے بعہ کی۔ ترنج کے معنی عربی زبان میں کم دینے کے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس قسم کا درخت زیادہ بار آور نہیں ہوتا یعنی اسکا ثمرہ کم مقدار میں ہوتا ہے اسلئے اسکا نام مُرْج ہوا۔ ڈاکٹر بوناویا نے اسکو بلا تشدید نون مُرْج کہا ہے۔ مگر وجہ تسمیہ سے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہے۔

(۵۰) مُسَلّا - ایک قسم ہے خرامے بعہ کی جو مُفْجَع ہے اور اس سے عمدہ قسم کی شراب بھی بنائی جاتی ہے۔ زبان عرب میں مُسَلّا کے معنی خوش اور نیم کے ہیں پس کچھ عجیب نہیں ہے کہ اسی سرور اور فرحت کی وجہ سے جو اس بھل کے استعمال سے حاصل ہوتی ہے۔ اہل بعہ نے اسکا نام مُسَلّا رکھ دیا ہو۔ ڈاکٹر بوناویا نے اس قسم کا ذکر کیا ہے لیکن وجہ تسمیہ کے بیان سے سکوت فرمایا ہے۔

(۵۱) مُصْتَلٰی - ایک قسم ہے خرامے بعہ کی۔ عربی زبان میں مُصْتَلٰی کے معنی نماز گزار اور اُس گھوڑے کے ہیں جو شرط دوڑنے میں دوم درجہ رکھتا ہو۔ اعلیٰ اقسام میں غالباً اسکا درجہ دوسرا ہو گا اور انہیں معنوں میں اسکا نام مُصْتَلٰی رکھا گیا ہو گا۔ ڈاکٹر بوناویا نے اسکا ذکر کیا ہے لیکن وجہ تسمیہ کے نسبت اپنی لاعلمی کا اعتراف کیا ہے۔ بقول بعض اسکا بار بہت جلد آتا ہے۔

(۵۲) مُلْک مُرْج - ایک قسم ہے خرامے بعہ کی۔ عربی زبان میں مُلْک بالفتح آبخو کے ہیں جس سے پانی کا ظرف مراد ہے بدین وجہ کہ اس قسم میں شیرہ مُرْج بکثرت ہوتا ہے لہذا اہل فارس نے اسکا نام مُلْک مُرْج رکھ دیا۔ ڈاکٹر بوناویا نے لکھا ہے کہ اسکے معنی فرستہ مُرْج کے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ غالباً اس کجور کو خامی میں مُرْج ہونے کی وجہ سے مُلْک مُرْج کہا گیا ہو گا۔ مولف کو اس رائے سے اتفاق نہیں ہے۔



(۵۳) مندل - ایک قسم ہے خرا کی جو گولائی لئے ہوئے ہوتی ہے۔ عربی زبان میں نَدَل کے معنی منتقل کرنے اور اُڑا لیجانے کے ہیں۔ فلاحون کا قول ہے کہ یہ قسم بار آوری میں مصنوعی حمل کی زیادہ محتاج نہیں رہتی یعنی قدرتی طور پر ہوا کی مدد سے اسکا درخت خوب بار آور ہوتا ہے گویا اسکے طلع کی قوتِ جاذبہ ہوا سے سفوف کو بکثرت اُڑا لیتی ہے۔ غالباً انہیں معنوں میں اسکو فارسیوں نے مندل کہا ہو۔ اگر اسکا تلفظ فتح میم کے ساتھ مانا جائے جیسا کہ ڈاکٹر بونا دیالے لکھا تو مندل ایک شہر کا نام ہے جسکا تذکرہ مصنف صحاح جوہری نے کیا ہے ممکن ہے کہ یہ قسم اُسی شہر سے پھیلی ہو لیکن ڈاکٹر بونا دیالے وجہ تسمیہ سے اپنی لاپٹی ظاہر کی ہے۔

(۵۴) مِثَالی - ایک قسم ہے خرا سے بصرہ کی جسکے پھل بہت مضبوط ہوتے ہیں اور خوشہ سے کم گرتے ہیں۔ عربی زبان میں اثل کے معنی استوار اور مضبوط کے ہیں غالباً اسی مادہ اس قسم کا نام مِثَالی رکھ دیا گیا ہو۔ ڈاکٹر بونا دیالے اسکا ذکر کیا ہے لیکن وجہ تسمیہ سے لاپٹی ظاہر کی ہے۔

(۵۵) نفل - ایک قسم ہے خرا سے بصرہ کی جسکی وجہ تسمیہ سے ڈاکٹر بونا دیالے اپنی لاپٹی ظاہر کی ہے۔ نفل کے معنی عربی زبان میں پسر زنا کے ہیں۔ مولف خیال کرتا ہے کہ جس نخل کا حمل سفوف نفل کے سوا کسی اور چیز سے قرار پایا ہو جسکا بیان پہنے باب حمل میں کیا ہے۔ غالباً اُسی کے پہل کو اہل بصرہ نے نفل کہا ہو گا یہ ادنیٰ درجہ کا خرا ہے جو مویشیوں کو کھلایا جاتا ہے۔

(۵۶) نیر الدینہی - یہ نام غالباً عام لوگوں کے استعمال کی وجہ سے جنکو وجہ تسمیہ سے واقفیت نہیں تھی بگڑا ہوا معلوم ہوتا ہے غالباً اسکا صحیح امل نور الدینی ہو۔ یعنی نور الدین کی پائی یا پسند کی ہوئی قسم ہو۔ جسطرح علی ہنزاری اور زین الدینی کی قسم ہے اُسی طرح

نور الدینی کی بھی ایک قسم ہے۔ ڈاکٹر بوٹاویا نے اس قسم کو بیان کر کے وجہ تسمیہ سے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہے۔ میرے ایک فاضل دوست نے کہا کہ اگر اس خرا میں چکنا و اچکنائی زیادہ ہو تو نیر الدہنی اسکا نام بہت موضوع ہے اسلئے کہ زبان عربی میں نیر کے معنی آنے کے ہیں اور دہن بمعنی چکنائی۔ پس کسی ایسی قسم خرا کو جس میں دہنیت ہو نیر دہنی سے نام زد کرنا صحیح ہے۔

(۵۷) ہلالی۔ ایک قسم ہے خرا کی جو کسی قدر ٹیڑھا ہوتا ہے یعنی مشابہ بہ ہلال۔ غالباً یہی قسم ہے جسکو عربوں نے تولی کہا ہے جسکو مؤلف نے اسی باب کے پہلے حصہ نمبر (۱۳۱) میں بیان کیا ہے۔ ڈاکٹر بوٹاویا نے اسکا ذکر کیا ہے لیکن وجہ تسمیہ سے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہے۔

### (۴) درخت خرا کے مختلف نام

زبان عرب میں درخت خرا کے بعض مخصوص نام ہیں جسکو اقسام خرا سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ مؤلف نے اس موقع پر ان کو بیان کر دینا اسلئے مناسب خیال کیا ہے کہ اکثر لوگ وجہ تسمیہ سے ناواقف ہونے کے سبب سے ان ناموں کو بھی اقسام خرا میں شامل سمجھتے ہیں۔

(۱) باسقمہ۔ عربی زبان میں بسوق کے معنی مطلق بلندی کے ہیں۔ باسقمہ اُس درخت خرا کا نام ہے جسکا قد قلعہ سے اونچا ہو۔

(۲) مرقائی۔ ایک قسم ہے درخت نر کی جسکی تعریف اقسام خرا کے حصہ اول نمبر (۱۲) میں بیان ہوئی ہے۔

(۳) جبّار۔ زبان عرب میں جبّار کے معنی مرد بلند بالا اور نخل بلند قامت کے ہیں عربوں نے جبّار یا جبّارہ اوس درخت خرا کو کہا ہے جسپر چڑھنے کی ضرورت واقع ہو یا بغیر کسی سیر ہی کے اُسکے خوشن ہلک ہاتھ نہ پہنچے۔

(۴) جَلاد۔ جَلاد کے لغوی معنی زبان عرب میں آسکارا کے ہیں جو خضی کی نفیض ہے جس درخت خرم میں سختی زیادہ ہو اسکو عربوں نے جَلاد سے نامزد کیا۔

(۵) حاشک۔ زبان عرب میں خشک اور کثرت اور افزولی کے معنی ہیں جس درخت خرم کے پھل زیادہ آتے ہیں اسکو اہل عرب نے حاشک کہا۔

(۶) خضیرا۔ عربی زبان میں خضرة کے معنی اُس نبات کے ہیں جسکے پھول سے پھل پیدا نہو۔ عربوں نے اُس درخت خرم کو خضیرہ نام رکھا جسکے پھل کچے پن میں جھڑ جائے ہیں۔

(۷) رُجَبیہ۔ عربی زبان میں رُجَبہ کے معنی پھلدار درخت کو سہارا دینے کے ہیں۔ رُجَبیہ اُس درخت خرم کا نام ہے جو جھک جائے اور کسی ٹیکہ کے سہارے سے سیدھا کیا جائے۔

(۸) رَقْلہ۔ لغت عرب میں رَقْلہ کے معنی مطلق نخلہ بلند کے ہیں جس درخت خرم کا قد جبارہ سے بلند ہو اسکو عربوں نے رَقْلہ کہا۔

(۹) نَحْمَق۔ زبان عرب میں نَحْمَق کے معنی درخت خرم کی درازی کے ہیں۔ عربوں نے اُس درخت خرم کا نام نَحْمَق رکھا جو باسقمہ سے دراز قامت ہو۔

(۱۰) سَلَب۔ سَلَب کے لغوی معنی چھین لینے کے ہیں۔ عربوں نے اُس درخت خرم کو سَلَب کہا جس میں پھل نہ آیا ہو۔

(۱۱) سِلَاخ۔ زبان عرب میں سِلَاخ کے معنی پوست کشیدن کے ہیں جس درخت خرم کے سبز پھل جھڑ گئے ہوں اور تنگا رہ گیا ہو اسکا نام عربوں نے سِلَاخ رکھا۔

(۱۲) سَنہا۔ جس درخت خرم میں ایک سال بعد پھل آتا ہو اسکا نام عربی زبان میں سَنہا ہے اور یہی اس لفظ کے لغوی معنی ہیں۔

(۱۳) - سلتین - عربی زبان میں سلت کے معنی دُور کرنے اور صاف کرنے کے ہیں۔ جس درخت خرماء کی جڑوں کے پاس مٹی صاف کیجاتی ہے اور مثالوں لہ بایا جاتا ہے اور زائد مٹی کو ہٹا کر پانی کے لئے عین مقام بنایا جاتا ہے اُس درخت کو عربوں نے سلتین کہا۔

(۱۴) - شیشمار - زبان عربین شوش کے معنی دُہونے اور نرم کرنے کے ہیں جس قسم خرماء کی گٹھلی سخت نہیں ہوتی اُسکے درخت کا نام عربوں نے شیشمار رکھا۔

(۱۵) - صعلہ - صعل کے معنی عربی زبان میں اُس گدھے کے ہیں جسکے بال گر گئے ہوں عربوں نے اُس درخت خرماء کو صعلہ کہا جسکے پتے نہ ہوں اور ٹیڑھا اُگا ہو۔

(۱۶) - صنبور - زبان عرب میں صنبور سے وہ شخص مراد ہے جو بغیر اپنے خونیون کے تنہا رہ گیا ہو۔ عربوں نے اُس درخت خرماء کو صنبور کہا جسکا تنہ تپلا اور بے پوست ہو اور اُسکے پھل کم آتے ہوں۔

(۱۷) - عُمشری - عُمشر سے دسواں حصہ مراد ہے۔ عربوں نے اُس درخت خرماء کا نام عُمشری رکھا جسکو ایک ایسے گڑھے سے پانی ملتا جو جہین آب باران جمع ہو۔ یہ نام اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس درخت کی آبرسانی بہت کم ہوتی ہے یعنی نہر جاری کا دسواں حصہ۔

(۱۸) - عُنق - زبان عرب میں عُنق کے معنی پارہ خیر کے ہیں۔ پھلدار درخت خرماء کو عربوں نے عُنق کہا یعنی وہ پارہ خیر ہے۔

(۱۹) - عَوَانہ - عربی زبان میں عَوَان کے معنی میانہ سال کے ہیں جہین جس و جمال کا امتیاز ہوتا ہے جس درخت خرماء کا رنگ بہ نسبت اور درختوں کے مخصوص ہوتا ہے۔ اوکو عربوں نے عَوَانہ کہا۔

(۲۰) - فحل - خرماء کے زرد درخت کا نام زبان عرب میں فحل ہے۔

(۲۱) فیلہ۔ عربی زبان میں فیل کے معنی مطلق نہال کے ہیں۔ خرما کے بہت چھوٹے درخت کو عربوں نے فیلہ کہا۔

(۲۲) قاعد۔ زبان عرب میں قاعد کے معنی بیٹھے ہوئے کے ہیں۔ عربوں نے اُس پست درخت خرما کا نام قاعد رکھا جسکے ٹمر وہ تک انسان کا ہاتھ بغیر کسی سیڑھی کے پہنچ سکے۔

(۲۳) کارعمہ۔ کرع کے معنی عربی زبان میں برسات کے ٹھہرے ہوئے پانی کے ہیں۔ اور کارع۔ پانی میں کھرا رہنے والا۔ جس درخت خرما کو ہمیشہ دافر پانی ملا کرتا ہے اُسکو عربوں نے کارعمہ کہا۔

(۲۴) لاقح۔ لاقح کے معنی عربی زبان میں رشن دادن کے ہیں۔ یعنی زکے سفوف سے مادہ خرما کو حاصل کرنے کے۔ لاقح اُس زرد درخت کا نام ہے جس سے نخل کے حمل کیلئے سفوف لیا گیا ہو۔

(۲۵) لین۔ اس لفظ کی اصل لون ہے جسکے معنی مطلق رنگ کے ہیں جس درخت خرما کا بار عجوبہ کہلاتا ہے اُسکو زبان عرب میں لین کہتے ہیں۔ بدینوجہ کہ عجوبہ نہایت خوش رنگ پھل ہے۔ اُسکے درخت کا نام لین رکھا گیا۔ اہل لغت نے اس وجہ تسمیہ کا ذکر کیا ہے۔

(۲۶) مراہیج۔ اسکا مادہ رجحان ہے جسکے معنی بھگنے کے ہیں۔ بیماری بار دالے درخت کا عربوں نے مراہیج نام رکھا۔

(۲۷) مُشخ۔ جس درخت خرماسے اُسکے خار جدا کئے گئے ہوں اُسکا نام مُشخ ہے اور یہی اس لفظ کے لغوی معنی ہیں۔

(۲۸) ہجمنہ۔ امتحان کے معنی زبان عرب میں نابالغہ سے واپس کرنے کے ہیں جس درخت خرما کے پھل جوانی سے پہلے ظاہر ہوئے ہوں اُسکا نام عربوں نے ہجمنہ رکھا۔

(۲۹) نخل۔ زبان عرب میں درخت خرما کو خواہ زہو یا مادہ نخل کہتے ہیں۔

(۳۰) نخلہ - مادہ خرماء کا خاص نام زبان عرب میں نخلہ ہے۔

(۳۱) نخلہ عمیمہ - جس مادہ خرماء کا قد دراز ہو اُسکو عربوں نے نخلہ عمیمہ سے موسوم کیا۔ عمیم کے معنی وسیع کے ہیں۔

(۳۲) نخل مریم - اُس درخت خرماء کا نام نخل مریم ہے جسکے تنہ کے پاس عیسیٰ علیہ السلام متولد ہوئے جو ایک خشک درخت تھا اور اس میلاد کی برکت سے سرسبز ہو گیا تھا۔ جس درخت خرماء میں خلافت امید سرسبز ہی کے آثار پائے جائیں اُسکو بھی اہل عرب نخل مریم کہتے ہیں۔

(۳۳) ہاجنہ - جو مادہ خرماء اول مرتبہ بار آور ہوئی ہو اُسکا نام عربوں نے ہاجنہ رکھا۔ اور یہ اس لفظ کے لغوی معنی ہیں۔

الجیریا کے تھلستان میں بعض خاص درخت خرماء کے ہیں جنکا خرماء مخصوص صفات موصوفہ ہے۔ مولف کے ایک شفیق نے ملک فرانس کے ایک زراعتی رسالہ کا ترجمہ عنایت فرمایا جس سے اُن اقسام کی تعجب کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ مین انگلی مہربانی کا شکر گزار ہوں اور اُسکو اس موقع پر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ طرز عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سندھ جہ ذیل نام خاص قسم کے درختوں کے ہیں بعض فلاحوں نے کہا کہ یہ درحقیقت اُن درختوں کے خرماء کے نام ہیں۔ غرض جو کچھ بھی ہوں اُنکا بیان اس موقع پر دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔

تحقیق فرانس کہتے ہیں کہ الجیریا کا خرماء پانچ رنگ کا ہوتا ہے۔ سپید۔ سیاہ۔ زرد۔ سرخ۔ سبز۔ بعض پھل نرم ہوتے ہیں اور بعض سخت۔ اکثر انہیں سے شیرہ دار اور پر حلاوت ہیں اور بعض خشک۔ خراب اقسام کے پھل مولشی کو کھلائے جاتے ہیں اور اعلیٰ اقسام کو اُمر استعمال کرتے ہیں۔ خراب اقسام سے ایک قسم کا خرماء کچھ ترش بھی ہوتا ہے جسکا ذائقہ

اڈھنی کے دودھ سے مشابہ ہے۔ لائق محققین نے کہا ہے کہ بعض کے پھل ایسے پتلے اور نازک اور لائے ہوتے ہیں جیسے انسان کی انگلیاں اور بعض گول اور بعض بیضی جیسے کبوتر کے انڈے۔ اور بعض بہت زبردست اور موٹے اور بعض کی شکل بتی کے پنجوں سے مشابہ ہوتی ہے۔ انہیں اقسام سے مشہور قسمیں ۵ ہیں جنہیں سے بعض کے پھل موسم پر آتے ہیں اور بعض دیر کر کے۔

(۱) اللاتمہ۔ عربی زبان میں اتم کے معنی کامل کے ہیں۔ اللاتمہ اُس درخت خرم کا نام ہے جسکی جسامت اوسط درجہ کی ہوتی ہے جسپر بڑا اور بہت اچھا اور تھوہ کے رنگ والا پھل ہوتا ہے۔ مصنف نہتی اللارب فرماتے ہیں کہ اتم ایک وادی کا نام ہے ممکن ہے کہ یہ درخت اسی مقام پر پایا گیا ہو۔ اتم کے معنی مطلق تاخیر کے بھی ہیں۔ ممکن ہے کہ اس درخت کا پھل دیر سے آتا ہو اور یہی اُسکی وجہ تسمیہ ہو۔ ڈاکٹر لونوا یا اتمیہ کے نام سے بلا مراحت وجہ تسمیہ ایک قسم کا ذکر کرتے ہیں غالباً وہ یہی قسم ہو۔

(۲) میضہ حمامہ۔ یہ ایک چھوٹے سے درخت خرم کا نام ہے جسپر نرم اور سپید پھل ہو۔ جو کبوتر کے انڈے سے مشابہ ہو۔ زبان عرب میں بیضہ کے معنی انڈے کے ہیں اور عامہ معنی کبوتر۔ ڈاکٹر لونوا دیا لے بھی اسکا ذکر کیا ہے۔

(۳) بیض النجد۔ یہ ایک موٹے اور لمبے درخت خرم کا نام ہے جسپر سپید رنگ کی قدر لمبا پھل ہو۔ یہ واقعہ میں ترش اور قحطی کے دودھ سے مشابہ ہوتا ہے۔ التجیر یا کے باشندے شیر خوار بچوں کو اس خرم کا رس اکثر پلاتے ہیں۔ بیضہ النجد۔ زبان عرب میں پردہ نشین لڑکی کو کہتے ہیں۔ بدینو جہ کہ اس درخت کے پھل میں یہ ایک صفت ہے کہ اُس سے بچوں کے لئے دودھ کے مشابہ غذا ملتی ہے لہذا عربوں نے اس درخت کا نام بیضہ النجد رکھا۔

جسکو عام لوگ بیض الخدر کہنے لگے۔ بعض کا قول ہے کہ اسکا الما ضد کے ساتھ بیضۃ الخضر ہے اور یہی الما صحیح معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ عربوں نے خضر شاخ سبز خرم کو کہا ہے۔ بدینوہ کہ انھیں شاخون میں سپید رنگ کا پھل لگتا ہے جسکی مشابہت بیض سے ہے لہذا بیض الخضر اس خاص قسم کا نام ہوا۔ ڈاکٹر بوٹا ویانے اپنی تصنیف میں بیضول الخدر ایک درخت خرم کا نام بیان کیا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپ نے الفاظ کی تحقیق کامل طور سے نہیں فرمائی غالباً وہ یہی قسم ہے۔ ڈاکٹر بوٹا ویانے درجہ تسمیر سے بحث نہیں کی ہے۔

(۴) تَدَلہ۔ عربی زبان میں تدلی یعنی نزدیک ہوا اور فروتنی کی۔ یہ ایک درخت خرم کا نام ہے جسکا قد چھوٹا ہوتا ہے اور چہرہ خشک اور سپید رنگ کے پھل ہوتے ہیں جس طرح مولف نے اس باب کے حصہ اول نمبر (۲۲) میں قاعد کی ایک قسم بیان کی ہے اسی طرح تَدَلہ بھی ایک قسم ہے درخت کی پستی اور پھلون کی خشکی کی وجہ سے غالباً یہ درخت تَدَلہ سے نامزد ہوا۔ ڈاکٹر بوٹا ویانے تَدَلہ کے نام سے جو قسم بیان کی ہے وہ غالباً یہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی اس درخت کی یہی صفات بیان فرمائی ہیں جو اوپر لکھی گئیں۔

(۵) التریقیہ۔ تَرَف کے معنی زبان عرب میں نزاکت کے ہیں۔ التریقیہ اس درخت خرم کا نام ہے جو نازک اور میاں قد ہوتا ہے چہرہ سبز خرم لگے ہوئے ہوں۔ ڈاکٹر بوٹا ویانے بھی انہیں صفات کے ساتھ اسکا ذکر کیا ہے۔ لیکن وہ فراتے ہیں کہ یہ ناقص اقسام میں داخل ہے جسکا پھل زیادہ دن تک نہیں رہتا اور میوٹیوں کو کھلا دیا جاتا ہے بعض فلاخون کا قول ہے کہ اس خرم کے سبز رنگ سے زمانہ پختگی کا رنگ مراد نہیں ہے بلکہ وہ خام حالت ہی میں بگڑنے لگتا ہے اور اسکو توڑ کر جانوروں کو کھلا دیتے ہیں بقول صاحب فلاحۃ النبطیہ سبز رنگ کا خرم ایک نادر قسم ہے جو مصنوعی طریقہ پر پیدا کی گئی ہے جسکو ہم باب تغیرات



مصنوعی کے ذیل میں بیان کریں گے۔ پس ان معنوں میں اسکا اطلاق مہلہ کے ساتھ الطریفیہ ہونا چاہئے اسلئے کہ عربی زبان میں طریف کے معنی نادر کے ہیں۔

(۶) خثار الترس۔ یہ ایک خاص قسم ہے درخت خرما کی۔ جسکا قد اوسط اور جسم بہت

موٹا۔ زیتون سے مشابہ جسم بہت بڑے اور شیرہ دار اور نہایت اعلیٰ قسم کے خرما ہوں۔

ڈاکٹر بوناویا کو ان صفات سے اتفاق ہے لیکن نام کے تلفظ میں اختلاف۔ آپ نے

اسکو خثار الترس لکھا ہے۔ یہ اختلاف کسی دوسری زبان کے تلفظ میں ممکن الوقوع ہے

ڈاکٹر صاحب نے اسکی وجہ تسمیہ سے سکوت فرمایا ہے۔ عربی زبان میں خثار کے معنی کیسہ

انگبین کے ہیں یعنی شہد کی تھیلی اور ترس بمعنی قوی۔ پس ان معنوں کے لحاظ سے

ایک ایسے پھل کے لئے جو شیرہ دار اور بڑا دراصلی قسم کا ہو۔ خثار الترس نام رکھنا صحیح ہے۔

(۷) الخستہ۔ یہ ایک قسم ہے درخت خرما کی جسکا قد چھوٹا اور نازک اور جسم پتھر رنگ موٹا

اور خشک خرما ہو۔ ادنیٰ اقسام میں اسکا شمار ہے اکثر جانوروں کی خوراک میں استعمال

کیا جاتا ہے اسکے کھانیسے کھانسی آتی ہے۔ ڈاکٹر بوناویا نے بھی اس قسم کو انہیں صفات

کے ساتھ بیان کیا ہے۔ لیکن وجہ تسمیہ سے ساکت ہیں۔ عربی زبان میں خستہ کے معنی

کمینہ پن اور خراب کے ہیں۔ پس اس قسم کی خرابی کی وجہ سے یہ نام نامناسب نہیں ہے۔

(۸) رطب التین۔ ایک خاص درخت خرما کا نام ہے جو لمبا اور موٹا ہوتا ہے جسم

دراز اور عمدہ سرخ رنگ پہل ہوں۔ اس درخت کے پھل جج کر کے پیال میں رکھنے

سے پک جاتے ہیں۔ زبان عرب میں تین کے معنی سوکھی گھانس کے ہیں۔ بدینہ وجود کہ یہ

خرما بغیر پیال میں رکھنے کے نہیں پکتا۔ عربوں نے اسکو رطب التین کہا۔ ڈاکٹر بوناویا نے

بھی اسکا ذکر کیا ہے اور بعض صفات بھی بیان کی ہیں لیکن وجہ تسمیہ سے ساکت ہیں۔

( ۹ ) السَّحْبُ - یہ ایک قسم ہے درخت خرمائی۔ جو بلند اور زیادہ پتے رکھنے والا۔ سفید پھل لئے ہوسے ہو۔ اسکے پھل اعلیٰ قسم کے ہوتے ہیں۔ عربی زبان میں سَحْب جمع ہے۔ سحاب کی جیسے معنی ابر کے ہیں۔ بدنیوجہ کہ یہ درخت بلند اور گھنا ہوتا ہے اور اسکے سفید پھل بھی اولوں کے مشابہ ہیں۔ عربوں نے اسکا نام السَّحْب رکھ دیا۔ ڈاکٹر بوناویا نے اس قسم کا ذکر کیا ہے اور وجہ تسمیہ سے سکوت فرمایا ہے۔

( ۱۰ ) سِہَامُ الْغُرَاب - ایک قسم ہے درخت خرمائی جو لمبا اور موٹا جیسے دراز موٹا اور سرخ رنگ پھل لگا ہو۔ ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہیں۔ کہ یہ پھل کوٹوں کو مرغوب ہے۔ زبان عرب میں سِہَامُ الْغُرَاب کے معنی کوٹوں کے حصوں کے ہیں غالباً اسی وجہ سے یہ نام رکھ دیا گیا۔

( ۱۱ ) اَطْفَارُ الْعُطْ - زبان عرب میں اطفار کے معنی ناخون کے ہیں اور قُطْبَیْے کو کہتے ہیں یعنی گرُبہ ز۔ یہ ایک قسم ہے درخت خرمائی جس پر سفید رنگ بلبے اور خشک خرمالگے ہوں جو شاہ ہوں قبی کے پتے ہیں۔ ڈاکٹر بوناویا نے دُفَارِ الْقَطَا کے نام سے ایک قسم کا ذکر کیا ہے غالباً وہ یہی قسم ہے۔ صفات میں اُن کا بیان مجھے مطابق ہے۔

( ۱۲ ) الْعُطْش - عُطْش کے معنی تشنگی کے ہیں ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہیں کہ لمبا اور موٹا درخت خرماء کا جس پر گول زرد رنگ اور خشک خرمالگے ہوں جسکے کھانے سے زیادہ تشنگی ہوتی ہے الجیر یا میں الْعُطْش سے نامزد ہے۔

( ۱۳ ) الْقِطَار - اُس درخت خرماء کا نام ہے جسکے پھل کو عربوں نے ماکولہ کہا جسکو ہم نے اقسام خرماء کے پہلے حصہ میں نمبر (۵۷) پر بیان کیا ہے۔ عربی زبان میں قِطَار جمع ہے قطرہ کی اور قطرہ ٹپکنے والی چیز کو کہتے ہیں۔ ڈاکٹر بوناویا نے اس درخت کے صفات کو یوں لیا کیا ہے کہ یہ درخت اوسط جسامت اور موٹی گرہ کا ہوتا ہے جس پر مجھورے رنگ کے بہت شکرین

اور رس دار پھل لگے ہوں جسے مثل شہد کے شیرہ مچکتا ہے ان صفات کے لحاظ سے یہ نام مناسب ہے

(۱۴) المغرونات - یہ ایک قسم ہے درخت خرما کی جبکا تنہ موٹا۔ طویل القامت ہو۔ جسپر ایسے پھل لگے ہوں جو زرد رنگ اور خشک ہوں جو آخر موسم پر پختہ ہوتے ہیں۔ زبان عربی میں غرن کے معنی سُستی اور خشکی کے ہیں۔ بدنیوجہ کہ اسکا پھل خشک بھی ہوتا ہے۔ اور پکے میں سُست بھی ہے لہذا عربوں نے اسکو المغرونات کہا۔ ڈاکٹر بوناویانے بھی اسکا ذکر کیا ہے۔

(۱۵) شحلمۃ اللیفت - ایک قسم ہے درخت خرما کی جو متوسط جسامت رکھتا ہے اور نازک اور نرم اور زرد رنگ کے پھل لئے ہوئے ہوتا ہے جو بہت دیر میں پکتے ہیں عربی زبان میں لیفت کے معنی متوسط اور کنارہ ہر چیز کے ہیں بدنیوجہ کہ یہ درخت جسم میں متوسط ہے اور بار میں آخر لہذا دونوں معنوں کے لحاظ سے یہ نام درست معلوم ہوتا ہے ڈاکٹر بوناویانے بھی اسکا ذکر فرمایا ہے۔

## دوسری فصل

### کاشت خرما کے متعلق

### پہلی اصل متعلق بہ مبادی کاشت

(۱) زمین اور آب ہوا کے متعلق

خرما کی کاشت ہر قسم کی زمین میں ہو سکتی ہے جس طرح بعض میوؤں کے نازک درخت

یا نخلہ کی خاص فصلیں بعض اقسام زمینات کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں اوس طرح خرما کسی تخصیص کا محتاج نہیں اور بغضہ خرما کا درخت زمینی اور ہوائی سختیوں کا تحمل بھی ہوتا ہے۔ فلاحان عرب کی رائے ہے کہ خرما کا درخت ہر ایک زمین میں بار آور ہوتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی سمجھنا چاہئے کہ زمین کی مناسبت ایک خاص چیز ہے جو عموماً تمام اقسام نباتات پر موثر ہے۔ بعض زمینات کے ساتھ خرما کو بھی خاص مناسبت ہے لیکن اس امر کی دریافت کہ درخت خرما کو کس زمین کے ساتھ خاص مناسبت ہو فضول ہے اسلئے کہ مختلف ممالک میں اس خاص مناسبت کی زمین شکل سے مل سکتی ہے۔ ہمو اپنی ضرورت کے لئے اس قدر معلوم کر لینا کافی ہے کہ وہ زمین جسکو خرما سے کم مناسبت ہو کس قسم کی زمین ہو۔ فلاحان عرب نے بالاتفاق کہا ہے کہ زمین شور کے ساتھ درخت خرما کو رغبت نہیں ہوتی۔ اور جو نقصانات شور زمین کی وجہ سے عائد ہوتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:-

- (۱) یہ کہ بوئی ہوئی گتھلی اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہتی۔ یعنی طبرزد کی گتھلی سے نکلے ہے کہ کوئی ادنیٰ قسم کا درخت پیدا ہو یا طبرزد ہی پیدا ہو مگر وہ خوبیاں اسکے بار میں باقی نہ رہیں جو طبرزد میں ہونی چاہئیں اسلئے کہ زمین کا پہلا اثر تبدیل اور تغیر اصلیت پر ہوتا ہے۔
- (۲) یہ کہ اس درخت میں سیس بان کا مرض پیدا ہوتا ہے۔ یہ لفظ عربی زبان کا ہے۔ بعضوں نے شین اول کے ساتھ اسکو شیبان بھی کہا ہے۔ اس مرض کے لاحق ہونے سے مادہ درخت حمل کو قبول نہیں کرتا۔ اگر قبول کرتا ہے تو ایک خوشہ میں صرف دو پائیں پہل ہوتے ہیں اور بعض اوقات ان میں گتھلی نہیں ہوتی اگر ہوتی ہے تو ہمیں اور ضعیف اور نازک۔ جو دوبانے سے ٹوٹ جاتی ہے۔ اور رگڑنے سے ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے صنعت فلاحتہ البیطیہ کو اس سے اتفاق ہے کہ زمین شور میں جتنے الامکان خرما کی کاشت

کو ضایع نہ کرنا چاہئے۔ ساتھ ہی وہ کہتے ہیں کہ باوجود اس خرابی کے زمین شور میں خرما کا درخت بہ نسبت اور درختوں کے بہت قوی پیدا ہوتا ہے لیکن جہاں کہیں دوسری قسم کی زمینیں موجود ہیں وہاں مناسب اور اعلیٰ یہ ہے کہ خرما کی کاشت شور زمین میں نہ کی جائے۔ تجربہ کاران ہند کا یہ خیال ہے کہ جس زمین میں ریت کا حصہ غالب ہو اُس میں درخت خرما زیادہ شاداب ہوتا ہے۔ بعض فلاحان ہند کی رائے ہے کہ زمین کو مصنوعی طور پر درست کر لینا کچھ مشکل امر نہیں ہے۔ مثلاً اگر کسی ریگڑ زمین میں ونڈ لینے چکنی مٹی کے اجزاء زیادہ پائے جائیں تو ہر ایک پودہ کے لئے افلاچھ فیٹ کا کمب گڑھا کھود کر اُسکی نصف مٹی میں باریک یا چھنی ہوئی ریتی کا ملا دینا اور پھر اُس محفوظ مٹی سے گڑھے کا بہرہ دینا درخت خرما کے لئے بالکل کافی ہے۔ اسی طرح لال مٹی میں ایک رجب ریتی کی شرکت کمتفی خیال کی گئی ہے۔ مورم زمین بنفسہ بغیر کسی ترکیب کے درخت خرما کو اچھی حالت میں پرورش کر سکتی ہے۔ سنگلاخ زمین میں بھی کچھ درخت نشو و نما پاسکتا ہے بشرطیکہ ۱۲ فیٹ کا عمیق گڑھا عرض و طول میں چھ فیٹ کا بنا کر اسی کی مٹی سے بھر دیا جائے جس زمین میں ریتی اور کنکر یا مورم کے اجزاء اعتدال کے ساتھ ہوں اور تہ میں پتھر واقع ہونے کا احتمال نہ ہو اُس میں صرف ۳ فیٹ عرض اور ۴ فیٹ طول اور ۶ فیٹ عمق میں زمین کو نرم کر کے درخت لگا دینا کافی ہے۔

صاحب فلاحۃ البنطیہ نے لکھا ہے کہ جس زمین پر گرم زمین کا اطلاق ہو اگرچہ وہ کاشت خرما کے لئے مفید ہے لیکن اُس میں کھاد کا استعمال بہت کم کرنا چاہئے بلکہ نہ کرنا چاہئے ملک بابل کی زمینات سرد زمینات سے منسوب ہیں اُن میں البتہ گاسے کے گوبر کا استعمال ضروری سمجھا جاتا ہے۔

یورپ کے ایک محقق نے لکھا ہے کہ جو ممالک شمالی رخ میں ۲۲ سے ۲۷ درجہ پر واقع ہیں اور سمندر کی آب و ہوا کا اثر وہاں نہ پہنچے اُن مقامات کو درخت خرما کی کاشت کے لئے بہترین مقام خیال کر لینا چاہئے۔

ڈاکٹر لونڈیا کی رائے ہے کہ بلند اور غیر مرطوب مقام کاشت خرما کے لئے بہت موافق ہے آپ فرماتے ہیں کہ جن مقامات میں بارش کم ہوتی ہے وہاں کھجور کا درخت بہت شادابی کے ساتھ پرورش پاسکتا ہے۔ مثلاً مسقط کی زمین اور اسکی آب و ہوا جہان کی بارش کا اوسط صرف ۴۰-۴۵ انچہ ہے کاشت خرما کے لئے نہایت مفید پائی گئی ہے اور علی طور پر اسکی تصدیق ہو چکی ہے۔ یہی کیفیت لبنان کی ہے جہاں کی بارش کا اوسط ۷۰-۸۰ انچہ سے زائد نہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ باوجودیکہ لکھنؤ کی زمین باعتبار آب و ہوا مسقط سے زیادہ مرطوب کہی جاتی ہے اسلئے کہ وہاں کی بارش کا اوسط ۳۶-۳۷ انچہ ہے تاہم لکھنؤ میں خرما کے درخت کامیابی کے ساتھ بار لاتے ہیں بظاہر جو نقصانات نظر آتے ہیں وہ زمین یا آب و ہوا سے معلق نہیں ہیں بلکہ باقاعدہ طریقہ پر نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے۔ مولف کو اس رائے سے بالکل اتفاق ہے۔ ممالک محروسہ سرکار نظام میں باوجودیکہ تلنگانہ کی بارش کا اوسط ۳۰-۳۵ انچہ ہے جنگل کے جنگل سینڈھی کے درختوں سے بھرے پڑے ہیں۔ سینڈھی کا درخت درحقیقت کھجور ہی کے خاندان سے ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ کھجور ہی کا درخت ہے۔ بدینوجہ کہ اُس سے غمرہ لینا مقصود نہیں ہوتا۔ نہ اسکی کاشت میں کسی قسم کی احتیاط کیجاتی ہے اور نہ عمدہ تخم اور عمدہ قسم سے سروکار رہتا ہے اور نہ اسکی کاشت میں باقاعدہ طریقہ پر عمل ہوتا ہے باوجود اس بے پروائی کے سینڈھی کے لاکھوں درخت جنگل میں بھرے پڑے ہیں اور باوجود اسکے کہ اُن

دختون میں بے احتیاطی کے ساتھ ٹانگی لگائی جاتی ہے (جس سے سینہ ہی کا تانسا مراد ہے) اور پابندی کے ساتھ باقاعدہ طریقہ سے اُن سے رس نہیں لیا جاتا اور نہ اُن جنگلوں میں آب رسانی کا کوئی انتظام ہے۔ تاہم وہ نہایت تھل اور صبر کے ساتھ کام دیتے ہیں اور اُنکے گوسے ہوسے تخم سے جھنڈ کے جھنڈ پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ ملک نظام کے مہواری یا کرناٹک کا حصہ تو مولف کی رائے میں اس خاص مقصد کیلئے تلنگانہ سے زیادہ بہتر ہے جہاں تری کی کاشت خال خال ہے جہاں تمام تر خشکی کی فصلیں بولی جاتی ہیں۔ مہواری اور کرناٹکی ملک کی بارش بھی تلنگانہ سے بہت کم یعنی تلنگانہ کے نصف سے کچھ ہی زیادہ ہے۔ پس ایسی حالت میں اس حصہ کو کاشت خرا کے لئے تلنگانہ سے زیادہ موزوں اور مناسب خیال کرنا چاہئے۔ قریب قریب یہی کیفیت جنگلور اور سیور کی زمینات اور اُسکی آب و ہوا کی ہے جہاں کی بارش کا اوسط ۳۴-۲۸ پانچواں پایا گیا ہے۔ پور کا ملک بھی اسکے منافی نہیں ہے جسکی بارش کا اوسط ۲۲-۱۶ ہے۔ علی ہذا القیاس اجمیر کی زمین پونہ کے بعض مقامات اور دون اور منٹار کی زمین سے بھی اسکی صلاحیت ظاہر ہوتی ہے۔

ناگپور کی بارش کا اوسط البتہ ۴۵-۴۰ پانچواں ہے لیکن باوجود اسکے تجربہ سے یہ بات پائی گئی ہے کہ جس کسی نے احتیاط کے ساتھ دہان خرا کی کاشت کی۔ کامیابی کے ساتھ اُسکو بار آیا۔ بیکانیر جسکی بارش کا اوسط ۱۵-۱۰ پانچواں ہے یا جود پور جسکی بارش اوسط ۱۲-۸ پانچواں ہے یا بلاری جہاں ۱۶-۱۰ پانچواں کا اوسط ہے۔ ان گُل مقامات کی زمین اور آب ہوا کاشت خرا کے لئے موافق ہے۔ اور اوراویہ پور کا درجہ مساوی ہے یعنی دونوں میں ۲۷-۲۰ پانچواں کے قریب بارش کا اوسط ہے ان دونوں مقامات میں بھی خرا کی کاشت میں کامیابی

کے آثار نظر آتے ہیں۔

مولف نے مندرجہ بالا مقامات کے اوسط بارش کا حساب مختلف ذرائع سے معلوم کیا ہے۔ بعض کا اوسط پانچ سال کی مقدار بارش پر قائم ہوا ہے اور بعض مقامات کا اوسط دس سال پر اور کہیں ۱۵-۲۰ سال اور کہیں اس سے بھی زیادہ پر۔ بناء علیہ ممکن ہے کہ یہ اوسط سرکاری اوسط سے متفاوت نظر آئے لیکن غالباً بہت زیادہ فرق نہ ہوگا۔

بعض تجربہ کاروں نے کہا ہے کہ جس مقام پر سردی کم ہے وہاں کجور کی کاشت میں کامیابی کی امید ہے۔ اُن کا خیال ہے کہ ایسے مقامات پر مٹی کے مہینہ میں خرما کا ٹہرہ پختہ ہو سکتا ہے اور ایسے پھل جو موسم گرما میں پختہ ہوئے ہوں بہت دیر تک اچھی حالت میں رہ سکتے ہیں اور تجارت کے اغراض کے لئے بہت مفید ہیں۔ ڈاکٹر لونایا کوکلنہ اس سے اتفاق نہیں ہے وہ فرماتے ہیں کہ ملتان کا مقام جسکا عرض البلد لکھنؤ سے ۳۰ درجہ شمال کی جانب مٹا ہوا ہے باوجودیکہ لکھنؤ سے زیادہ سرد مقام سمجھا جاتا ہے مگر خرا کیلئے لکھنؤ سے زیادہ مفید پایا گیا ہے اور اسکی مادی شہادت کاشت کی کثرت اور کامیابی کے ذریعہ سے حاصل ہے۔ پہر آپ ہی نے فرمایا ہے کہ مینی تال اور کھیری اور بیچ مری۔ اور مالک متوسط کے دوسرے حصہ میں ایک خاص قسم خرما کی پیدا ہوتی ہے جسکا ذرت پستہ قد ہوتا ہے اس درخت کا بار ماہ مئی میں پختہ ہو جاتا ہے اور آپ یہ رائے دیتے ہیں کہ اس درخت کو عرب کے خرما کے ساتھ میل دیا جائے تو ایک ایسا مفید درخت پیدا ہو جائیگا جسکا ٹہرہ کل ہندوستان کے ملکوں میں جہاں کی آب و ہوا سرد نہ ہو مٹی کے مہینہ میں پختہ ہو جائیگا۔ مولف کی رائے اسکے برخلاف ہے اسلئے کہ درخت خرما کی بار آوری آم کی سی نہیں ہے جو کسی موسم میں بھی لگاؤ تو ہر مقام کے لئے ایک مہینہ وقت پر بار آوری



بلکہ کھجور کے لئے بار آوری کا زمانہ اور اسکی پختگی کا وقت کیفیت زمین اور آب و ہوا اور موسم کاشت پر منحصر ہے پس ایسی حالت میں ہر ایک مقام پر یہ بات کا شکر کاروں کے تجربہ سے تعلق رکھتی ہے کہ وہ درخت خرما کی کاشت کے لئے اپنے مقام کے لحاظ سے ایک ایسا وقت تجویز کریں جبکہ بار گرم موسم میں پختہ ہو سکے۔ اس خاص مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے بہت بڑی ضرورت اسکی ہے کہ گورنمنٹ کی جانب سے ایک خاص انتظام کیا جائے کہ ہر ایک مقام پر ہر ایک موسم میں متعدد اقسام کے چند درخت بوائے جائیں اور جب انکی بار آوری کا وقت آجائے تو احتیاط کے ساتھ اس بات کا تجربہ کیا جائے کہ کس موسم کا بویا ہوا درخت کس ہینہ میں بار آور ہوا۔ جب اس طریقہ عمل سے بار آوری کے مختلف اوقات کا ہمکو تجربہ ہوگا تو ہم مقامی آب و ہوا کے لحاظ سے اُس مقام کیلئے ایک مناسب وقت کاشت کا مقرر کر لیں گے اور چند خاص قسموں کا انتخاب کریں گے۔ تاکہ اُن کا ثمرہ ماہ مئی یا اسکے قرب میں پختگی کو پہنچ سکے۔

حیدرآباد و دکن میں جن حضرات کو اس کام میں زیادہ دلچسپی حاصل ہے اُن سے مولف کو گفتگو کر لے کا اتفاق ہوا انہوں نے فرمایا کہ ہمارے بوائے ہوئے درختوں میں اکثر درخت تو ایک خاص وقت میں بار آور ہوتے ہیں جبکہ ثمرہ کی پختگی کا وقت میں بارش میں آتا ہے اور کثرت برودت کی وجہ سے ثمرہ بگڑ جاتا ہے لیکن بعض درخت اُن کے برخلاف بھی بار آور ہوئے جبکہ ثمرہ کی پختگی موسم گرما میں واقع ہوی۔ پس ایسی حالت میں ہمارا پہلا کام یہ ہوگا کہ نابعد الذکر درختوں سے بچتے حاصل کر کے وسیع پیمانہ پر انکی کاشت کریں اسلئے کہ مقامی آب و ہوا کی موافقت اسی خاص قسم کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ حیدرآباد کے امراء اور ممبرانِ ان عرب کے اکثر مکانات اور باغات میں کھجور کے درخت

ہین اور اکثر ان مین سے اعلیٰ قسم کے درخت ہین جیکے ثمرہ کی بہت تعریف مسمی جاتی ہے۔ اکثر لوں سے مولف نے ملاقات کی ہے اور دریافت سے معلوم ہوا کہ انکی بار آوری کے اوقات ایک ہی شہر مین مختلف ہین۔ پس یہ بات اعلیٰ حکومت کی توجہ کے قابل ہے کہ وہ اپنے ملک کے لئے اسی موجودہ مواد سے چند اقسام کی ترجیح اور اوقات کاشت کا تعین کر دے اور یہ اس وقت تک نامکن ہے جب تک کہ مال کا کوئی خاص افسر اس تحقیقات کی طرف متوجہ نہ ہو۔ مولوی عبداللہ حسین مغزین حیدرآباد سے ایک خاص شخص مین جنکو اس خاص کام کا اعلیٰ تجربہ حاصل ہے۔ آپ نے کٹھ گوشہ محل سے مقل اپنے خانہ باغ اور نیز مقطعات مین برابر درخت خرما کے بوئے ہین اور علمی طریقہ پر انکی ہر ایک چیز پر نظر رکھتے ہین۔ جب مولف نے آپ سے گفتگو کی تو آپ نے فرمایا کہ بے شک بعض درخت خرما کے ایسے ہین جنکی بار آوری کا زمانہ بہ نسبت اکثر درختوں کے مختلف ہے۔ پس ملک نظام کی زمینات مین نہ صرف یہی خوبی ہے کہ کاشت خرما کے لئے وہ مناسب ہین بلکہ وہ اس بات کی بھی صلاحیت رکھتی ہین کہ اگر باقاعدہ طریقہ پر کوشش کیجائے اور کاشت کیلئے وقت کی مناسبت قائم کر لیجائے تو ان مین ایسے درخت پیدا ہوں جن کا ثمرہ موسم گرما مین پختہ ہو سکے۔ مولوی عبداللہ حسین سے سرکار کو کافی مدد مل سکتی ہے۔

بعض محققین کی رائے ہے کہ جس زمین مین پانی زیادہ گہرائی پر نہیں ہے اوس مین خرما کی کاشت زیادہ کامیابی کے ساتھ ہو سکے گی اسلئے کہ اسکی جڑ مین بہ نسبت اور درختوں کے سرعت اور طاقت کیساتہ زمین مین دبستی جاتی ہین اور کوشش کرتی ہین کہ زمینی پانی تک محبت کے ساتھ پہنچ جائیں جسکے بعد یہ درخت بالائی آبپاشی سے مستفی ہو جاتا ہے۔ اگرہے پورا اور پھر جمیر تک پانی کی گہرائی کا اوسط ۳۵ فٹ

مانا گیا ہے اور اناؤہ میں اور نیز اگرہ کے بعض مقامات میں ۶۰ یا ۷۰ فٹ کی گہرائی مانی گئی ہے باوجود اسکے بقول ڈاکٹر بوناویا آخر الذکر مقامات پر کھجور کی کاشت سے کامیابی کے آثار نظر آتے ہیں۔ ممالک محروسہ نظام میں پانی کی گہرائی باسٹنا بیدر اور مقامات پر ۳۶ فٹ ہے اور بہت کم مقامات ایسے ہیں جنہیں پانی ۶۳ فٹ سے زیادہ گہرا ہے۔ اکثر مقامات میں ۳۶ فٹ سے کم گہرائی ہے اور اسی قسم کا اختلاف کم و بیش ہند کے اور ملکوں میں ہے۔ پس جن لوگوں نے پانی کے عمق پر اپنی رائے قائم کی ہے اسکے لحاظ سے بھی ہندوستان کے اکثر مقامات پر خلو کی کاشت میں کامیابی کی توقع ہے اسلئے کہ زیادہ سے زیادہ عمق یعنی ساٹھ یا ستر فٹ کے نسبت ڈاکٹر بوناویا نے اپنا تجربہ یہ بیان کیا ہے کہ وہاں دخت خرم کامیابی کے ساتھ پھولا اور پھلا۔

جسطح دکن میں سیندھ بنوں کی کثرت ہے اُسی طرح بنگالہ میں جنگلی کھجور کے دخت لاکھوں کی تعداد میں بوئے گئے ہیں جنکے رس سے شیرہ بنایا جاتا ہے اور اُس سے شکر تیار ہوتی ہے جسکی آمدنی کثیر ہے اسی طرح سرکار نظام کو سیندھ ہی سے (جسکو ملکی اصطلاح میں آبکاری کہتے ہیں) لاکھوں روپیہ کی آمد ہے۔ مدراس پریسڈنسی کے بعض مقامات میں بھی تاثری کی یہی کیفیت ہے۔

مولف کی قطعی رائے ہے کہ ہندوستان کے جن ممالک میں سیندھ ہی یا تار کے خود رو دخت بکثرت ہیں وہ کھجور کی کامیابی کے لئے مادی شہادت کا حکم رکھتے ہیں اگر گورنٹ ہند اور والیان ریاست اس جانب توجہ فرمائیں اور کھجور کی باقاعدہ کاشت کا انتظام کریں اور رعایا کو مقامی حکام کے ذریعہ سے ترغیب دیں

اور قواعد کاشت و نگہداشت سے آگاہ کریں اور رعایا کی مشکلات کو دفع کرنے کی تدابیر کام میں لائیں اور عمدہ تخم اور عمدہ بچوں کے فراہم کرنے کی فکر کریں تو کوئی شک نہیں کہ ملک کو اُس سے بڑی منفعت حاصل ہوگی اور کم ہنگامی اور قحط کے زمانہ میں کھجور کا درخت اپنی صفات خاص کیوجہ سے اچھی طرح پر قحط کا مقابلہ کر سکے گا اور کاشتکاروں کو اُس سے بڑی مدد ملے گی۔

ڈاکٹر یونائیو فرماتے ہیں کہ زیادہ بارش کسی حالت میں درخت خرما کے لئے مضر نہیں ہے بشرطیکہ پانی کی نکاسی کا بندوبست کر دیا جائے۔ یہ درخت ہر آب و ہوا کے ساتھ مناسب رکھتا ہے۔ کثرت بارش میں سرسبز رہتا ہے اور پھل دیتا ہے اور قلت بارش اور قحط میں زیادہ رنگ لاتا ہے۔

ایک تجربہ کار نے لکھا ہے کہ جواب و ہوا اونٹ کیلئے موافق ہے اُسکو درخت خرما کے لئے بھی موافق سمجھنا چاہئے ایک فلاح کا قول ہے کہ تیشبہ درخت خرما کی سخت جانی کی دلیل ہے اُسی نے کہا کہ ہوائے گرم اور لو کی برداشت کھجور کا درخت ہر طرح پر کر سکتا ہے مگر کثرت برف سے البتہ ضائع ہو جاتا ہے یعنی خن مقامات میں سردی سے پانی جم جاتا ہے یا برف گرتی ہے وہاں بعض درخت خرما کے پالا پڑنے سے ضائع ہو گئے کسی درخت کو صرف آفتاب کی تازت سے ضائع ہوتے ہوئے نہیں دیکھا بعض تجربہ کاران یورپ نے لکھا ہے کہ سطح آب سے چار ہزار فیٹ کی بلندی تک خرما کے درخت کامیابی کی حالت میں دیکھے گئے ہیں۔ بلوچستان چار ہزار فیٹ بلند ہے اور ایران کا مغربی حصہ دو ہزار پانسو فیٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ ان دونوں مقامات کی آب و ہوا درخت خرما کے لئے مفید ثابت ہوئی ہے۔ گہر اور پالا اور

برف کی زیادتی البتہ ان مقامات پر درخت خراب کے لئے مضر اور ہلک ثابت ہوئی۔ جن ملکوں میں کبھی بارش کم ہوتی ہے اور کبھی زیادہ اُن میں اس درخت کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اس لئے کہ بارش کی کثرت کا مقابلہ یہ اچھی طرح کر سکتا ہے اور تر ہوا میں سرسبز رہتا ہے گرمی میں مرجھا نہیں جاتا۔ کمی بارش یا قحط میں معمول سے زیادہ پھل دیتا ہے۔

ایک تجربہ کار کا قول ہے کہ کثرت بارش میں اسکا ٹرہ کامیابی کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے صرف اندیشہ اس بات کا رہتا ہے کہ تیاری کے موسم میں ہوا سے مرطوب اسکو نقصان پہنچائے ایسے خاص حالات میں پختہ ہونے سے پہلے بار کو چُن لینا چاہئے۔ کثرت بارش کا اثر اس درخت پر صرف اسقدر ہوتا ہے کہ بار کی مقدار کم ہوتی ہے لیکن درخت کی سرسبزی بہت بڑھ جاتی ہے۔

## (۲) نرمادہ کی شناخت اور تعمیر کے اشکال

نزد درخت اور مادہ درخت کی شناخت پر فلاحان عرب نے اپنی توجہ زیادہ صرف کی ہے۔ تجربہ کار فلاحان کی یہ رائے ہے کہ ہمیشہ اس بات کی کوشش کرنا چاہئے کہ خراب کے باغ میں مادہ درختوں کی تعداد بہ نسبت نزد درختوں کے بہت زیادہ رہے اس لئے کہ مادہ درخت کے منافع بہ نسبت نزد درختوں کے بہت زیادہ ہیں۔ ایک تجربہ کار فلاح کی رائے ہے کہ مصنوعی طریقہ پر حمل قائم کرنے کیلئے سوادہ درختوں کے لئے دوز درخت بالکل کافی ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ مئیدی ایک درخت بالکل کافی تھا بعض اس خیال سے دو کی ضرورت بیان ہوئی ہے کہ آفات ارضی و سماوی سے اگر ایک

زمنائے ہو جاوے تو دوسرا اسکا قائم مقام قرار پاسکے۔ عرب کے ایک فلاح کا خیال ہے کہ ابتداء کاشت کے وقت اس اصول کو مد نظر رکھنا چاہئے تاکہ موقع ہاتھ سے نہ جانے پائے اور آخر پر زردختون کی کثرت کی وجہ سے فائدہ کثیر میں خلل نہ پڑے۔ مصنف فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ زرد رنگ اور دراز گٹھلی ایک خاص علامت ہے نر کی یعنی زرد اور دراز گٹھلی سے ہمیشہ زردخت کا پودہ نکلتا ہے۔ اگر زردخت کو پیدا کرنے کی ضرورت ہو تو دراز اور زرد گٹھلی پر خچر کا پیشاب چھڑک کر بونا چاہئے اور امید کرنا چاہئے کہ ضرور اس سے زردخت پیدا ہوگا۔ بعض محققین نے لکھا ہے کہ زبردست گٹھلی سے نر کے پیدا ہونے کا اس قدر بھروسہ نہیں ہے جس قدر دراز گٹھلی سے۔ خصوصاً جب کہ وہ گٹھلی (آزاد) کی قسم سے ہو۔ ایک فلاح کا خیال ہے کہ گٹھلی سے پودہ نکل آنیکے بعد اس کے پتے کی سختی ایک خاص علامت ہے اس بات کی کہ وہ زردخت ہے برخلاف مادہ درخت کے جسکے پودہ کا ہر ایک پتہ نرم ہوتا ہے۔ فلاحان عرب ایک جوان درخت میں اسی خاص علامت سے نر و مادہ کا امتیاز حاصل کرتے ہیں۔ محتماً فلاحان کی یہ رائے ہے کہ محض ان علامات پر پیدا شدہ درختون کا فیصلہ نہ کرنا چاہئے اسلئے کہ یہ علامت مبہوم اور مشتبہ ہے بعض زرد دراز مادہ درخت بھی اپنی تروتازگی اور بوقت آب و ہوا کی وجہ سے کرخت نظر آتے ہیں۔ اگر سمجھیں اُن کو جوانی سے پہلے ضائع کر دیا تو ممکن ہے کہ ہماری رائے کی غلطی کی وجہ سے مادہ درخت بھی ضائع ہو جائیں۔ پودہ نکل آنیکے بعد نر و مادہ کا یقین اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اس میں پھول نہ نکلے۔ لیکن کم عمری میں نر و مادہ پر یقین حاصل کرنے کا صرف ایک طریقہ ہے یعنی جوان او بار آور مادہ درخت کے اتنے سے اس کے بچے لئے جائیں یہ بات کلیتہً مانی ہوئی ہے کہ

مادہ کے تمام بچے مادہ ہونگے اور نرون کے تمام بچے نر نکلیں گے۔  
 تجربہ کار فلاحان عرب کا خیال ہے کہ اگر تم سو گٹھلیوں کو بونا چاہو تو امید کرو کہ  
 اُن گٹھلیوں سے تمام درخت مادہ پیدا ہوں گے اسلئے کہ فطرت کا رجحان اسی طرف  
 دیکھا گیا ہے اور تجربہ سے یہی بات ثابت ہوئی ہے۔ اسلئے ہر ایک فلاح کو تخم بونے  
 کے وقت اسکا خیال رکھنا چاہئے کہ چند عمدہ قسم کی گٹھلیاں خاص تدبیر کے ساتھ بونی  
 جائیں تاکہ اُن سے نہ ہی پیدا ہوں ورنہ تمام مادہ درخت بغیر نر کے بیکار ثابت ہونگے  
 اسکے لئے مصنف فلاحۃ النبطیہ نے لکھا ہے کہ دراز اور زرر گٹھلیوں پر خچر کا پیشاب چھڑک  
 کر بونا ہی بھروسہ کے قابل نہیں ہے بلکہ اُسکی نشوونما تک خچر کا پیشاب آبپاشی میں  
 بھی شریک کرنا چاہئے اور یہی ایک تدبیر ہے جس سے زرخیز پیدا ہونے پر ایک حد  
 تک کامل بھروسہ ہو سکتا ہے۔

طیج فارس کے بعض کاشتکار اور ملتان میں کاشتکار عربوں کے برعکس ہے۔ وہ کہتے  
 ہیں کہ بیج سے نکلے ہوئے پودے اکثر نر ہونگے اور بہت کم مادہ۔ اسلئے اُنکی رائے ہے  
 کہ بچوں کے ذریعہ سے کاشت کرنا مناسب ہے جنکی مادہ ہونے پر بھروسہ ہو سکتا ہے۔  
 بقرہ کے ایک محقق کی رائے ہے کہ جس باغ میں نر و مادہ ملے ہوئے ہوں۔ اور  
 جہیں مادہ درختوں کا محل قدرتی طریقہ پر ہوا اور کیڑوں کی مدد سے قرار پاتا ہو اُس سے  
 جو ثمرہ حاصل ہوگا اسکے تخم سے اکثر نر پیدا ہونگے جس باغ میں انتخاب کے ساتھ تمام  
 مادہ درختوں کی قطار میں قائم کی گئی ہوں اور فیصدی ایک دو زرخیز ہوں۔ اور  
 مصنوعی طریقہ پر مادہ درختوں کو حاملہ کیا گیا ہو اُنکے ثمرہ کے تخم سے اکثر مادہ درخت  
 پیدا ہونگے۔ عربوں کے جس خیال کا تذکرہ اوپر ہوا ہے ممکن ہے کہ وہ اسی اصول پر

اسلئے کہ بلاد عرب کے اکثر باغات میں عموماً منتخب کئے ہوئے مادہ درخت لگائے گئے ہیں اور انکا محل مصنوعی طریقہ سے قائم ہوتا ہے برخلاف اسکے خلیج فارس اور عمان میں براعصر خود رو درختوں کا ہے جس میں نرمادہ ملے ہوئے ہیں۔ مصنوعی طریقہ پر عمل کرنے کا طریقہ بہ نسبت عرب کے ان مقامات پر کم ہے۔

### (۳) بوٹے کیلئے تخم کو فراہم اور درست کرنا

جن ممالک میں کجور کے بن کثرت سے ہیں اور انکے عمدہ اقسام سے عام و خاص کو اطلاع ہے وہاں عمدہ تخم کا ماتہ آنا بہت آسان ہے اور پودے بھی کثرت سے مل سکتے ہیں لیکن ہندوستان میں ہلکویہ سہولت نصیب نہیں ہے۔ ہر کاشت کا آغاز عمدہ تخم کے فراہم کرنے پر منحصر ہے تجربہ کاروں نے اُسکے مختلف تدابیر دکھلائے ہیں۔

ڈاکٹر بوناویا کی رائے ہے کہ جس شخص کو کجور کی کاشت کے ساتھ دلچسپی ہے اور وہ وسعت کے ساتھ اُسکو قائم کرنا چاہتا ہے تو اُسکو چاہئے کہ تخم ہی سے کاشت کا آغاز کرے جسکے لئے عمدہ تخم کا دستیاب ہونا ضروری ہے۔

بعض فلاحون کی رائے ہے کہ عمدہ قسم کا خرما خرید کر اور جب اُسکے استعمال کی نوبت آئے تو اُسکی گٹھلیاں جمع کرتے جاؤ اور موسم پر اُنکو بو دو۔

بعض تجربہ کاروں نے کہا ہے کہ لکھنؤ کے کپنی باغ سے عمدہ قسم کا تخم مناسب قیمت پر مل سکتا ہے۔ ستمبر کے اوائل میں سپرنٹنڈنٹ آف گورنمنٹ گارڈن سے تخم طلب کر لو سندھ اور عمان اور خلیج فارس یعنی بوشہر۔ بصرہ اور مسقط سے بھی تخم منگو اسے جا سکتے ہیں۔



اگر مقامی خرما ہی کے تخم سے کام لینا مقصود ہو تو کم سے کم اُس سے باریک اور کسی ریڑھی گٹھلیاں منتخب کرو۔ تازہ گٹھلیاں بہ نسبت کہنہ کے زیادہ مناسب ہیں جن پر کا اثر کیقدر باقی رہے۔ ڈاکٹر بوناویا نے موٹے اور بڑے تخم کی سفارش کی ہے۔ البتہ ان کا یہ مقصد ہو گا کہ عمدہ اقسام کے تخم میسر ہونے کے بعد ان میں سے نغوار برائے تخم کا انتخاب کرنا چاہئے موٹے اور بڑے تخم تو اعلیٰ اقسام میں غالباً نہ ملیں گے۔ کرم خوردہ یا عفونت دار گٹھلیاں یا ٹوٹے ہوئے تخم کو کسی حال میں بونے کے م میں نہ لانا چاہئے۔

راقسام خرما کے لحاظ سے گٹھلیاں نہ مل سکیں تو کم سے کم اسقدر احتیاط ضرور کرنی ہے کہ موجودہ تخم کی شکل و شباهت اور اُس کے علامات کے لحاظ سے اقسام جدا کئے میں اور پھر ہر ایک قسم کی کاشت جدا جدا مقامات پر کیجئے تاکہ اُنکے پودوں سے وہ بات معلوم ہو سکے کہ فلاں فلاں قسم کے اسقدر نروادہ ہیں۔ اس سے ہکویہ فائدہ مل ہو گا کہ بار آورسی کے موسم میں ایک قسم کے مادہ کو اُسی قسم کے نر سے سفوف پہنچایا سکے گا۔ جسکی ضرورت اور منفعت قدرتی تغیر کے باب سے آپ کو معلوم ہوگی۔

صغریٰ نے اسپر بہت زور دیا ہے کہ ہمیشہ رطب یعنی خرما سے ترکی گٹھلی کو بونا چاہئے۔ مے خام یعنی بسر کا بونا کبھی مناسب نہیں ہے اسلئے کہ گٹھلی کا اپنے انتہائی کمال کو پہنچنے کے بعد بونا یا جانا بہتر ہے۔ اور فلاں عرب نے بھی اسپر اتفاق کیا ہے کہ در خرما کی گٹھلی ہرگز بونے کے قابل نہیں ہوتی کیونکہ اُسکا درخت کبھی زور دار نہ ہوگا۔ تمام عمر قوت پیدا نہ کرے گا۔ غیر پختہ گٹھلی کا درخت ایک سال پھل دیتا ہے اور دوسرے ل بے بار رہتا ہے۔ اسکے پھل میں مٹھاس زیادہ نہیں ہوتی اور پھل کی مقدار کم ہوتی

ہے۔ بدیوجہ کہ مکرور پودہ اپنی ناتوانی کیوجہ سے غذا کو اچھی طرح پر جذب نہیں کر سکتا۔  
اسمین ان تمام نقصانات کا پیدا ہونا کچھ عجب نہیں ہے۔

مصنف فلاحۃ النبطیہ کی رائے ہے کہ اُن تمام گٹھلیوں پر جنکا بُونا مقصود ہے گاسے  
کے پیشاب کا چھڑکنا بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ ایسی گٹھلی سے جو دخت پیدا ہوگا خواہ وہ  
نر ہو یا مادہ بہت زوردار نکلے گا اور اچھی طرح پر پھولے گا اور پھلے گا۔ انہیں کی رائے  
ہے کہ گٹھلیوں کو بُونے سے پہلے میٹھے پانی میں اُسوقت تک ڈبوئے رکھنا چاہئے جب تک  
صاف اور متفرق ہو کر پھول بنائیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ آٹھ روز تک تخم خرما کا پانی میں  
ڈوبا رہنا اُسکو پھللا دے گا اور وہ اس قابل ہو جائیگا کہ زمین میں بُو دیا جائے۔ کبھی کبھی  
اس سے کم مدت میں وہ پھول جاتا ہے۔ اکثر تازہ گٹھلیوں میں ایسا تجربہ ہوا ہے۔

ماسی سورانی فرماتے ہیں کہ خرما کی گٹھلیوں کو بُونے سے قبل گاسے کے پیشاب  
میں بھگو دینا مناسب ہے۔ اس عمل سے امید کیجاتی ہے کہ اُس گٹھلی کا دخت اپنی  
اصلیت پر قائم رہے۔ اسی استاد کی یہ رائے ہے کہ خرما کی گٹھلی سے اُسکی آلائش کو  
دور کرنا مفرت بخش ثابت ہوا ہے۔ اکثر اسکا تجربہ ہوا ہے کہ گٹھلی کی آلائش دور کر کے  
بُونے سے دخت اپنی اصلیت سے متغیر ہو گیا اور اپنی مان سے جسکی گٹھلی بوئی گئی مثلاً  
نہیں ہوا۔ فلاحان عرب نے تغیر کو روکنے کیلئے بہت بڑی کوشش کی ہے اسلئے کہ  
تغیر اصلیت سے تخم کی عمدگی باقی نہیں رہتی۔ ماسی سورانی نے کہا کہ ایک تدبیر میں کلیابی  
نظر آئی یعنی جس عمدہ گٹھلی کو بُونا چاہتے ہو اُسکو گاسے کے پیشاب میں تر کر کے بُوا  
میں خشک کرتے جاؤ اور اس عمل کو متواتر ۳ مرتبہ کرو اور پھر بُو دو اور امید کرو کہ تغیر  
پیدا نہ ہوگا۔ اور اس کا پودہ جوانی میں اپنی مان کی اصلیت پر قائم رہے گا یعنی ویسا ہی

عمدہ پھل دیگا جیسا کہ اُسکی مان کا پھل تھا۔ بنو شاد اور صغریٰ نے اس سے اختلاف کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ گھلی کو بغیر کسی تصرف کے بودینا چاہئے ان دونوں کی رائے میں یہ بات متحقق ہے کہ اصلیت اسی حالت میں باقی رہتی ہے جب کہ کوئی دخل و تصرف نہ کیا جائے۔

### (۴) گڑ ہونکی تیاری کا بیان

مصنف فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ تخم خرما کی کاشت کیلئے چھوٹے چھوٹے نرم گڑھے کہو دے جائیں۔ ایک گڑھے سے دوسرے گڑھے کا فاصلہ ۳ گز سے کم نہ ہو ہندستان کے بعض تجربہ کاروں کا یہ خیال ہے کہ ہر ایک گڑھے کو اقلًا ڈیڑھ فوٹ مکعب تیار کرنا کافی ہے۔ گڑھوں کی تیاری میں سب سے پہلے قسم زمین اور موسم پر توجہ کرنا چاہئے بعض زمینات بالکل نرم ہوتی ہیں اور بعض موسم گرما کی وجہ سے زیادہ سخت نظر آتی ہیں۔ بعض کے اجزاء زمینی کنکریلے اور بعض میں پتھر ہوتا ہے۔ غرض مختلف حالات کے لحاظ سے گڑھوں کی تیاری میں کوشش کرنا چاہئے جس زمین میں پتھر زیادہ ہوں اُسکے گڑھے جمقدر زیادہ عمیق کہو دے جائیں اور سیقدر فائدہ بخش ثابت ہونگے۔ ہمارا مقصد اصلی یہ ہے کہ حتیٰ الوسع حالات دفع ہوں اور زمین میں نرمی پیدا ہو تاکہ پودوں کی نازک جڑوں کی پرورش اور پھیلاؤ بغیر کسی مزاحمت کے ہو سکے۔

گڑھوں کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ گڑھے جو تخم کے بونے کیلئے بنائے جاتے ہیں۔ ان گڑھوں میں اگے ہوئے پودے کئی بار ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کئے جاتے

ہیں جبکہ بیان اسی فصل کے آئندہ بابون میں آئیگا۔ (۲) وہ گڑھے جنہیں دخت مستقل طور سے قائم کر دے جاتے ہیں اور پھر بغیر کسی شدید ضرورت کے وہ اُس جگہ سے نہیں نکالے جاتے۔ پس دوسری قسم کے گڑھوں کی تیاری میں بہت زیادہ احتیاط لازم ہے۔ خصوصاً اس بات کی احتیاط کہ انکی تہ میں پتھر واقع نہ ہو۔ ان گڑھوں کے لئے تجربہ کار فلاخون نے کہا ہے کہ ۳ فٹ کا عرض اور اُسی قدر طول کافی ہو۔ عمق کے لئے زمین کی حیثیت کے اعتبار سے عمل کرنا چاہئے۔

جب گڑھے تیار ہو جائیں تو انکو سبز کھاد اور چوٹے کی راکھ کی شرکت سے بھر دینا چاہئے اور اگر بارش کا موسم نہ ہو تو ہر روز آب رسانی جاری رکھنا چاہئے تاکہ مٹی اپنی جگہ پر مضبوط ہو جائے۔ پودہ یا تخم کے لگانے کے بعد آب پاشی کے اثر سے مٹی کا دبا سطح بالائی کو بگاڑ دیگا اور پودہ کو گہرائی میں اتار دیگا جس سے ممکن ہے کہ آب پاشی کے وقت اُسکے گاہبہ کو ہرج پہونچے۔

بعض فلاخان عرب کی رائے ہے کہ پودہ کی سطح کو سطح زمین سے اقل ۴ فٹ کے عمق میں قائم کرنا چاہئے تاکہ تمازت آفتاب اور ہوا کے خراب اثر سے انکی جڑیں محفوظ رہیں اور آب پاشی کا اثر دیر تک قائم رہ سکے ایسی حالت میں گڑھا زیادہ عمیق کہو دنا چاہئے تاکہ اُسکے بھر دینے کے بعد اُسکی سطح۔ سطح زمین سے بقدر تین فٹ عمیق رہے۔ تجربہ کارون کی رائے ہے کہ مرطوب مقامات میں یہ عمل مفید ثابت نہیں ہوا۔ بلکہ پودہ کو اس سے مضرت پہونچی۔ بالخصوص جن مقامات پر نہریا موٹ کی نالی سے آب پاشی کی جاتی ہے وہاں اس عمیق سطح میں اکثر اس بات کا اندیشہ رہتا ہے کہ عمیق حصہ پانی سے بہر جاے اور گاہبہ کو ڈھونڈ

جس سے درخت صنایع ہو جائے۔ یاد ہو پ اور چاندنی کا اثر جڑوں تک کم ہو چکے۔ جس سے بیماریاں عارض ہوں۔ اگر نشیبی سطح زیادہ وسیع ہو اور آبپاشی میں نگرانی اور احتیاط سے کام لیا جائے تو البتہ یہ طریقہ مفید ہوگا۔

فلاحوں کی تطبیق اسے ہے کہ جس نشیبی مقام میں پانی کی نکاسی نالی نہ ہو وہاں اس طریقہ پر ہرگز عمل نہ کرنا چاہئے اسلئے کہ موسم بارش میں پودوں کے غرق ہو جانے کا سخت اندیشہ ہے۔

## (۵) کاشت کا وقت

مصنف فلاحۃ النبطیہ کا قول ہے کہ تخم خرا کی کاشت کیلئے ہر ایک موسم اور ہر ایک وقت کام دلیکتا ہے بشرطیکہ احتیاط کے ساتھ کام لیا جائے۔ ہر ایسا درخت جو مختلف موسم میں بوئے ہوئے تخم سے پیدا ہو گا ضرور بار آور ہوگا۔ لیکن ممالک عرب کیلئے اور کھجور یہ ہے کہ ماہ اذار کی ابتدا سے ماہ حذیران کے آخر تک تخم لگایا جائے۔ (اذار ایک دومی مہینہ کا نام ہے جو آغاز سال سے چھٹا مہینہ ہے اور حذیران نو ان مہینہ۔ ماہ حذیران تھوڑے سے تفاوت کے ساتھ خورداد ماہ الہی یا اساذہ ماہ ہندی کے مطابق ہوتا ہے) اس مفید موسم کی کاشت بہ نسبت دوسرے موسم کے زیادہ نفع بخش ثابت ہوئی ہے۔ جسکا درخت قوی ہوگا اور اسکو بیماریاں کم عارض ہوں گی۔ اور اسکی بار آوری اچھی ہوگی۔ پھل بڑا ہوگا۔ اور درخت اچھی طرح پھیلے گا۔

لابق مصنف فرماتے ہیں کہ اگر فصل خریف میں کاشت کیجائے یا کانون ثانی میں (یہ ترکی مہینہ کا نام مطابق ہوتا ہے ماہ ماگھ کے) تو درخت میں ضرور تغیر ہوگا کہ جسکے

پھل اور منہ میں فرق آئیگا۔

ہندوستان کیلئے کاشت کا مناسب وقت موسم بارش یا سرما بیان ہوا ہے۔ بعض تجرب کاروں نے سرما کو موسم بارش سے بہتر خیال کیا ہے لیکن ایک جوان درخت کی جڑ سے نکالے ہوئے بچے یا گھلی سے بوئے ہوئے پودوں کا آخری انتقال موسم بارش میں زیادہ مفید مانا گیا ہے۔

ایک تجربہ کار فلاح عرب کی رائے ہے کہ تخم خرما کی کاشت کیلئے وہی موسم منتخب ہونا چاہئے جس موسم میں اُس کا ثمرہ حاصل کرنا مقصود ہو۔ یہاں تک کہ بچہ خرما کو اُسکی نان کے پینڈے سے جدا کرتے وقت بھی اسی اصول کو مد نظر رکھنا چاہئے۔ ہندوستان کے جن مقامات میں درخت خرما کا بار موسم بارش میں تیار ہوتا ہے اور برودت کی وجہ سے بگڑ جاتا ہے ان مقامات پر فلاحین کو اس کلیتہ کا خیال رکھنا چاہئے۔ اگر یہ کلیتہ ہندوستان میں صحیح ثابت ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ کاشت خرما میں کامیابی جو چکی۔ اسلئے کہ ناواقف کاشتکاران ہند نے جہاں اور مشکلات کی وجہ سے اپنے ذہن میں یہ غلط فیصلہ کر لیا ہے کہ خرما کیلئے اس ملک کی آب و ہوا موافق نہیں ہے وہاں اُنکو بہت بڑی شکایت اسکی بھی ہے کہ اسکے ثمرہ کی پختگی کا موسم برسات میں واقع ہوتا ہے اور ہوائے سرد کی وجہ سے ثمرہ بگڑ جاتا ہے۔ اگرچہ ہم نے اسی فصل میں بعض آب و ہوا اس سے بحث کی ہے لیکن ہم متناہ خیال کرتے ہیں کہ اس مقام پر اپنی اُس بحث کو کامل کر دیں جن مقامات پر بارش کا اوسط نہایت کم ہے جیسے مسقط یا ملتان کا مقام وہاں کے لئے تو اسکی چنداں پروا نہیں ہے لیکن جن مقامات میں فی الجملہ بارش کا اوسط مسقط اور ملتان سے بڑا ہوا ہے وہاں کوئی ایسی تدبیر ضرور ہونی چاہئے جو تیار سی ثمرہ کے وقت پر موثر ہو۔ اگرچہ فلاحان

عرب کی آخر الذکر اسے وقت کاشت کے متعلق حکموں اپنے مقصد میں کامیاب کر سکتی ہے لیکن ہم ہندوستان کی آب و ہوا کے لحاظ سے اسے پراپنا اطمینان بطور کامل نہیں ظاہر کر سکتے۔ یہی ایک نازک چیز ہے جس پر کاشت خرم کی کامیابی کا مدار ہے۔ ہماری اس میں حکومت وقت کا یہ کام ہے کہ اس سلسلہ کو اپنی امداد سے حل کر دے تاکہ عامہ رعایا اور ملک کو اس سے مستفید ہونے کا موقع ملے۔ جن مقامات میں گورنمنٹ فارس قائم ہیں ان میں سب سے پہلے اسی کا تجربہ شروع کر دینا چاہئے اس طرح پرکہ عمدہ اقسام کے چند پچھے خلیج فارس سے منگوائے جائیں اور نیز اسے اقسام کے سبج فراہم کر لئے جائیں اور پھر ان دونوں کی جدا جدا کاشت علیحدہ علیحدہ حصوں میں ہر ایک فصل میں کی جائے۔ جب یہ درخت جوان اور بار آور ہوں تو اس کا تجربہ کیا جائے کہ کونسی قسم کس فصل کی بڑی ہوگی کس مہینہ میں بار آور ہوگی۔ اور اس کا ثمرہ کس موسم میں آوے گی مہینہ میں پختہ ہو کر تیار ہوا۔ انہیں سے جن درختوں کا پھل گرم موسم یا اس کے قرب میں تیار ہو جائے ان درختوں کے اقسام اور ان کی کاشت کے وقت سے فلاحان ہند کو مطلع کر دینا چاہئے اور کوشش کے ساتھ انہیں اقسام کو ہندوستان میں پھیلا دینا چاہئے اس عرض مدت میں ان پودوں کی نگہداشت میں ان تمام ہدایات کی پابندی ہونی چاہئے جنکو ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے یا اور ذرائع سے گورنمنٹ کو معلوم ہو سکیں اور وقت بوقت ان کی کیفیت اور نتائج درمیانی سے بھی کاشتکاران ہند کو آگاہ کرنا چاہئے ایسی ریاستوں خصوصاً مالک محروسہ نظام میں اسی قسم کی ایک خاص کوشش جسکے دلیان ریاست ہونا چاہئے جس درخت کے منافع کثیر سے ہم ایک حد تک واقف ہو چکے اور جسکو مقابلہ قحط کیلئے نہ صرف ہم بلکہ محققین یورپ نے بھی درختوں کے تمام اقسام

منتخب کر لیا ہے اور اسکی نسبت اس ضروری کام میں صرفہ لازمی و لا بدی بے محل نہ سمجھا جائیگا۔ اور ملک کیلئے جو منافع آخر پر ملحوظ ہیں انکے مقابلہ میں یہ صرفہ بالکل بے حقیقت ثابت ہوگا اس کا آغاز اگر ہنسنے آج کر دیا تو صرف بارہ یا پندرہ سال میں اسکا تجربہ نہایت و ثواب کے ساتھ حاصل ہو سکتا ہے۔

## (۶) کاشت کا طریقہ

### تخم کے ذریعہ سے

مصنعت فلاحۃ النبطیہ کی اسے میں ہر ایک گڑبے میں ۳ یا ۵ یا ۶ گھٹلیاں بونا کافی ہے ہر ایک گڑبے میں گھٹلیاں اسطرح پر بونی جائیں کہ ان پر ایک بالشت مٹی آجاسے۔ پہر اس مٹی کو دونوں بات سے نہایت زور کے ساتھ اور کم سے کم متوسط زور کے ساتھ دباننا چاہئے اور پہر اس پر آب پاشی کیجاسے۔ اگر یہ عمل ایک ایسے موسم میں ہوا ہو جس میں شدت کے ساتھ پانی برستا ہو تو آب پاشی کی ضرورت نہ ہوگی ورنہ گھٹلیوں کے بونے کے بعد تھانولہ میں سیرابی کے ساتھ پانی پہونچانا چاہئے تاکہ گھٹلیاں اچھی طرح تر ہو جائیں بدینوجہ کہ یہ زمین گڑبوں کی تیاری کے وقت نرم کی گئی ہے اس میں پانی کے جذب کرنے کی قوت زیادہ ہوگی۔ پس مناسب ہو کہ جبکہ پانی کو زمین جذب کر سکے اس مقام پر پہونچایا جاسے۔

بعض تجربہ کاران ہند کی اسے ہے کہ اس کیاری میں جو بھرے ہوئے گڑبے پر قائم ہوئی ہو چھ انچہ کے فاصلہ سے ایک ایک تخم کا بودینا کافی ہے۔ ضرور ہے کہ ہر ایک تخم سطح بالائی سے چھ انچہ کی گہرائی میں کسی قدر تھرا قائم کیا جاسے۔ ڈاکٹر بونا دیا کی اسے



ہے کہ ایسے بوئے ہوئے تخم کو ہفتہ میں دو تین مرتبہ بحسب ضرورت پانی دینا چاہئے مولف کہتا ہے کہ بوئے ہوئے تخم کی نسبت اس قدر سمجھ رکھنا کافی ہے کہ اسکو زیادہ آبپاشی کی ضرورت ہے۔ اب رہی یہ بات کہ کتنے دن میں ایک دفعہ پانی دینا چاہئے اسکا قصصہ خود فلاح کے ہاتھ ہے۔ موسم اور مقام کے اعتبار سے ضرورت کا محسوس کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔ بارش کے موسم میں خصوصاً جب کہ ہر روز پانی برستا ہو مطلق آبپاشی کی ضرورت نہوگی۔ موسم سرما میں بہ نسبت موسم گرما کے آبپاشی کی ضرورت کم واقع ہوگی۔ گرمی میں دھوپ کی تیزی اور زمین کی خشکی کی حالت پر غور کر کے آبپاشی جاری رکھنا چاہئے اور اس بات کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ ہتھانولہ کی زمین خشک ہونے پائے۔

آبپاشی کا اثر دیر تک قائم رکھنے کیلئے کیا ریون پر خشک پتوں کا بچھا دینا یا ہر ایک ہتھانولہ میں پانی بھرا ہوا ایک ایسا ظرف رکھ چھوڑنا جسکے حصہ زیرین میں ایک باریک سا سوراخ ہو البتہ مفید ثابت ہوا ہے۔

ساحرین کا خیال | جسیانا ساحر نے کہا ہے کہ خرما کی گٹھلیوں کو بوئے سے پہلے سب ہوگا کہ تانبے کی ایک لوح لیجائے جسکا وزن ۷۰ یا ۸۰ مثقال کے مساوی ہو پھر جس زمین میں گٹھلیاں ہونا مقصود ہے اسکے وسط میں ۷ قدم کا گہرا گڑھا کھودا جائے۔ پھر مٹی کا پکا ہوا برتن جس میں آٹھ کا اثر پہونچ چکا ہو لیکر اس لوح پر روغن زیتون ملکر اس گلی ظرف میں رکھ دیں اور عمدہ طود سے اسکو بند کر کے اس گڑھے میں دفن کر دیا جائے۔ اس عمل کے بعد گٹھلیاں بودیجائیں۔ وہ کہتا ہے کہ یہ طلسمی عمل ہے جس سے پودے عمدہ حالت میں پرورش پائیں گے اور جوانی میں بہایت شیریں اور

خوبصورت پھل دینگے۔ کسی درخت میں کوئی آفت اثر نہ کرے گی اور ہلکے مارضوں سے بھی درخت محفوظ رہیں گے۔ اُسی ساحر نے کہا ہے کہ اس عمل کے اثر سے بہت کم ایسے نر درخت پیدا ہوں گے جو زرد رنگ ہوں۔ اسی ساحر کا قول ہے کہ جب تم میرے ہمارے ہوئے عمل کو کرنے لگو تو اولے یہ ہے کہ وہ مشتری کی ساعت ہو۔ اور چاند۔ آفتاب یا مشتری کے متصل ہو۔ اگر مشتری کے دو خانوں میں سے کسی میں قمر ہو اور طالع بھی ہوتو بہتر ہے۔ اسکا اثر یہ ہوگا کہ اُگنے والے پودے جوانی میں عمدہ اور کثیر پھل لائیں گے اور پھل اکثر زرد رنگ ہوگا اگر کسی ایسے مادہ کی گھلیان بُوئی گئی ہوں جسکا پھل سیاہ تھا اور اُسکے پتے پھل سُرخ تو اکثر پختہ پھل ان درختوں کے زرد پاؤ گے۔ اور جتنے اقسام پیدا ہونگے سب کے سب بڑے اور خوبصورت پھل والے ہونگے۔ آفاذ پیدائش سے اُنکی رویدگی عمدہ ہوگی اُنکے پھل شیرہ دار ہونگے اور اُنکا شیرہ گاڑا۔

مولف خیال کرتا ہے کہ اس عمل کو اگرچہ صبیان نے طلسم کے نام سے بیان کیا ہے اور ساحرین کا پسند کیا ہوا عمل ہے لیکن زمین کی قوت بڑھانے کیلئے درحقیقت یہ کیمیائی عمل ہے۔ چاند یا سورج یا مشتری کا طالع نباتات کیلئے علم نجوم کی رو سے مفید مانا گیا ہے اور تجربہ کار فلاحوں نے جنکو ساحری اعمال سے متفر رہا ہے ساعت کی خوبی اور خصوصاً ان ستاروں کے اثر کو بھی تسلیم کیا ہے۔ پس میری رائے میں صبیان کی اس ہدایت پر عمل کرنا چاہئے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ اگرچہ اس بارہ میں اعمال سحر کے سخت مخالف ہیں لیکن وہ اس خاص عمل کو پسند کرتے ہیں۔ اُنکا خیال ہے کہ تانبہ کو روغن بیونہ کے ساتھ کسی ایسے مقام میں دفن کرنے سے جہین گھلیان بُوئے گا ارادہ ہے۔ زمین کیلئے ایک موثر اور مقوی کھاد کا بدل ہوگا۔

تخم کی حفاظت سایہ کے ذریعہ سے | فلاحان عرب کا اس پر اتفاق ہے کہ کچور کی گٹھلی بونے کے بعد اوپر سایہ کر دینا چاہئے۔ سایہ اسلئے مفید ہے کہ موسم کی سردی یا گرمی یا ہوا سے مخالف سے اسکی حفاظت ہوتی ہے اور اسی حفاظت کا نتیجہ ہے کہ گٹھلی کا پردہ اپنی اصلیت سے متغیر نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ تیز کے قوی اسباب میں سردی اور گرمی اور مواد داخل ہے۔ مولف نے اسباب تیز کو ایک خاص محل پر دکھلایا ہے اور اس مقام پر صرف اس قدر بیان کر دیا کافی خیال کیا گیا ہے کہ گٹھلی کے بونے کے بعد اسکو ہوا اور سردی اور گرمی سے بچانا بہت ضروری ہے۔ صغریٰ کی رائے ہے کہ سات کسی ایسی ٹی کا زیادہ مفید ہوگا جو کچور کے ساتھ فطرتی مناسبت رکھتی ہو مثلاً بردی (یہ ایک قسم کی گھانس ہے جسکو فارسی میں بُخ کہتے ہیں جس سے چٹایاں بنائی جاتی ہیں) تجربہ کار فلاحوں کی مانی ہوئی بات ہے کہ بردی کو ہمیشہ نخل خرما کے ساتھ نقوت ہے پس اگر بردی کی چٹائیوں سے اُس مقام کو چھپا دیا جائے جہاں گٹھلیاں بوئی گئی ہیں تو اسکا سایہ بہ نسبت اور اقسام کے سایہ کے زیادہ مفید ثابت ہوگا صغریٰ کہتا ہے کہ بونے کے بعد ۳ دن سے ۷ دن تک یہ عمل کرنا چاہئے۔

بنیو شاد کا قول ہے کہ جب کوئی شخص کسی قسم خرما کی گٹھلیاں بونے تو مناسب ہے کہ ان پر کسی قسم کی آڑ قائم کر دے۔ اگر ہوا ٹھنڈی ہو تو پردہ کر دینے سے سردی کا فائدہ اسکو نہ پہونچے گا اور اگر ہوا گرم ہو تو پردہ اسکو گرمی کے صدمہ سے بچا دے گا۔ اگر موسم معتدل ہے تو پردہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ قوسامی نے فرمایا ہے کہ جب گٹھلی کو مٹی میں گاڑ کر چھپا دیا جائے اور ۱۰ دن کے فاصلہ سے دوسرے تہ پانی دیا جائے۔ تو اسوقت بانس یا اور کسی گھانس کی ٹی یا بوریے سے آڑ کر دینا ضرور ہے۔ وہ کہتا ہے

کہ جس چیز سے ٹٹی بنائی جائے وہ نمی نہ ہو بلکہ پرانی ہو۔ بنیو شاد کو بھی اس سے اتفاق ہو  
 مولف کہتا ہے کہ ہندوستان کے جن مقامات پر موسم سرما میں پالا پڑتا ہے یا بارش  
 بہکرت ہوتی ہے وہاں البتہ ٹٹی کا سایہ ضرور ہے علیٰ ہذا اگر دُھوپ بہت سخت ہو یا ہوا  
 تیزی کے ساتھ چلتی ہو تو ٹٹی کی آڑ بلا شک مفید ہوگی۔ لیکن اس بات کی احتیاط ضرور ہے  
 کہ ٹٹی کی آڑ تنہا سے ملحق نہ رہے بلکہ کسی قدر لمبائی پر تاکہ روشنی اور ہوا کا گزر قائم  
 رہے۔ اعتدال ہر حالت میں مفید ہے۔ ٹٹی کی آڑ کے ذریعہ سے صرف بے اعتدالی کو روکنا  
 مقصود ہے جن مقامات پر رات میں پالا پڑنے کا اندیشہ نہیں ہے وہاں ان ٹٹیوں کو  
 رات میں ہٹا دینا چاہئے تاکہ چاند کی روشنی تنہا نولہ پر پڑ سکے۔ بعض تجربہ کار کاشتکاران  
 دکن کا خیال ہے کہ ٹٹیوں کی آڑ باعتبار آب و ہوائے دکن مضر ثابت ہوئی ہے وہ  
 کہتے ہیں کہ صرف تمازت آفتاب سے اُس مقام کو بچانا چاہئے جہاں گھٹلیاں بوئی گئی  
 ہیں اور وقتوں میں ٹٹیوں کی مطلق ضرورت نہیں ہے۔ مولف نے ایک فلاح عربی  
 اسکے متعلق گفتگو کی اُس نے بیان کیا کہ اہل ہند سایہ کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔  
 بوئی ہوئی گھٹلیوں پر سایہ کا قائم رکھنا ہر حالت میں فائدہ بخش ہے۔ رات اور دن  
 ہر ایک تنہا نولہ پر دو ٹٹیوں کو باہم اسکے سرے ملا کر شرق و غرب میں قائم کرنا چاہئے تاکہ  
 ایک مثلث کی شکل پیدا ہو جائے۔ اُس کے دونوں جانب شمال و جنوب کے کھلے رہیں جس سے  
 ہوا کا گزر ہوتا رہیگا۔ اُس نے کہا کہ اس طریقہ عمل سے اُسکو ہندوستان کے مالک مغربی و شمالی  
 میں کامیابی ہوئی۔ اور پودے بہت جلد نخل آئے اور تندہی کی حالت میں پائے گئے  
 اُس نے کہا کہ اس سایہ کی وجہ سے پودہ اُسی قسم کا پیدا ہوا جس قسم کی گھٹلیوں سے کاشت  
 ہوئی تھی اور اس پودہ کی جوانی میں اس عمل کی تصدیق ہوئی۔ بدیوجہ کہ اہل ہند اقسام

کی تیز بہت کم رکھتے ہیں اور عمدہ اقسام کی خوبیوں سے زیادہ ناواقف ہیں وہ اس سایہ کے منافع کی قدر نہیں کرتے۔ اس شخص کی رائے میں کاشت کے دن سے صرف ۳ دن تک سایہ کاربنا بالکل کافی ہے۔

پودوں کی نشوونما اور انکی حفاظت | ہر ایک گٹھلی سے تہہ کیا ہوا ایک مولکہ نکلے گا جس کو اردو بول چال میں نال کہتے ہیں۔ یہ مولکہ دراز نظر آئیگا اور بلند ہو کر اُبھرے گا تقریباً ۳ یا ۴ یا کچھ اور زیادہ دن گزرنے پر دوسری پتی نکلے گی اور اس مدت کی کم و بیش طبیعت خرما اور زمینی قوت اور آب و ہوا کے اختلاف سے متعلق ہے۔ دوسرا پتہ پہلے کے بہ نسبت عرض میں کم ہوگا اُسکے بعد تیسرا پتہ اُن دونوں پتوں کے بیچ سے نکل آئیگا۔ پھر یہ پتہ بلند ہوگا جسکی نال مدور اور لمبی ہوگی اور بہ نسبت دونوں کے موٹی۔ ان پتوں کا حصہ زیریں سپید رنگ۔ جون جون یہ پتے بڑھتے جائیں گے انکا موٹا پاز پادہ ہوتا جائیگا۔ پھر پتوں کی تعداد بھی بڑھتی جائیگی۔ دو سال کے عرصہ تک پودہ ترقی کرتا رہے گا اور دو سال میں وہ اس قابل ہو جائیگا کہ اپنے مقام سے دوسری جگہ منتقل کر دیا جاسے۔

صفر تیش کی رائے ہے کہ مولکہ نکل آنے کے بعد متعدد پودوں کے درمیان بردی کا بوٹھا دیکھا بہت مفید ثابت ہوا ہے اور پودوں کے لئے بردی کی چٹائیوں یا تے کے بور یوں کا پردہ ضروری خیال کیا گیا ہے اسلئے کہ بردی اور تے دونوں خرما کے لئے مفید ہیں۔ پودہ اور اُسکی جڑ میں طاقت بچشتی ہیں اور صلاحیت پیدا کرتے ہیں لیکن اس بات کی احتیاط لازمی ہے کہ بردی کی کاشت یا بوریا سے نے کا سایہ پودہ سے بالکل متصل نہ ہو۔ بلکہ کسی قدر فصل کے ساتھ۔ تاکہ ہوا بالکل مرگ نہ جائے۔

خلیج فارس اور عمان کے فلاحین نے کہا ہے کہ جو تخم گزشتہ موسم بارش میں بویا گیا

اُسکے پودہ کو سال حال کے موسم بارش میں دوسرے مقام پر منتقل کر دینا چاہئے۔ وہ مقام جس پر یہ پودہ منتقل کیا جائیگا انھیں ہدایات کے مطابق جو ہم گزشتہ حصہ میں بیان کر آئے ہیں صاف اور نرم اور کھاد دیا ہوا ہونا چاہئے۔ اس انتقالی عمل میں اسکا لحاظ رکھا جائے کہ ہر ایک پودہ کی جڑوں کے ساتھ مٹی کا کچھ حصہ بھی لگا رہے جس سے پودہ کی جڑیں محفوظ رہیں گی۔ نئے مقام پر ایک پودہ سے دوسرے پودہ کا فاصلہ ۳ فٹ سے کم نہ ہو۔ تیسرے سال پھر ایک دفعہ ان پودوں کا نقل مقام ہوگا۔ لیکن اس دفعہ یہ مستقل مقام پر قائم کئے جائیں گے جہاں سے پھر انکو نکالنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ بنا علیہ اس مرتبہ کے انتقال میں ایک پودہ کا فاصلہ دوسرے پودہ سے اقل ۱۵ فٹ ہونا چاہئے۔ اسکا گڑھا انھیں تمام ہدایات کے مطابق تیار ہونا چاہئے جنکو ہم گزشتہ حصہ میں بیان کر چکے ہیں۔ بدینہ وجہ کہ دو سال کی عمر کے پودہ کی جڑیں کسی قدر بڑھ جاتی ہیں انکے نکالنے میں بڑی احتیاط لازم ہے تاکہ کوئی جڑ ضائع نہ ہو جسے الامکان کو سبب کر دو کہ جڑوں کے ساتھ مٹی کا کچھ حصہ چسپیدہ رہے یعنی اُسکو اُسکے گڈے (ہندے) کے ساتھ نکالو اور بلا تاخیر دوسرے گڑھے میں جو اسکے لئے تیار ہے قائم کر دو۔ اس عمل کیلئے شام کا وقت جبکہ آفتاب غروب ہو چکا ہو مناسب اگر چاند کی روشنی میں یہ عمل کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے مگر ضرور ہے کہ شب کے پہلے حصہ میں بلکہ سر شام یہ عمل کیا جائے تاکہ پودہ اپنے مستقل مقام پر منتقل ہونے کے بعد اُسپر ۱۲ گھنٹہ تک ٹھنڈا وقت گزرے اور یہی لحاظ دوسرے سال کے تبدیل مقام میں رکھنا چاہئے دونوں وقت پودہ کے نئے مقام میں اُسکی جڑوں پر اطمینان کے ساتھ مٹی ڈالنا چاہئے اس طرح کہ وہ بالکل چھپ جائیں اور پھر اُس سطح کو پیروں سے خوب کھندل کر مضبوط کر دینا چاہئے اور ایک دو روز تک اُس مقام پر ہلکا سا سایہ قائم کر دیا جائے

اور درخت کے سہارے کیلئے ایک لکڑی کا ٹیکہ دیدیا جائے تاکہ ہوا کے جھوکوں سے اسکی جڑیں ہلنے نہ پائیں۔ اسکا تھالہ اطراف درخت میں دو فیٹ کا عرض رکھا جائے تاکہ آبپاشی کے وقت سیرابی کے ساتھ پانی پہنچ سکے۔ اگر اس عمل کے بعد موسلا دھار پانی برسے اور نشیبی مقام پر پودے قائم ہوں تو تھالہ کو وسیع کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ سطح زمین کے برابر کر دینا چاہئے۔ اگر آب پاشی ٹیپ سے ہوتی ہو تو اس انتقالی عمل کے وقت فی درخت دو تولہ نمک اس کے تھالہ میں ڈال دینا مناسب ہے تاکہ پودہ کی جڑوں میں قوتِ جاذبہ زیادہ رہے۔ کھلائی ہوئی شاخوں کو جب تک وہ خشک اور بیکار نہ ہو جائیں پودہ سے کاٹ کر جدا کرنا چاہئے۔ یا بحالتِ پرمزگی انکو پودہ کے تنہ سے نہ لپٹنا چاہئے۔ بڑے درخت کیلئے بھی یہ عمل مفرت بخش ہے۔ یعنی پرمزہ شاخوں کو تنہ کے اطراف لپیٹ دینا اسکو روشنی اور ہوا سے تازہ رکھنا ہے۔ لیکن جب ان شاخوں کو بالکل خشک پاؤ تو ضرور انکو ایک تیز چاقو سے جدا کر دو تاکہ غذا کا وہ حصہ جو بیکاری کی حالت میں ان شاخوں کو ملتا ہے درخت کی سبز شاخوں کو ملے۔ ڈاکٹر بوناؤ یا کہتے ہیں کہ سبز پتے درختوں کیلئے پیچھے پڑے کا کام دیتے ہیں۔ اور انکے کاٹ ڈالنے سے درخت کمزور ہو جاتا ہے اسلئے انکا جدا کرنا اسی حالت میں مناسب ہے جب کہ وہ بالکل خشک ہو جائیں۔

تیسرے سال کے انتقالی عمل میں تمام پودوں کو ایک سیدھی قطار میں قائم کرو تاکہ باغ خوشنما بھی رہے اور آب پاشی کی نالیان بغیر کسی کچی کے آسانی کے ساتھ جاری رہ سکیں۔

فلاحانِ عرب کا قول ہے کہ اس موقع پر ایک منتقل کئے ہوئے پودے کو نئے مقام پر

قائم کرنے میں دو باتوں کا خیال نہایت ضروریات سے ہے۔ ایک یہ کہ اُنکی کوئی جڑ ضائع نہ ہونے پائے تاکہ نئے مقام کو وہ جلد قبول کر سکے اور اپنی غذا اس نئے مقام سے برابر حاصل کر سکے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جڑوں کو سیدھی حالت میں رکھ کر اُنکے اطراف مٹی ڈالو تاکہ کوئی جڑ تنگی مقام کی وجہ سے لپٹ نہ جائے یا ٹیڑھی ہو کر نہ رہ جائے۔ ہر حال میں جڑوں کا رجحان نیچے کی جانب رہنا چاہئے۔ اس عمل میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے فلاح کو ضرور ہے کہ وہ پودہ کو نئے گڑھے میں اُتار کر اپنے ہاتھ کے سہارے سے تھامے رہے اور اُسکی جڑیں نیچے کی جانب لٹکی ہوئی ہوں اور پھر اطراف سے مٹی بڑھائی جائے۔ جب اسی طرح ہر تمام مٹی اُسکی جڑوں کو چھپالے اور مضبوط کر دیا جائے تو آنسوخت دخت کو ہاتھ سے چھوڑ دو۔ بعض نا تجربہ کار فلاح درخت کو گڑھے کی تہ میں رکھ دینے میں جس سے اُسکی جڑیں ٹیڑھی ہو کر ایک دوسرے سے لپٹ جاتی ہیں اور اُسی حالت میں وہ گڑھے کو مٹی سے پاٹ دیتے ہیں اگرچہ خود بخود اُن جڑوں کی رفتار تہ کی سیدھ میں قائم ہو جاتی ہے مگر اسکے لئے زیادہ عرصہ درکار ہوتا ہے اور نشو و نما میں تاخیر ہوتی ہے۔ ہمارے دکھلائے ہوئے طریقہ میں یہ خوبی ہے کہ دوسرے ہی دن سے دخت کی نشو و نما شروع ہو جاتی ہے اور جڑوں کو ترقی کرنے میں کوئی مزاحمت نہیں واقع ہوتی اور سنبھلنے کیلئے کوئی زائد وقت درکار نہیں ہوتا۔

ایک فلاح کہتا ہے کہ وہ خشاک پتے جو بقیے برودت کیلئے مٹھالوں پر بچھا دئے جاتے ہیں ان کو ہر ایک پودہ کی جڑوں کے پاس مٹی کے ساتھ شامل کر دینا چاہئے اور انکا اثر پودہ کی جڑوں کیلئے مقوی کھاد کا حکم رکھتا ہے۔ میرے عزیز مولوی عبداللہ حسین حیدر آبادی



(جنکو اس خاص کام میں تجربہ خاص حاصل ہے) فرماتے ہیں کہ اگر ان تمام ہدایات کے مطابق عمل کیا جائے تو ایسے منتقلہ پودہ پر کسی سایہ کی ضرورت نہیں ہے۔ دو چار دن کے لئے سایہ کی ضرورت محض اس خیال سے بیان ہوئی تھی کہ پودہ کی جڑیں نئے مقام کو قبول کرنے اور زمین سے غذا حاصل کرنے میں ہرج لائقہ کی متخل ہوں۔ اور تمازت آفتاب کی حدت سے بچیں لیکن جب ان تمام باتوں پر احتیاط سے عمل ہوا ہے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے تو اون کو دُھوپ سے کوئی نقصان نہ پہونچے گا۔ پہلے ہی دن سے وہ اپنا کام شروع کر دیں گی۔ بلکہ ایسی حالت میں دُھوپ اُنکے لئے مفید ہوگی۔

ڈاکٹر بوٹا دیا کی رائے ہے کہ موسم سرما اور بارش میں ایسے درختوں کی درمیانی زمین پر تھالے سے باہر چھوٹے قد کی جنسین بو دیجا سکتی ہیں جیسے گیہوں۔ چنے۔ کنگنی۔ موٹہ وغیرہ ایسی کاشت سے درخت خرما کی جڑوں کو فائدہ پہونچے گا۔ تو سامی نے کہا کہ کدو اور کھیرے کی کاشت زیادہ نفع بخش ہے جسکی برودت خرما کو مرغوب ہی اور مختلف امراض کے لئے حفظ مالتقدم کرتی ہے۔

ایک تجربہ کار فلاح کا قول ہے کہ خرما کے بن میں دوسری قسم کے قداور درختوں کا لگانا خرما کے لئے کئی وجوہ سے مضرت بخش ہے۔ (۱) یہ کہ اُس مقناطیسی اثر میں خلل واقع ہوگا جو خرما کے تمام درختوں میں قائم رہتا ہے جسکے منافع ہم گزشتہ حصہ میں بیان کر آئے ہیں۔ (۲) یہ کہ غیر جنس کے درختوں کی جڑیں جنکی شاخوں کا پھیلاؤ کچی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اطراف میں سرایت کر کے خرما کی جڑوں سے لپٹ جائیگی اور اون کو نقصان پہونچائیگی۔ (۳) اُنکے امزجہ کا اختلاف خرما کی طبیعت پر موثر ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ درخت خرما کو بعض امراض اس سے عارض ہوں۔ (۴) یہ ہے کہ اُن

کا پھیلاؤ عوض مقام میں درخت خرما سے قریب ہو کر مرض حائل کا پیش خیمہ بنے گا۔ ان نقصانات کے سوا جو ان درختوں سے درخت خرما کو پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ خود اودن درختوں کو بھی نقصان پہونچے گا۔ سب کو بڑا نقصان سلب رطوبت کا ہے جو درخت خرما کی قوت جاذبہ کی وجہ سے جسکا بیان ہم کر چکے ہیں اودن کو پہونچے گا۔ پس مناسب یہی ہے کہ خرما کے باغ میں کسی دوسری قسم کے درخت بونے نہ جائیں۔ جتاڑ اور سیندھ کے درختوں کو خرما کے ساتھ بونے میں کوئی ہرج نہیں ہے اسلئے کہ ان درختوں کو خرما کے ساتھ خانہ دانی تعلق ہے لیکن انکی کاشت بھی مناسب فصل کے ساتھ ہونی چاہئے یعنی اٹلاہ افیت کے فاصلہ پر۔

## کاشت بچون کے ذریعے

درخت خرما نہ ہو یا مادہ اسکی جڑ سے ملی ہوئی چند ایسی شاخیں نکل آتی ہیں جنکو شاخہاے درخت سے نہ اقبال ہوتا ہے اور نہ تعلق۔ درخت خرما کی اودن شاخوں میں جنکی ابتدا گاہ سے ہوتی ہے بغضہ جڑیں نہیں پیدا ہوتیں جیسا کہ ان شاخوں میں پیدا ہوتی ہیں جو درخت کی جڑ سے ملی ہوئی ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر بونا ویا نے لکھا ہے کہ کبھی کبھی جوان درخت کے تنہ پر بھی بچے پائے گئے ہیں جنکو اکثر فلاح کاٹ دیتے ہیں اسلئے کہ ان کو جدا کرنے میں کامیابی بہت کم نظر آئی۔ بعض بچے درخت کی چوٹی پر نکلتے ہیں۔ انکو بھی کاٹ دینا مناسب ہے اگر وہ اسی حالت میں بار آور ہوں تو درخت کو بڑا نقصان پہونچیکا۔ یہ شاخیں درخت خرما کے بچے کہلاتی ہیں اور وہ درخت ان کی مان ہے۔ جسکی جڑ سے یہ بچے پیدا ہوں۔ ان بچوں کو فلاح بہت عزیز رکھتے ہیں اور انکی بڑی حقیقتاً

کرتے ہیں اس لئے کہ انکی نسبت زروادہ کا اطمینان بخوبی ہوتا ہے یعنی اگر وہ بچے درخت زر کے پیدایے نکلے ہیں تو وہ قطعاً زر ہیں اسی طرح مادہ خرما کے بچے قطعاً مادہ۔ ان بچوں میں ایک خوبی یہ بھی ہوتی ہے کہ انکی مان کی اصلیت اور قسم پر بھروسہ ہوتا ہے اور فلاخان عرب کی قطعی رائے ہے کہ جوانی میں ان بچوں کا بار متغیر نہیں ہوتا یعنی یہ اُسی قسم کا پھل دیتے ہیں۔ جس قسم کا پھل اُن کی مان سے حاصل ہوتا ہے برخلاف تخمی کاشت کے جھکی مان کی نسبت اولاً اس بات کا علم نہیں ہوتا۔ کہ کس درخت کی گٹھلی ہے اگر علم بھی ہے تو اُن گٹھلیوں سے نکلے ہوئے پودوں کی نسبت لمبا غا آب و ہوا و اختلاف فصل و موسم اس بات کا سخت اندیشہ رہتا ہے کہ جوانی میں اُن کا بار برخلاف انکی مان کے ظاہر ہو۔ تیسرا فائدہ ان بچوں سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ یہ بہ نسبت اُس پودہ کے جو تخم سے بویا گیا ہے نصف مدت میں بار آور ہوتے ہیں۔ یہی تین منافع ہیں جنکے لمبا غا سے فلاح ان بچوں کی کامل نگہداشت کرتے ہیں۔ مصنف فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ جس درخت کے تنہ سے بچے پیدا ہوں تو سمجھنا چاہئے کہ فریبی اور کثرت غذا سے وہ درخت شاو اب حالت میں ہے جن ممالک میں خرما کے عمدہ درخت بکثرت موجود ہیں۔ باغبان ان بچوں کی مطلق پروا نہیں کرتے اور بلا تامل اُن کو کاٹ کر پھینک دیتے ہیں تاکہ اُن کا غذائی حصہ اونکی مان کو پہنچے۔ لیکن جن ممالک یا جن باغات میں درخت خرما کی قلت ہے وہاں ان بچوں کو انکی مان کے پیڑ کے ساتھ قائم رکھتے ہیں اور انکی حفاظت میں کوشش کی جاتی ہے جب یہ بچے بڑے ہو جائیں تو اذکو اکبیر کر دوسری جگہ پر قائم کرنا چاہئے اگر یہ بچے اکبیرنے سے قبل اپنی مان کے اطراف میں جڑ پکڑ جائیں تو انتقال مقامی کے بعد

زیادہ قوی اور بہت جلد بار آور ہوں گے اور آفات سے زیادہ محفوظ رہیں گے آپ فرماتے ہیں کہ بریشا اکار جو میرا استاد تھا اس نے مرتاب سے کہا کہ بچے اسی وقت انگلی مان سے جدا کئے جائیں جب کہ بڑے اور موٹے ہو جائیں۔ اور اٹکا کا بہا زبردست ہو جائے ورنہ اُنکے ضائع ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ بچوں میں جب جڑیں زیادہ پیدا ہو جائیں اور شحم یعنی مغز پیدا ہو جائے تو انگلی بار بھری کے زمانہ میں اُنکو کوئی مرض لاحق نہوگا اور وافر ثمرہ اُسے ہاتھ آئیگا اور پھل ضائع نہوگا۔ پس سب سے پہلے اس انتقالی عمل کے لئے موافقت وقت و موسم کا خیال رکھنا چاہئے مصنف فلاحۃ النبطیہ نے لکھا ہے کہ کاشت تخم کے لئے جو وقت اور موسم بخشن خیال کیا گیا ہے وہی وقت اور موسم اس انتقالی عمل کیلئے بھی مناسب اور مفید ہے۔ ہندوستان کی آب ہوا کے لحاظ سے ڈاکٹر بونا دیا کی رائے میں ستمبر اور اکتوبر کا مہینہ اس کے لئے مناسب ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بچوں کو ہمیشہ بڑے درختوں کی مشرقی سمت میں بونا چاہئے تاکہ دن کے گرم حصہ میں اون پر سایہ رہے۔ مولف کی رائے میں وقت کا تعین ہر ایک مقام کیلئے جدا ہونا چاہئے گزشتہ حصہ میں اس بات کی صراحت ہو چکی ہے کہ وقت کاشت بار آور سی کے موسم پر موثر ہے۔ فلاحان عرب کی رائے ہے کہ بچہ والے درخت کا تھا لہو دا جاے اگر اُس کے ساتھ اور بچے قریب ہوں تو آسانی کے ساتھ بچہ کو نکال سکتے ہیں ورنہ بہت حفاظت کے ساتھ اُن دوسرے بچوں سے اُسکو جدا کرنا چاہئے اگر دوسرے بچوں میں انتقال مقام کی صلاحیت پیدا نہ ہوئی ہو تو اسکا خیال رکھنا چاہئے کہ اُنکو کوئی ضرر نہ پہونچے۔ دوسرے مقام پر قائم کرتے وقت انسان کے میلہ اور اُس کے ساتھ کبوتر کی بیٹ کی کھا دینا چاہئے۔ پھر اُس گرہے کو جسمیں وہ بچہ

جایا جاتا ہے۔ مٹی سے بھر کر سطح زمین کو اچھی طرح پر مضبوط کر دینا چاہئے۔ ماسی سورانی نے کہا ہے کہ جس گڑھے میں اس بچہ کو جانا مقصود ہو اُس میں کبوتر کی بیٹ کے ساتھ گدھے کی گرم لید ضرور شامل کی جائے اس طرح پر کہ بچہ کھاد کی سطح پر قائم ہو متحالی کی مٹی کو پیروں سے خوب کھندلنا چاہئے تاکہ بچہ کی جڑیں مضبوطی کے ساتھ زمین پکڑیں اور آخر پڑ پانی دینا چاہئے اس قدر کہ اُسکے متحالی میں جذب ہو کر ٹھہر جائے۔ طبرنا یا کے لوگ جب بچے لگاتے ہیں تو اُنکے متحالی میں چند روز تک پیشاب کرتے ہیں اُنکا خیال ہے کہ اس عمل سے بچہ کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں اور قوت کے ساتھ ترقی کرتی ہیں۔

صفریٹ کی رائے ہے کہ خرما کی گھٹلیاں اور بے پتون کی شاخیں اور خرما کے خشک پتون کو جلا کر اُسکی راکھ کو بکری کی ٹینگلیوں کے ساتھ ملاؤ اور اوہیں تھوڑا سا پانی بھی شریک کرو جس سے کچھ تری پیدا ہو جائے پھر اُس مجموعہ کو گڑھوں میں ڈال کر اُسپر بچہ بٹلاؤ۔ اور پھر مٹی سے پاٹ دو۔ اس مجموعہ کا نام زبان عرب میں نشمید ہے۔

صفریٹ نے اپنی اس رائے پر بہت وثوق ظاہر کیا ہے اور کہا ہے کہ بہنے اس کھاد کو پودوں کے گڑھوں میں ڈال کر آزمایا ہے۔ خشک حالت میں اسکا استعمال زیادہ نافع نہیں ہے۔ تری کے ساتھ نفع بخش ہے وہ کہتا ہے کہ پودہ یا بچہ کو جادینے کے بعد سیرابی کے ساتھ اسکو پانی دینا چاہئے۔ متحالی میں جس قدر زیادہ طراوت رہیگی اُسی قدر زیادہ نفع بخشنے گی۔ اُسی کا قول ہے کہ اگر انگور اور کاہو کے پتے کسی قدر جمع کئے جائیں اور اوس میں انسان کا میلہ اور کبوتر کی بیٹ ملا کر ۲۱ روز تک سٹرایا جائے اور اس عرض مدت میں اس تودہ پر پیشاب کرتے رہیں اور ایک دو بار اُلٹایا ملٹایا جائے اور پھر اُسکو پھیلا کر خشک کر لیا جائے اور اُسکے بعد انگور کی لکڑی اور خرما کی شاخوں

کو جلا کر اُسکی راکھ اُس مجموعہ میں ملائی جاے تو یہ بچون کے لئے بڑی عمدہ کھاد ہوگی اور بچون اور پودوں کی نشوونما میں بڑی مدد دے گی اسکے استعمال سے کوئی پودہ یا بچہ جو ایک مقام سے دوسرے مقام پر لگایا گیا ہو ضائع نہ جائیگا اور بہت تھوڑی عرصہ میں جم جائیگا۔ صغریٰ نے اسکی صراحت کی ہے کہ یہ مجموعہ اول گڑبھون میں ڈالا جاے اور اوپر پودے یا بچے جمائے جائیں اور پھر اُسی کھاد سے جڑوں کو امداد دیجائے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ گردانیوں کے پاس ایک جماعت امواز کے باشندوں کی آئی تھی ادخا بیان اور تجربہ تھا کہ خرما کے پودے اگر اس دن یا اُس وقت میں منتقل کئے جائیں جنہیں قمر کی حکومت ہو تو بہت جلد جم جاتے ہیں اور ان میں بالیدگی شروع ہو جاتی ہے۔ گردانیوں نے اس عمل کا تجربہ کیا اور بہت مفید پایا۔ نیز اُسی جماعت نے کہا کہ خرما کا درخت لگانے والا بار و فرج اور عورت کا فرج رکھتا ہو تو اُسکا اثر درخت کی بالیدگی پر پہونچتا ہے۔ مصنف کتاب مذکور فرماتے ہیں کہ پودوں کا انتقالی عمل دو شبہ کے دن اول وقت میں مناسب ہے اور اس وقت جبکہ قمر عروج پر ہو اور ظاہر ہے کہ یہ وقت آغاز ماہ میں بدر سے پہلے رہتا ہے۔ نیز وہ فلاح جو پودوں یا بچوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل کرتا ہے۔ فربہ اور موٹے بدن والا۔ خوشدل اور اپنے عمل کے وقت بشاش اور خندہ رو رہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ان اعمال میں طبیعتوں کی تاثیر ہے اور وہ اُس نسبت اور مشابہت کی وجہ سے ہے جو درخت خرما اور انسان میں پائی جاتی ہے جسکو ہم بیان کر چکے ہیں۔ تجربہ کار مصنف فرماتے ہیں کہ جب کسان پودہ کو منتقل کرنے کے بعد کئی روز تک اس میں پیشاب کرتے ہیں تو اسکی نشوونما شروع ہو جاتی ہے اور شاخیں نکلنے لگتی ہیں۔

اور جب وہ جوان ہوتا ہے تو اُسکے پھل دراز ہوتے ہیں اور پودہ سرسبز رہتا ہے۔  
 بادی النظر میں واقفین علم فلاحۃ کا یہ خیال ہوگا کہ ممکن ہے کہ یہ خوبیاں رقیق کھاد کی  
 وجہ سے پیدا ہوں مگر حقیقت میں صرف ایک حد تک اُن کا یہ خیال صحیح ہو سکتا ہے۔  
 انسانی پیشاب کی تخصیص اعلیٰ جڑوں سے اور وہ اُسی مناسبت اور مشابہت کی وجہ سے  
 ہے جو انسان اور درخت خرما میں ہے۔ جب متقلہ پودہ میں بالیدگی ظاہر ہو تو اس  
 نقص کے دفع کرنے کی نسبت مصنف فلاحۃ النبطیہ نے ایک عجیب تدبیر بیان کی ہے  
 فرماتے ہیں کہ سات آدمی جوان ہر ایک قومی اور چوڑی صورت والا۔ ، بانس کی  
 ٹھکنیاں لئے ہوئے جمع ہوں۔ پھکنی کا ایک سرا اپنے منہ سے لگائیں اور دوسرا  
 سرا پودہ کے لب میں (لب سے درخت کا وہ مقام مراد ہے جہاں سے گاہا نکلتا ہے)  
 پھر وہ بالاتفاق لب نخل میں اپنے منہ سے ہوا پھونچائیں۔ ہر روز ہر ایک شخص ایک  
 ہزار دفعہ پھونکے۔ جب ، دن تک یہ عمل جاری رہے گا تو درخت میں بالیدگی کے  
 آثار اور نشوونما کی علامتیں شروع ہو جائیں گی۔ لائق مصنف نے اسکی صراحت  
 کی ہے کہ یہ ہوا انسان ہی کے منہ سے پھونچنی چاہئے کستی اور طریقہ پر ہوا مفید نہ ہوگی  
 اسلئے کہ یہ ایک خاص تاثیر ہے انسانی فعل کی۔ مصنف نے اسپر بہت زور دیا ہے۔  
 کہ پودہ لگانے والا شخص تموندا اور لبناش ہوا اور زحل کی حکومت کے زمانہ میں یہ  
 عمل نہ کیا جائے۔

مؤلف کہتا ہے کہ بچوں کو مان کے پیر سے جدا کرنے میں بہت بڑی احتیاط لازم ہے  
 سب سے پہلے اُنکے لئے مقام تجویز کرنا چاہئے۔ انتخاب مقام میں اسکا خیال ضرور ہے  
 کہ زمین اُسی نوعیت کی ہو جس نوعیت کی زمین میں اُنکی مان قائم ہے۔ اس موقع پر

یہ بات سمجھ رکھنے کے قابل ہے کہ اتحاد نوعیت زمین سے مولف کا کیا مقصد ہے۔ اگر آپ کو یہ مقصد ہو کہ منتقلہ پودے بار آوری میں اپنی مان کے مماثل ہوں تو جی الامکان اس امر کا خیال رکھئے کہ وہ مقام جہاں آپ کے قائم کرنا چاہتے ہیں باعتبار نوعیت زمین اُس زمین کے ہم قسم ہو جس میں اُنکی مان قائم ہے۔ یا کم سے کم باعتبار اُن خصوصیات کے جو کیفیت زمین میں بیان ہو چکی ہیں۔ نیا مقام درخت خرما کے لئے مناسب ہو۔ ورنہ بچوں کا پھل زمانہ بار آوری میں متغیر ہو جائیگا۔ اگرچہ تجربہ کاران عرب نے اس انتقالی عمل میں تغیر کا اندیشہ بہت کم کیا ہے بلکہ بعض فلاحون کی قطعی رائے یہ ہے کہ بچہ کا پھل متغیر نہ ہوگا۔ لیکن اصولاً اختلاف زمین تغیر اصلیت پر ضرور مؤثر ہوتا ہے۔ پس مجوزہ مقام میں نوعیت اراضی کا لحاظ ضرور رکھنا چاہئے۔ ہندوستان کی آب و ہوا اور زمینی قوت کے لحاظ سے ایک درخت کا مقام دوسرے درخت سے اقل ۵ فیٹ سے کم فاصلہ پر نہ ہونا چاہئے بدینوجہ کہ نخل خرما کے بچوں کو اُنکی مان سے جدا اور دوسرے مقام پر قائم کرنے کے بعد پھر انتقالی عمل کی حاجت نہیں ہے۔ ضرور ہے کہ ہر ایک بچے کیلئے اقل ۳ فیٹ کا مربع کڑا تیار کیا جائے اور اُسکو کھاد سے مرتب کر کے ٹھنڈے موسم اور ٹھنڈے وقت میں بچے کو اُسکی مان کی گود سے جدا کیا جائے۔ وہی بچہ اُسکی مان سے جدا کرنے کے قابل ہوگا جسکے تنہ کا قطر اقل ۱ ایک فوٹ ہو اور جس میں جڑیں نکل آئی ہوں۔ جو بچہ قبل از وقت نکالا جاتا ہے۔ وہ نئے مقام میں پرورش نہیں پاسکتا۔ اسلئے کہ زمین سے غذا جذب کرنے کا آلہ صرف جڑ ہے۔ مان کی جڑوں سے جو تائید اُسکو ملتی تھی وہ غلطگی کے بعد نہ مل سکے گی اُسکی ذاتی جڑوں ہی سے اُسکی غذا متعلق ہوگی۔ ایک فوٹ کا قطر درحقیقت ایک



اندازی علامت ہے اس بات کی کہ اُسکی ذاتی جڑیں قائم ہو چکی ہیں۔ لیکن اگر انتقالی عمل کے وقت معلوم ہو کہ باوجود ایک فوٹ کا قطر ہونے کے جڑیں کافی مقدار میں نہیں نکلتی ہیں تو ایسے پودہ کو اُسکی مان سے جدا کرنا اُسکے لئے خطرناک ہے۔ ایک ذی علم باغبان کا خیال ہے کہ جب تک پودہ کا وزن کم سے کم، پونڈ اور اُسکی عمر چار سال کی نہ ہوئے اور سین اپنے آپ کو سنبھالنے کی طاقت نہیں پیدا ہوتی۔ اُسے لکھا ہے کہ وزن کے دریافت کا عمدہ معیار قطر کی پیمائش ہے۔ اور مولف کا قطعی تجربہ ہے کہ جڑوں کا لحاظ مقدم ہے۔ ڈاکٹر بونا دیاکا راسے کہ بچے کی عمر پانچ چھ سال کی ہو جانے تک اُسکو اُسکی مان کے پیڑ سے جدا کرنا چاہئے۔

جس درخت سے اُسکے بچوں کو جدا کرنا مقصود ہے اول اسکی جڑ کے اطراف کی مٹی خالی کرنا چاہئے۔ نہ اسطرح پرکہ جڑیں بالکل نخل آئین بلکہ منہ کے اطراف فوٹ مٹی چھوڑ کر۔ جب گڑھا اس قدر عین ہو جائے کہ بچہ کا وصل اُسکی مان کے ساتھ معلوم ہونے لگے۔ تو اس وقت آسانی دریافت ہو سکتا ہے کہ آیا اس بچے نے اپنی ذاتی جڑیں قائم کی ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو بلاسحما علامات دیگر فوراً مٹی بھر دینا اور اسکو اپنے حال پر چھوڑ دینا مناسب ہے۔ اگر جڑوں کا آغاز ہو چلا ہے تو اُس وقت تیز جا تو سے اُس وصل کو آہستگی کے ساتھ جدا کر دینا چاہئے جو بڑے درخت کی جڑوں کے ساتھ قائم ہے اور فوراً گیلی مٹی سے اُس بچہ کی جڑوں کو ہوا اور حرارت سے محفوظ کر کے پہلے اُس گڑھے کو بھر دینا چاہئے جو اُسکی مان کے تھالہ میں واقع ہوا ہے اور پھر اس بچہ کو اُس نئے مقام پر قائم کر کے کھا دینے کے بعد اُسکے گڑھے کو مٹی سے پاٹ دینا چاہئے اور سطح بالائی کو پیرجن سے مضبوط کر کے سیرابی کے ساتھ پانی دینا چاہئے۔ اور پھر اُسکی دونوں جانب دو

شاخدار لکڑیاں گاڑ کر اُس بچہ کو اُنکا سہارا دیدینا چاہئے تاکہ ہوا کے مچھو کوں سے اُسکی جڑیں ہل نہ جائیں اور مٹی کا سایہ اُسپر قائم کر دینا چاہئے تاکہ ہوا ضرورت سے زیادہ نہ لگے اور سردی یا گرمی سے وہ متاثر نہ ہو۔ ایسے منتقلہ پودہ کو ہر روز آب پاشی کی ضرورت ہوگی الا جب کہ بارش کا سلسلہ جاری ہو فلاحان عرب اور ہند کا اتفاق ہے کہ ایسے بچہ کو نئے مقام پر بٹھلاتے وقت اُسکے لب یعنی (گاہبہ) کو مٹی سے بچانا چاہئے، یعنی زمین سے اُسکا گاہبہ اس قدر بلند رکھا جائے کہ اوسمین اطراف کی مٹی گرنے نہ پائے۔ علی ہذا آب پاشی کے وقت بھی گاہبہ میں پانی نہ گرنے پائے۔ تجربہ کاروں کا خیال ہے کہ اُسپر مٹیوں کا سایہ اُس وقت تک قائم رہنا چاہئے جب تک نئی شاخیں نکلنے لگیں اس عرض مدت میں اگر بارش ہو جائے تو سایہ بدستور قائم رہے تاکہ بارش کا پانی پودہ کے جڑ پکڑنے سے قبل گاہبہ میں داخل نہ ہو جس سے درخت کے سڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ اس انتقالی عمل سے بچہ کی جو شاخیں خشک ہوتی جائیں اُنکو آہستگی کے ساتھ تیز چاقو سے قطع کر دینا چاہئے تاکہ زمینی غذا کی قوت باقی ماندہ سبب شاخوں کی طرف رجوع ہو جائے۔

ایک لمبائی فاصلہ کا قول ہے کہ ان بچوں کو اُنکی ماں سے جدا کر کے مستقل جگہ پر قائم نہ کرو۔ بلکہ کسی سایہ دار مقام پر چار چار فیٹ کے فاصلہ سے عارضی طور پر قائم کر کے سال دوم کی بارش کا انتظار کرو۔ اس عرض مدت میں وہ قرب مقام کی وجہ سے ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور نشو و نما پائیں گے اُنکی جڑیں ترقی کریں گی۔ جب دوسرے سال بارش کا موسم آجائے تو اُنکے لئے مستقل مقامات بارہ بارہ فیٹ کے فاصلہ سے تجویز کر کے اُن کو وہاں پر منتقل کرنا بہتر ہے وہ کہتا ہے کہ پہلے سال اُنکے

تھالہ کی سطح۔ سطح زمین سے ۳ فٹ گہری رکھو۔ تاکہ انکی جڑیں ٹھنڈی رہیں اور ہوا سے کم متاثر ہوں۔ تھالہ کا عمق انکو مختلف ذرائع سے سنبھالے گا۔ دوسرے سال کے انتقالی عمل میں تھکو اختیار ہے اسوقت تھالہ کی سطح زمینی سطح سے چھ انچہ یا ایک فوٹ عمیق بھی رکھی جائے تو کوئی ہرج نہ ہوگا۔ کانپور کے ایک فلاح کی رائے ہے کہ ایسے بچوں کی جڑوں کا موسم تاراج انتقال سے پانچویں سال شروع ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر بونا دیانے لکھا ہے کہ یہ بچے چھ سال بار آور ہو جاتے ہیں۔ فلاحان عرب کو اول الذکر رائے سے اتفاق ہے۔ ڈاکٹر بونا دیانے خلیج فارس کے مددگار ریزیڈنٹ (مسٹر جیمس چارلس اڈورڈ) کے حوالے سے لکھا ہے کہ جس نئے مقام پر بچے قائم کئے جائیں اسکو گرمی کے موسم میں ہر روز پانی سے تر کرنا چاہئے اور جنوری کے مہینہ میں ہر سال اوکی جڑوں میں کھاد دینا چاہئے ایک تھیلے میں گھوڑے کی لید بھر کر تنہ کے اطراف ڈال دینے سے اکثر پودوں کو فائدہ پہونچا ہے۔

فلاحان عرب کی رائے کے برخلاف آپ فرماتے ہیں کہ مان سے جدا کئے ہوئے بچے زمین میں بٹھلانے سے پہلے اٹھابیس ہفتہ تک محفوظ حالت میں رہ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اوکی جڑوں کے ساتھ کسی قدر مٹی قائم رکھکر انکو کسی بورے سے باندھا جائے۔ عرب کے ایک فلاح کا قول ہے کہ کججور کی ہر ایک شاخ میں جڑ پیدا کرنے کی صلاحیت ہے بخصوص اُس شاخ میں جو جڑ سے متصل ہو۔ وہ کہتا ہے کہ اگر ایسی شاخ میں خشکی کے آثار بھی پیدا ہو چکے ہوں تو اسکو زمین میں قائم کرنے اور سیرابی کے ساتھ پانی دینے سے اُس میں جڑیں نکل آئیں گی لیکن سرسبز بچوں کے لئے انکی رائے ہے کہ مان سے جدا کرنے کے بعد دوسرے مقام پر فوراً قائم کر دینا مناسب ہے۔ اگر نئے مقام پر انکو جلد آرام نہ ملا تو اندیشہ ہے کہ وہ ضائع ہو جائیں۔ بقول ڈاکٹر بونا دیانے خلیج فارس سے لائے ہوئے بچے جو خشک حالت میں

لکھنؤ کے ایک سایہ دار مقام میں بوئے گئے اور باقاعدہ طور پر انکی آب رسانی لگیی پچاس فیصدی کی جڑیں نخل آئین اور باقی ضائع ہو گئے۔ ان مختلف آمار اور تجربات کا حاصل یہ ہے کہ درخت خرما کے بچے دور دست مقامات سے منگوائے جاسکتے ہیں اور بدین لحاظ کہ فلاحان ہند کو اعلیٰ اقسام کی شناخت نہیں ہے اور نہ وہ اعلیٰ اقسام کے بچے اپنے ہی مقام پر پاتے ہیں۔ باہر سے انکے لانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ایسی درآمدیں فیصدی پچاسی تک کامیابی کی امید ہے۔ فلاحان عرب نے ان بچوں کی سخت جانی کو تسلیم کیا ہے۔

## دوسری اصل متعلق بہ لواحق کاشت

### (۱) تغیرات کا بیان

#### الف قدرتی تغیرات

بعض تجربہ کار فلاحوں کی رائے ہے کہ جس قسم کی گھلیان بولی جائیں اسی قسم کے پودے ان سے نکلیں گے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے بھی اپنا خیال ایسا ہی ظاہر کیا ہے لیکن مقامی سالی کی رائے اسکے برخلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو اسکا تجربہ ہے کہ بعض درختوں کا بار تخم کی اصلیت کے برخلاف نظر آیا اور اس انقلاب کے متعدد اسباب ہیں۔ جو تجربہ سے ثابت ہوئے ہیں۔ خرما کا تغیر اور انقلاب۔ آب و ہوا اور زمین کے تغیر سے واقع ہوتا ہے اور بہت بڑا سبب اس تغیر کا زکام سفوف ہے یعنی اگر کسی مادہ درخت کو حاملہ کرنے کیلئے اسکے ہم قوم ز سے سفوف نہ ملا ہو تو ثمرہ میں ضرور اختلاف پیدا ہوگا۔ ممکن ہے کہ موافقت آب و ہوا کی وجہ سے ثمرہ اسی قسم کا ہو جس قسم کی مادہ ہے یا اُس قسم کا ہو جس قسم کا زہ ہے یا کوئی ایسی قسم پیدا ہو جو دونوں کے سوا ہو۔ بعض مقامات میں اسکا بھی تجربہ ہوا ہے کہ ایک ہی

قسم کے زوائد ہونے پر بھی ثمرہ میں اختلاف پیدا ہوا ہے اور انکی وجہ آب و ہوا اور زمین کا اختلاف ہے۔

آدم ایک بڑا مشہور فلاح عرب میں گزرا ہے جس نے اسباب تغیر کی نسبت اپنا خیال ظاہر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ چند چیزوں کے جمع ہونے سے تغیر واقع ہوتا ہے۔ آب و ہوا اور زمین کے ساتھ گرمی اور سردی کو بھی دخل ہے اگرچہ یہ ہوا میں داخل ہے لیکن یہ بھی ایک متقل سبب ہے اسلئے کہ گرمی آفتاب کی شعل سے یا سردی تاثیرات طبع سے ہوتی ہے۔ تغیرات مختلف اشکال پر شامل ہیں (۱) صورت کا تغیر (۲) مزہ کا تغیر (۳) حلاوت میں کمی و زیادتی۔ نمبر ۳ گرمی اور سردی سے مخصوص ہے۔ اگر کاشت کے لئے مخصوص وقت اختیار نہ کیا جائے اور تمام موسموں میں بونا جاری رکھا جائے تو تغیر کا ہونا ضروری ہے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ انقلاب اصلیت میں قمر کو بھی تعلق ہے اسلئے کہ مادہ خرما قمر کے مشابہ پائی گئی ہے۔ بدینو جب کہ قمر کو انقلاب مکانی واقع ہوتا رہتا ہے خرما کا انقلاب بھی لازمی ہے۔ چاند بہت جلد تغیر ہوتا ہے اور جلد متقل ہوتا ہے۔ اور خفیف الحركت ہے ہر قسم کی نباتات میں قمر مستولی ہے۔ پس جو نبات کہ قمر سے مشابہ مانی گئی ہے اس میں قمر کی ولایت زیادہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ساتون سیارے روئے زمین کی ہر چھوٹی اور بڑی چیز میں شرکت رکھتے ہیں۔ مگر بعض چیزوں کی اجناس پر کوئی خاص ستارہ مستولی ہوتا ہے اور باقی ستارے اُس جنس کے اقسام اور بعض اشخاص میں شریک ہوتے ہیں اور کبھی بعض ستاروں کی شرکت بعض انواع اور اشخاص میں بھی فوت ہو جاتی ہے اور کبھی کوئی خاص ستارہ اُن بعض انواع یا اشخاص میں منفرد

ہوتا ہے اور کبھی اجناس میں بھی شرکت ہوتی ہے۔ پس جس نبات کی جنس پر قمر غالب ہو اُس جنس کے انواع اور اشخاص میں بھی دوسرے ستارے فکریات شریک ہوتے ہیں۔ لیکن قمر کی شرکت جنس میں صرف رطل کو ہوتی ہے اور اکثر حصہ اور زیادہ غلبہ قمر کو ہوتا ہے اور کم حصہ رطل کو۔ پس مادہ خرم ایسی نبات کے اشخاص میں سے ایک شخص ہے۔ مگر یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص مادہ خرم کو ایک نوع قائم مقام جنس کے قرار دے اسلئے کہ اُس کے ذیل میں بہت سی اقسام شریک ہیں تو اس صورت میں مادہ خرم نبات کی نوع ہوگی۔ اور اپنے اقسام کی جنس بنار علیہ جو تغیر مادہ خرم میں ہوتا ہے وہ یا تو قمر کے غلبہ کی وجہ سے ہے یا اسکی طبیعت کے سرعت قبول کی وجہ سے۔ یا خارجی تاثیرات آب و ہوا سے۔ یا ان تینوں وجہ سے۔

توفیقی نے کہا اور بنیوشاد کا بھی یہی قول ہے کہ پردہ اور گرمی درخت خرم کیلئے سردی اور ہوا کی کثرت سے زیادہ بہتر ہے اسلئے کہ پردہ اور گرمی کی وجہ سے اُس میں تغیر کم ہوتا ہے۔ مالم ان علم فلاحت نے کجور کے باب میں اس پر اتفاق کیا ہے کہ الوان کا تغیر بہ نسبت اور اقسام کے شہیریز میں زیادہ ہوتا ہے اور اُس کے بعد برتنی کا درجہ ہے اور پھر طہرزد کا۔ اور سب آخر صرفان کا۔ مگر بنیوشاد نے ان مدارج سے اختلاف کیا ہے۔ اسکی رائے ہے کہ طہرزد کو اول درجہ میں رکھنا چاہئے۔ اسکی مادی شہادت اُن اقسام میں موجود ہے جو طہرزد سے پیدا ہوئے ہیں جبکہ شمارب سے زیادہ ہے وہ کہتا ہے کہ اقسام اربع میں صرف طہرزد۔ انقلاب و تنوع کو زیادہ قبول کرتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ حرارت میں زیادہ ہے اور چکنائی بھی اُس میں بہ نسبت اور اقسام کے زیادہ ہے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ صرفان کی گٹھلی میں بہت کم تغیر پایا گیا ہے یعنی

جو مادہ صرفان کی گھٹلی سے اُگی ہو یا بوئی گئی ہو اُسکی جوانی میں اُسکا پھل بھی صرفان ہوگا۔ علی ہذا شہریز کی گھٹلی سے اکثر شہریز ہی پیدا ہوا ہے۔ اور کبھی متغیر بھی ہو جاتا ہے۔ رنگ کی تبدیلی اکثر ہو لگتی ہے۔ بعض وقت عجیب تغیر دیکھا گیا ہے جس سے پھل خام حالت میں سُرخ رنگ ہوتے ہیں اور پختہ ہونے پر کالے ہو جاتے ہیں۔ عربوں نے اسکا نام بستر یہ رکھا ہے۔ گھٹلی موٹی اور مغز پھیلے۔ مٹھاس بہت زیادہ۔

کبھی شہریز متغیر ہو جاتا ہے ایسے خراب خرما کی جانب جسکی گھٹلی لابی ہوئی ہے اور رنگ سیاہ۔ مزہ عمدہ۔ مٹھاس مناسب۔ لیکن اسکا مزاج بہت گرم ہے۔ اہل فارس اسی کو حرکان کہتے ہیں۔

کبھی شہریز متغیر ہوتا ہے دراز پہل کی طرف۔ جو درازی میں عوحت سے کم ہوتا ہے۔ مزہ اور مغز میں عوحت سے مشابہ۔ ملک اسافل کے لوگوں کا قول ہے کہ یہ قسم بہ نسبت دوسرے اقسام کے زیادہ چکنی ہے اسکا شیرہ کھنگی میں بہت نشہ پیدا کرتا ہے۔

کبھی شہریز متغیر ہوتا ہے ایک ایسے پھل کی طرف جو خام حالت میں سُرخ اور پختگی میں سیاہ رنگ ہوتا ہے اسکا پھل کم ہوتا اور قدر متوسط گولائی لئے ہوئے۔ یہ قسم عمدہ نہیں ہے اسلئے کہ اسکا خام پھل کلا پکڑتا ہے اسمین کیسلا پن بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اور پختگی میں بھی حلاوت نہیں ہوتی۔ البتہ خشک خرما میٹھا ہوتا ہے اور کم مغز۔

کبھی شہریز کا تغیر ایسے درخت کی طرف ہوتا ہے جو زکے اُن پانچ اقسام سے ہے جسکو ہم آگے بیان کرینگے۔ یہ ایک قسم ہوتی ہے جسکا نام نخل الوان ہے۔ اسکا تنہ پتلا۔ بدنما امل پسیدی اور جڑیں نہایت لطیف ہوتی ہیں کبھی کبھی بڑی دو جڑوں کے درمیان ایک چھوٹی جڑ ہوتی ہے اور کبھی اسکے برعکس۔ حاصل یہ ہے کہ شہریز کا قدرتی تغیر بہت سی اقسام کی طرف ہوتا ہے۔

جسکا ضبط دشوار ہے۔ اور یہی کیفیت برتنی اور مرقان اور طبرزدکی ہے۔ اگرچہ فلاحۃ النبطیہ کے لائق مصنف نے ان تغیرات کے بیان سے بہت کچھ کنارہ کشی کی ہے اور اسکا خیال درست ہے کہ ایک فلاح کے لئے امور کاشتکاری میں اسکے معلوم کرنے سے بصیرت کو بڑھانے والی کوئی بات نہیں حاصل ہوئی۔ اسلئے کہ ہم ان تغیرات کے یقینی اسباب کے بیان کرنے سے قاصر ہیں لیکن آپ نے مثلاً چند ایسے تغیرات کو بطور واقعات کے بیان کیا ہے جو برتنی کی قسم میں واقع ہوئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ گھٹلی کے بونے کیلئے جو وقت مناسب خیال کیا گیا ہے جسکا بیان ہم اسی فصل میں کر آئے ہیں انھیں اوقات میں کاشت ہونے پر بھی برتنی میں بعض تغیرات پائے گئے ہیں مثلاً۔

ابوبکر احمد ابن وحشیہ کا قول ہے کہ برتنی کی کاشت سے بنیش۔ جزائی۔ معلوی۔ مشان۔ ضاحک۔ بطاء۔ مخذری۔ قسین پیدا ہوئیں۔ تو سامی نے کہا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اسی طرح برتنی کا تغیر۔ جوزبی۔ کزائی۔ حدادی۔ یسکی وغیرہ کی طرف پایا گیا ہے۔ اور کبھی برتنی کا تغیر ایک ایسے درخت کی طرف ہوا ہے جسکا تنہ اور بڑ موٹی اور پتے اور شاخیں چھوٹی ہوتی ہیں۔ اور چوٹی نہایت بد نما جسکو عربوں نے نخل الزبل سے موسوم کیا ہے اسلئے کہ اسکی زمین کو گاس کے گوبر سے درست کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ عربی زبان میں زبل کے معنی گاس کے گوبر کے ہیں۔

بنو شاد نے کہا ہے کہ صرف ان کا تغیر ایک ایسے درخت کی طرف پایا گیا ہے جسکا نام حکایا ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی درخت خرما کی گھٹلیاں مشہور مقام سے لے جیسے برتنی کی قسم اور کسی زمین میں متفرق جگہوں پر بہت سی گھٹلیاں آواز بہار میں بودے تو ضرور ہے کہ ہر گھٹلی سے ایک ایسا درخت پیدا ہو جسکا پہل نئی قسم کا ہو۔ کہ جو نہ برتنی



مشابہ ہوگا۔ اور آپس میں ایک دوسرے سے۔ اور کبھی اُس میں دو قسم کے پھل پیدا ہونگے جو آپس میں مشابہت رکھتے ہوں اور کبھی ہر درخت ایک نئی قسم کا پھل لائیگا کہ جو اقسام خرما سے کسی کے مشابہ نہ ہوگا اور ان سب گٹھلیوں میں سے کچھ زرخیز بھی پیدا ہونگے جنکا سفوف حل کے لئے کارآمد ہوگا۔ پس ہوشیار فلاح کو اس تغیر سے آرزو نہ ہونا چاہئے بلکہ اُسکو نہایت احتیاط کیساتھ ان پودوں کو پرورش کرنا چاہئے۔ مادہ پودوں کے ساتھ زہر پودوں کی حفاظت بھی لازم ہے۔ اسلئے کہ یہ زہر پودے مادہ پودوں کے ہم خاندان ہیں جسے انکی جوانی اور بار آوری کے زمانہ میں کام پڑیگا۔ جب یہ پودے جوان ہو جائیں تو انکے مادہ درختوں کو اسی خاندان کے زہر پودوں کے سفوف سے حاملہ کرنا چاہئے۔ ان سے جو بار حاصل ہوگا اگرچہ وہ ہمارے خیال کے مطابق متغیر ہی کیوں نہ ہو لیکن ان پہلوں کی گٹھلیاں قابل قدر ہوں گی۔ اسلئے کہ ان گٹھلیوں کے درختوں سے قطعاً برتنی کی قسم پیدا ہوگی جس میں کوئی تغیر واقع نہ ہوگا۔ خواہ تم ان پودوں کو نہیں کے بھائیوں سے حاملہ کرو یا ان کے باپ کے سفوف سے۔ مگر اولے یہ ہے کہ بھائیوں سے سفوف لیا جائے اسلئے کہ وہ اپنی بہنوں کے ہم عمر اور جوان ہونگے بار آوری قوت کے ساتھ ہوگی۔ اس تفصیل سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ اصلی تخم کی پہلی پشت میں اصلیت غائب ہوگئی اور دوسری پشت میں پھر موجود ہوگئی۔ یہی کیفیت کُل اقسام کی ہے۔ تجربہ کار خلا حون نے کہا ہے کہ پہلی پشت میں اصلیت غائب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آب و ہوا اور زمین کا اثر اصلیت پر غالب ہوا دوسری پشت میں اصلیت کے توازن نے آب و ہوا اور زمین پر غلبہ حاصل کیا۔ آغاز کاشت سے دوسری پشت کی بار آوری تک ۲۵ سال کا زمانہ گزریگا۔

بوتی ہوی گٹھلی کا پہلی پشت میں اصلیت پر قائم رہنا نادر الوجود ہے لیکن بعض مقامات پر ایسا بھی تجربہ ہوا ہے کہ پہلی ہی پشت میں اُسکا پھل اپنی مان کے مشابہ تھا۔ جہاں کہیں

ایسا تجربہ ہوا یہی سمجھا گیا ہے کہ اتفاقی طور پر آب و ہوا اور زمین اُسکے موافق تھی۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی خاص قسم کو جو اُسکے پسند ہو پھیلانا اور تغیر سے بچانا چاہے اور سکو اُس درخت کے بچوں سے کام لینا چاہے جس میں تغیر نادر الوجود ہے۔ اگر اُسکے بچے نہ ہوں تو اُسکی شاخ لگائے جسکا بیان ہم مصنوعی اعمال میں کرینگے۔

## ب مصنوعات

بڑے درخت کو جوان کر سیکاطریقہ | صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ جو مادہ خرما بڑھاپے کی وجہ سے دراز قد ہو گئی ہو اور وہیں اور خشک پھل دینے لگے تو اُسکو عربی زبان میں تحقیق کہتے ہیں۔ بدنیو جب کہ اعلیٰ درجہ کے درخت کمیا ب ہیں اور ایک عمدہ درخت کے بڑھاپے سے اُسکی ہلاکت کا یقین ہوتا ہے۔ فلاحان عرب نے اُسکو جوان بنانے کی ایک عمدہ تدبیر تجویز کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ بٹوپا یا ہرزدی روح کو بدرو کر دیتا ہے۔ نباتات کی شکل بھی بڑھاپے میں بدل جاتی ہے۔ حیوانات میں تو بڑھاپے کا کوئی علاج نہیں ہے لیکن نباتات میں خاص کر درخت خرما کیلئے بڑھے درخت کو جوان بنانے کی عمدہ تدبیر ہے۔ اس تدبیر پر عمل کرنے کے بعد درخت کی شادابی اور ثمرہ کی لطافت اول سے زیادہ ثابت ہوگی۔ وہ فرماتے ہیں کہ بڑھی ٹخہ کی پٹی شاخوں سے نیچے کا حصہ جو تنہ سے قریب ہے بقدر ڈیڑھ ہاتھ کے قطع کرو جب ایسے متعدد ٹکڑے متعدد شاخوں سے قطع ہو چکیں تو اُنکو محالہ میں تنہ درخت کے اطراف ایک ایک لپٹا کر کے فاصلہ پر مدور حلقہ میں درخت سے چسپیدہ کر کے مضبوطی کے ساتھ باندھ دو۔ پھر بوریلے کے ٹکڑے اُن بریدہ شاخوں کے طول کے مطابق کاٹ کر اُنکے اطراف لپیٹو۔ اور محالہ کی مٹی ان ٹکڑوں کے حصہ زیرین سے ملحق کر کے آبرسانی جاری رکھو۔ ایک عرصہ کے بعد ان ٹکڑوں

کی جڑیں نخل آدین کی جب جڑیں دراز ہو جائیں تو اُس وقت اُس مقام سے وہ ٹکڑے الگ کئے جائیں اور متفرق گڑھوں میں اُنکو قائم کر دیا جائے۔ ہر ایک ٹکڑے سے ایک مستقل درخت قائم ہو جائیگا اور اپنی جوانی میں اُسی قسم کا پھل دیگا جس قسم کا پھل بدھتہ درخت سے اُنکی جوانی میں حاصل ہوتا تھا۔ فلاحان عرب نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ اگر یہ بدھتہ درخت جسکو ہم نے جوان کیا ہے۔ مادہ ہے تو یہ تمام ٹکڑے جو مستقل درخت بن گئے ہیں مادہ ہوں گے اور یہی طریقہ بدھتہ زردخت کی حفاظت کا ہے جسکی عمر پوری ہو چکی ہو۔ اس بدھتہ زردخت کی نسبت اگر اُسی تدبیر پر عمل کیا جائے جو اوپر بیان ہوئی تو متعدد زردخت اُسی قسم کے قائم ہو جائیں گے۔

خرما کے رنگ بدلنے کا طریقہ | شہرِ زراعت اور برنی اور صرقان اور طبرزدیہ چاروں اعلیٰ اقسام خرما

کے اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ مصنوعی طریقہ پر انہیں تغیر پیدا کیا جائے۔ ایسی تدابیر بہ نسبت اور درختوں کے خرما میں زیادہ ہو سکتی ہیں اسلئے کہ درخت خرما مثل انسان کے بہت جلد تغیر ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اسکا عمل اکثر گٹھلیوں پر موثر ہوتا ہے۔ اور بعض تدابیر آب رسانی میں کیجاتی ہیں اور اُن سے بھی تغیر پیدا ہوتا ہے۔ فلاحان عرب نے ان تدابیر میں اعمالِ سحر اور طلسمات سے بھی کام لیا ہے مگر مصنف فلاحۃ النبطیہ اُسکے سخت مخالف ہیں۔ مصنوعی تغیرات خرما کے رنگ۔ ذائقہ اور بو پر موثر ہوتے ہیں۔ مصنف فلاحۃ النبطیہ نے لکھا ہے کہ مصنوعی طریقہ پر زرد اور گول قسم کو لائے کی طرف اور لائے خرما کو گول کی طرف مائل کیا جاسکتا ہے گول کا تغیر لائے کی جانب بہت جلد ہوتا ہے بہ نسبت لائے کے جسکا گول کرنا بعضوں کی رائے میں ناممکن ہے اور بعض نے اپنے تجربہ میں کامیابی حاصل کی ہے اسی طرح خرما کو ایک رنگ سے دوسرے رنگ کی جانب بدل سکتے ہیں۔ اور یہ تمام چیزیں صنایعی میں داخل ہیں۔ مثلاً اگر تم سرخ خرما کو زرد کرنا چاہو تو چار اقسام معینہ یا اوکے فرومات سے کسی ایک قسم کے

سرخ خرما کی ۱۲ گٹھلیاں لو اور دو رطل ڈبے بیل کا پشیا اور دو رطل میٹھا پانی اور کھجور کا مرکب نصف رطل ان تینوں کو باہم اچھی طرح پر حل کر د پھر ایک مٹی جکا نام عربی زبان میں کلرور ہے ان تینوں کے ہم وزن لیجاے اور اُسکو پیسا جاے جب وہ مثل خبار کے باریک پس جاے تو اوہین دو واقع (ساوی ہے) جو کے) پس ہوی زعفران ملائی جاے اور زرد گندہ گ دو درہم کے ہم وزن اوہین شریک کیجاے جب ان تینوں کا سفوف باہم مل جاے تو اُسکو ایک تانبے کے برتن میں اُس رقیق مجموعہ کے ساتھ ملا لیا جاے اور پھر اسکو درخت آس (یہ وہ درخت ہے جس سے بورے بنائے جاتے ہیں) کی دو لکڑیوں کی نرم آٹھ پر رکھ دیا جاے یہاں تک کہ پانی کا رنگ متغیر ہوا سکے بعد سرخ خرما کی گٹھلیوں کو اوہین ڈال دیا جاے۔ اور ایک گٹھنہ تک اسکو نرم آٹھ دیجاے اور آگ ہی پر اُسکو چھوڑ دیا جاے جب وہ ٹھنڈا ہو جاے تب گٹھلیوں کو اُس پانی سے نکال کر دھوپ میں رکھ دین اور خوب خشک کر لین پھر ایک یا ۳ رات تک اون کو چاندنی میں رکھ چھوڑین جبکہ بعد وہ گٹھلیاں بو دیجاؤں۔ اس طرح پر کہ ایک گڑبے میں ۵ یا ۱۲ سے زیادہ نہوں پھر اوس گڑبے پر مٹی ڈال دیجاے اور جس پانی میں اُنکو پکایا ہے اُسکو اُس گڑبے پر چھڑک دیا جاے اور بیل کے پشیا سے ۳ مرتبہ رقیق کھا د اوس پر پہونچائی جاے جو بہتہ مرتبہ میٹھو پانی سے آب رسانی کیجاے پس اُس گڑبے سے جو مادہ درخت نکلیں گے اوسکے پھلون کا رنگ زرد ہوگا اور اصلی قسم کے مقابلہ میں انکی مٹھاس زیادہ ہونگی۔ پھر اگر تم زرد سے سرخ بنانا چاہو تو کسی ایک قسم کا زرد رنگ خرما لو اور اوسکی گٹھلی کو عمدہ کر کے اچھی طرح پر سکھا لو۔ پھر اشیاء ذیل کا مرکب تیار کرو۔

گلے کا پشیا	دو رطل	اول اُلعات کو باہم ملا لو اور پھر دوسرے اجزا
سرکہ	نصف رطل	کو باہم باریک پسکر اُلعات میں حل کر د پھر

پانی ۰ ۲ ۱/۲ رطل | ایک تابنے کے برتن میں نرم آج پر پکاؤ۔  
 رگل ارنی | ایک رطل | اسکے بعد زعفران بقدر ایک درہم اور عمدہ  
 سرخ گندہ گ یا سرخ ہڑال | ایک رطل | کسم وزنی ۱۰ درہم پسا ہوا او میں شامل کرو۔  
 اور ایک دفعہ اور پکالو پھر اسکے ٹھنڈا ہونے کے بعد کچور کی گٹھلیاں جو زرد رنگ خرما سے  
 منتخب ہوئی ہیں ان میں ڈال دو اور دہمی آج پر جو اول سے زیادہ دہمی ہو دو گھنٹہ  
 تک پکاؤ۔ جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں اس وقت گٹھلیاں الگ کر کے دھوپ میں رکھ دو۔ جب  
 خوب خشک ہو جائیں تو ایک دن کے بعد پھر دوسری دفعہ کامل ۷ دن تک دھوپ میں رکھ  
 چھوڑو مگر شب میں ان کو چھت کے نیچے رکھ دینا چاہئے اسکے بعد ان گٹھلیوں کو زمین میں  
 بوس دینا چاہئے اسی طرح جسطرح اوپر بیان کیا گیا۔ پھر اس رقیق مرکب کو جہین یہ گٹھلیاں پکائی  
 گئی ہیں بوسے ہوئے گڑھے پر چھڑک دو اور تین دن تک ۳ بار گاسے کے پٹیاب سے رقیق  
 کھا دھوپ پکاؤ۔ چوتھی مرتبہ پانی دیا کرو۔ ان گٹھلیوں سے جو دخت پیدا ہونگے ان کا بار  
 خالص سرخ رنگ ہوگا۔

بینو شاد نے ماسی سورانی کی اسے کے مطابق اور دو طریقے زرد کو سرخ یا سرخ کو زرد کرنے  
 کے بیان کئے ہیں وہ کہتا ہے کہ اگر تم زرد کو سرخ بنانا چاہو تو زرد خرما کی گٹھلی لو اور سرخ خرما  
 سے خواہ وہ خشک ہو یا تر اسکی گٹھلی نکال کر اسکے جوف میں زرد خرما کی گٹھلی رکھ دو اس طرح کہ  
 زرد کی گٹھلی سرخ کے تمام جوف کو گھیر لے۔ پھر کسی شخص کو کہو کہ اسکو مسلم نکل جائے اور اگر  
 ہو سکے تو اسکے ساتھ اوکچھ نہ کھائے اگر کچھ کھالے تو چند ان ہرج نہیں۔ پس اس گٹھلی کو  
 پاخانے سے نکال کر ایک ایسے گڑھے میں بوس دو جو نیسبی حصہ زمین میں تیار ہے۔ اس گٹھلی سے  
 جو دخت پیدا ہوگا اسکا پھل سرخ رنگ ہوگا اور ذائقہ اور قسم میں ویسا ہی ہوگا جیسا کہ زرد

گٹھلی کا پھل تھا۔ علی ہذا سرخ کو زرد بنانے کیلئے بھی یہی عمل کیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مختلف رنگوں کے بدلنے میں یہ عمل کافی ہے۔ مصنف فلاحۃ النملیہ فرماتے ہیں کہ ان گٹھلیوں سے اگا ہوا درخت اپنے ثمرہ کی خوبی اور ذائقہ کی عمدگی میں اصلی قسم سے بڑا ہوا ہوگا۔

کسدانین نے اسمین اپنے کمال کو اس درجہ میں پہنچایا ہے کہ وہ سبز رنگ کا خرما بھی پیدا کرتے ہیں یعنی پک جانے پر بھی اسکا رنگ سبز رہتا ہے اور باوجود سبزی نہایت شیرین اور حلوت بخش۔ اس قسم کے سبز خرما کا نام آدم علیہ السلام نے خوا کو مار کھا ہے۔ یہ تدبیر اس طرح پر ہوتی ہے کہ برتن کی کوئی قسم لیجائے جب اسکی اصلی رطوبت جاتی رہے اور بالکل خشک ہو جائے تب ہرے لہن کا عرق نکالا جائے جسکو تزکاری کے ساتھ کھاتے ہیں اور اسمین کا فی لینی کجبال گھولی جائے۔ کافی سے وہ کجبال مراد ہے جو کسی چٹان یا لکڑی یا کسی دوسری چیز پر پیدا ہو۔ مٹی کی کافی نہ ہو جب سبز لہن کے عرق میں کافی حل ہو جائے تو اسمین دردناک کا کسقد سرکہ جمین ترشی کم ہو ڈالا جائے اور لکڑی سے خوب گھونٹا جائے یہاں تک کہ وہ اچھی طرح پر لکر کسقد رقیق ہو۔ پھر مس احمد مس اس پتھر کو کہتے ہیں جسپر چھری تیز کی جاتی ہے جسکو فارسی میں فنان کہتے ہیں) کے برتن میں اسکو ڈال کر وہ خشک خرما اسمین چھوڑ دو۔ اور کسی سرپوش سے اسکو ڈھانک دو ۱۴ روز تک وہ بند جگہ میں جہاں ہوا نہ آتی ہو اس طرح بند رہے۔ پھر اس سے گٹھلی نکال کر بوجی جائے۔ ایسی گٹھلیاں ایک گڑھے میں مایا، بولی جاسکتی ہیں اور پھر وہ پانی جمین گٹھلیاں جھگوئی گئی تھیں ان گڑھوں پر چھڑک دو۔ اور آبرسانی میں خاص اہتمام کرو جب پودا اسقدر زبردست ہو جائے کہ اسکا تنہ ظاہر ہونے لگے تو اسوقت پانی کم دینا چاہئے اور اسکا مطلب یہ ہے کہ دس دن میں ایک مرتبہ سیرابی کیساتھ پانی دینا کافی ہوگا۔ پس اس گٹھلی کا درخت جب جوان ہوگا تو اس کے حاملہ کر نہیں زیادہ نفوت

کی حاجت ہوگی اور اگر اسی عمل سے پیدا کئے ہوئے زر کے سفوف سے حل قرار پاسے تو نہایت مفید ہوگا۔ جب ایسے مادہ درخت پر پہنچے لیکن تو اونکارنگ پختگی کے زمانہ میں بھی سبز رہے گا۔ اور حلاوت اور مٹھاس اسکی اصلیت سے بڑھی ہوئی ہوگی۔

صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ تبدیل الوان کے متعلق ان کو ایک عجیب نسخہ ہاتھ آیا ہے۔ خراب سرکہ میں اول تخم خرما کو بھگو لینا چاہئے اور پھر سرکہ کو کسی قدر گرم کرنے کے بعد اوسمیں کالی ملائی جائے اور ۲۱ روز تک اسی طرح رہنے دیا جائے۔ ۲۱ دن کے عوض ۲۸ دن اولے ہین۔ پھر جب تخم خرما نرم ہو جائے تو اسکو اسی طریقہ پر تودیا جائے جسکا ذکر اوپر ہوا اور درخت کی نشو و نما تک وہی تمام تدبیریں کیجا دیں جو اوپر بیان ہوئیں۔ اگر ہر ایک گڑھے میں چار تخم بوسے گئے ہین تو انکے درختوں کا بار ایک عجیب رنگ پیدا کرے گا۔ اگر پانچ یا سات تخم بوسے گئے ہون تو انکے درختوں سے ہر ایک درخت کا بار ایک نیا رنگ لائیگا بلکہ خاصیت میں بھی مختلف رہیگا۔ اگر دس تخم بوسے گئے ہین تو ان سے ہر ایک مادہ حل کے جلد قبول کرنے اور جلد بار آور ہونے میں ایک خاص تاثیر رکھے گی۔

### (۲) درخت خرما کی کھاد کا بیان

کھاد تمام اقسام نباتات کیلئے مقوی غذا کا حکم رکھتی ہے اگرچہ غیر مقوی سادہ غذا سے بھی جو ہر ایک درخت کی جڑیں اجزاء ارضی سے حاصل کر لیتی ہین درخت کی پرورش ہو جاتی ہے لیکن مقوی غذا سے درخت کی نشو و نما میں ترقی ہوتی ہے جڑوں کی قوت جاذبہ بڑھتی ہے بعض امراض کی روک ہوتی ہے بعض عوارض کے معالجہ میں اسباب مرض کو دفع کرتی ہے انسان کیلئے مقوی اغذیہ کے منافع اور بعض حالات میں اسکے مفاد حسب قدر ہین ہم اچھی طرح

سمجھ سکتے ہیں۔ پس جب طرح نباتات کیلئے کھاد سے نفع کی امید ہے اسی طرح کھاد کی کثرت کو مفرت رساں بھی خیال کرنا چاہئے اور ہمیشہ اندازہ نگہدار پر عمل کرنا چاہئے جو خیر الامور اور طبہا کا مصداق ہو۔ فلاحان عرب نے درخت خرما کیلئے کھاد کے اقسام اور اسکی ضرورت پر بہت بڑی بحثیں کی ہیں۔ ایک گروہ نے کھیتۃ یہ بات مان لی ہے کہ درخت خرما کو بلا مفرت علاج مرض کسی قسم کی کھاد نہ دینا چاہئے۔ لیکن عالم فلاحون نے اس سے اختلاف کیا ہے اور انکی رائے یہ ہے کہ درخت خرما کیلئے کھاد کا استعمال ہمیشہ اور ہر حالت میں فائدہ سے خالی نہیں ہے بشرطیکہ کم مقدار میں دیجائے۔

محققین یورپ کا خیال ہے کہ زمین میں درختوں کا وجود زمینی قوت کو گھٹا دیتا ہے اگر اسکی تلافی کھاد کے ذریعہ سے نہ کر دیجائے تو کچھ عرصہ کے بعد درختوں کی غذا کا ذخیرہ زمین میں باقی نہ رہیگا۔ اور پھر درختوں کی حالت شاداب نہ رہے گی۔ جن اجزاء سے درخت کی پرورش متعلق ہے اگر زمین میں نہ رہیں یا کم مقدار میں رہ جائیں تو درخت کی پرورش عمدہ حالت میں نہیں ہو سکتی۔ اسلئے کہ درختوں کی خوراک کا بڑا حصہ زمین سے لعلی رکھتا ہے۔ زمین کی کم قوتی کو دفع کرنے کا خاص ذریعہ کھاد ہے۔ جو زمینین قدرتی طور پر کم قوت ہیں۔ ان میں کھاد سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ اور قوت دار زمینوں کی قوت کھاد کے استعمال سے قائم رہتی ہے جو زمینی مادے مطلق اور بیکار ہوتے ہیں ان کو کھاد کا استعمال ایک ایسی حالت میں پہنچا دیتا ہے کہ وہ حل ہوں اور درخت کی غذا بن سکیں۔ زمین کی طبی کیفیت بھی کھاد سے بدلتی رہتی ہے یعنی سخت زمین کھاد سے نرم ہو جاتی ہے اور زیادہ نرم زمین میں نوے سختی پیدا ہوتی ہے۔ بہر حال ہر ایک مقام اور ہر ایک درخت کی مناسبت کے لحاظ سے اعتدال کے ساتھ کھاد کا استعمال ایک نہایت ضروری چیز ہے۔



ایک امریکن فلاح کی رائے ہے کہ درختوں کی پرورش کیلئے - پوٹاش - سوڈا - لائم - میگنیشیہ - فسفرک ایسڈ کی ضرورت ہے اور یہ تمام اجزاء زمین میں کم و بیش موجود ہیں۔ لیکن انکی ضرورت درخت کو جسقدر ہوتی ہے اسقدر ہر ایک زمین میں انکا ہونا لازمی نہیں ہے مختلف قسم کی کھاد کا استعمال جہاں یہ اجزاء کم و بیش ہوتے ہیں جبر نقصان کا عمل کرتا ہے کھاد کے اقسام - (۱) مصنف فلاحۃ النبطیہ کی رائے ہے کہ درخت خرما کیلئے کھاد کے جملہ اقسام سے انسان کے میلہ کو ترجیح ہے۔ یعنی اول درجہ میں انسانی بول و براز کی کھاد اسکے لئے مفید ثابت ہوئی ہے وہ فرماتے ہیں کہ الانسان نخل مقلوبۃ والنخل انسان مقلوب۔ یعنی انسان اُٹا درخت خرما ہے اور درخت خرما اُٹا انسان۔ گویا درخت خرما کا اسفل یعنی پیدہ انسان کے سر سے مشابہ ہے اور درخت خرما کا سر انسان کے اسفل سے مشابہ۔ تجربہ کار فلاہین کی قطعی رائے ہے کہ جس طرح درخت خرما کی غذا کا فضلہ یعنی پھل بھیئت مجموعی انسان کے لئے مفید ہے اُسی طرح انسانی غذا کا فضلہ یعنی میلہ درخت خرما کیلئے مفید ہے۔ بعض فلاہین نے اس مشابہت کی تائید میں عجیب عجیب تجربے بیان کئے ہیں۔ ایک فلاح عرب نے کہا کہ کہ سفوف نخل سے ایک حوت کو حمل ہوا اور اسکا لڑکا ابن النخل کہلایا۔ اسی طرح اکثر علماء فلاحات عرب کا اس سے اتفاق ہے کہ اگر زرد درخت کا سفوف نہ لے تو براز انسانی سے مادہ درخت خرما حائلہ اور بار آور ہوتی ہے۔ اسکے مفصل بیان کو ہم نے باب حمل میں لکھا ہے لیکن اس موقع پر اسقدر بیان کئے دیتے ہیں کہ یہ امر مسلمہ ہے کہ انسانی میلا درخت خرما کیلئے اعلیٰ قسم کی کھاد ہے اور انکی تقویت درخت خرما کیلئے بلا کسی مغرت کے ثابت ہے اور ہر طرح پر ادس کی اصلاح کرتا ہے اور جزو بدن ہوتا ہے۔ مولف فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ میلا جسقدر زیادہ بدبودار ہوگا اتنا ہی زیادہ درخت خرما کو فائدہ بخشنے گا۔ محققین یورپ بھی اسکے قائل ہیں۔

دہ کہتے ہیں کہ یہی ایک کھا دہ ہے جس سے درخت کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ بر خلاف اوروں  
اقسام کھا دہ کے جن میں کسی نہ کسی جزو کی کمی رہتی ہے انسانی سیلے میں ۵۳، پانی اور ۲۴  
سخت مادہ ہوتا ہے اور سخت مادہ میں ۶ فیصدی راکھ اور اوسمیں اجزاء ذیل ہوتے ہیں۔  
پوٹاش ۶۱۔ لائم ۲۶۔ سوڈا ۵۔ میگنیشیم ۱۰۔ فوسفرک ایسڈ ۳۶۔  
نمک ۳۳۔ اسکاڈاؤف ایرن ۱۱۔ سخت مادہ میں ۹۵ فیصدی بناتی مادہ بھی پایا  
گیا ہے جس میں بہت بڑا حصہ نائٹروجن کا ہے۔

(۳) بقول مصنف فلاحۃ النبطیہ سیلے کے بعد انسانی خون کا درجہ ہے یعنی جو خون انسانی قصبہ  
یا اور کسی ذریعہ سے جسم انسان سے خارج ہوا ہوا دیکو خرما کے پھل سے ٹپکے ہوئے شہد میں  
اچھی طرح پر مل کیا جائے تو یہ مرکب دوا درخت خرما کی طاقت بڑھانے کیلئے بہت ہی مفید ہے۔  
فاضل مصنف فرماتے ہیں کہ طالبین علم فلاح کو چاہئے کہ جب قدر جمنے اپنی عقل اور تجربہ  
سے استخراج کیا ہے اسکو وہ اپنی عقل اور تجربہ سے وسیع کریں اور ہمارے بعد آنے والی  
فلسوں کو اپنے تجربہ اور تحقیق سے فائدہ پہنچائیں۔

(۴) تیسرے درجہ میں درخت خرما کیلئے مفید کھا دہ کو ترکیبیٹ ہے فلاحان عرب کا اس پر  
اتفاق ہے کہ انسان کا میلا اور کبوتر کی بیٹ جب کسی درخت کو کثرت کے ساتھ دیکھتی ہے  
تو اس سے مرض یرقان لاحق ہونے کا سخت اندیشہ ہوتا ہے۔ لہذا اعتدالی طریقہ پر اسکا  
استعمال ہونا چاہئے۔

(۵) چوتھے درجہ کی کھا دہ جلی ہوئی راکھ ہے۔ اسمیں اُس راکھ کو ترجیح ہے جکا ایندھن کچور  
کے خشک تے یا شاخیں ہوں۔ دوسرے خشک درختوں کی راکھ پر اسکو ترجیح ہے۔ اسمیں  
درختوں کی پرورش کا مادہ بکثرت موجود رہتا ہے۔ معدنی اجزاء راکھ میں ملے ہوئے رہتی ہیں۔

راکھ کی کھاد زمین میں دفن ہونے سے نائٹروجن جو زمین میں رہتا ہے ابھی طرح پر حل ہوتا ہے جسکو دخت آسانی کے ساتھ جذب کر سکتے ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسی جگہ کم ہوگی جہاں راکھ نہ ہو۔ غریب سے غریب آدمی کے گھر میں بھی روزانہ دو چار سیر راکھ ہوتی ہے جب کسی خاص مقام میں اصطبل کی لید کے ساتھ راکھ کا ذخیرہ جمع کیا جائے تو ایسی کھاد بہ نسبت سادہ راکھ کے زیادہ مفید ہوتی ہے۔ محققین نے راکھ کی کھاد کو چونہ کی کھاد پر ترجیح دی ہے۔ راکھ کو معمولی طور پر درخت پر چھڑک دینا بھی مفید ہے جس سے اکثر ہوائی کیڑے دفع ہو جاتے ہیں جن سے دخت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ نباتات جب سڑتے ہیں تو راکھ کا چھڑکاؤ اُنسے امونیا کو خارج نہیں ہونے دیتا۔ راکھ جب پیشاب اور گوبر پر چہر کی جاتی ہے تو اُسکی بدبو دفع ہوتی ہے اور امونیا محفوظ رہتا ہے۔ خصوصاً جب کہ زمین میں نباتی مادہ زیادہ ہے تو اوہیں راکھ بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ بدین صفت کہ میگنیشیا اور چونہ اور پتاش اور فاسفیورک ایسڈ کو راکھ کی کھاد حل کر دیتی ہے۔ چونکہ یہ اجزاء ہر ایک زمین میں موجود ہوتے ہیں اور انکی تحلیل کے بغیر درخت کو فائدہ نہیں پہنچ سکتا لہذا عمل تحلیل کے لئے راکھ کا وجود نہایت فائدہ بخش ہے۔ ایک خوبی راکھ میں یہ بھی ہے کہ سخت میں اُسکے ملائے سے بھر بھری ہو جاتی ہے اُسکا کوئی حصہ اڑ کر ضائع نہیں ہوتا اور نہ پانی سے بہ کر نکلتا ہے۔ راکھ کی وجہ سے زمین کی خشکی دیر پارہتی ہے۔ ایک بہت بڑی خوبی راکھ کی کھاد میں یہ ہے کہ جسطرح بعض دیگر مسمین کھاد کی خامی کیوجہ سے درخت کو نقصان پہنچاتی ہیں اُس طرح راکھ سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ راکھ کی کھاد کا اثر دیر پا ہے اسکا استعمال ہر ایک موسم میں بلا لحاظ وقت کیا جاسکتا ہے۔

(۵) ضرورت کی رائے ہے کہ گدہ کی گرم لید کجور کے پودوں کیلئے نہایت بہتر کھاد ہے۔

گرمی سے تازگی مراد ہے۔ پودے اس کھاد کی قوت سے بہت جلد جم جاتے ہیں۔ اور انکی جڑیں بہت عجلت کے ساتھ زمین پکڑ لیتی ہیں جب کبھی نخل مقام کی ضرورت ہو تو گدہے کی گرم لید بہت نفع دیتی ہے۔ بعض فلاحان ہند کا خیال ہے کہ تازہ اور گرم کھاد درختوں کے لئے ہرگز مفید نہیں ہے۔ انکا خیال ہے کہ تازہ کھاد کی حدت درخت کو جلا دیتی ہے اور تازہ کھاد سے درخت کی جڑوں میں دیمک پیدا ہو جاتی ہے اسلئے کہ اوہیں گھاس کے تنکے باقی رہ جاتے ہیں اور وہ اُسوقت تک گلنے نہیں پاتے جب تک کم سے کم چھ مہینہ تک اسکو زمین میں دفن نہ رکھا جائے۔ فلاحان عرب گدہے کی لید کے متعلق اسکے برخلاف رائے دیتے ہیں انکا خیال ہے کہ تمام چار پائیوں میں گدہے کی غذا بہت جلد اور کامل طور پر ہضم ہو جاتی ہے وہ اپنے آخرو کو خوب چباتا ہے۔ اُسکی تازہ لید میں گھاس کے تنکے خام حالت میں باقی نہیں رہتے اُسکی تازگی کی حدت معتدل ہوتی ہے اسلئے درخت خرا کیلئے گدہے کی تازہ لید بہت موافق ہے اُسکی تازگی اور حدت سے جڑیں خوب پھیلی ہیں اور اچھی طرح پر جمتی ہیں۔ خصوصاً اُسوقت جب کہ نخل مقام کیوجہ سے ایک قسم کا ضعف درخت خرا کی جڑوں میں واقع ہوتا ہے اور نئے مقام سے غذا قبول کرنے کی قوت گھٹ جاتی ہے تو گدہے کی تازہ لید کی حدت سے قوت جاذبہ کو مدد ملتی ہے اور جڑوں کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ محققین یورپ نے بھی گدہے اور گھوٹے کی لید کو گھاس کے گوبر سے زیادہ مفید خیال کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اسمین پانی کم ہوتا ہے اور یہ گوبر کی طرح چکنی نہیں ہوتی اور بہت جلد سٹرجاتی ہے۔ محققین یورپ نے اسکا نام گرم کھاد رکھا ہے۔ انکی یہ رائے ہے کہ تمام درختوں کے لئے لید کی شرکت گوبر کے ساتھ زیادہ مفید ہے۔ لید کی کیمیائی تحقیقات سے نائٹروجن ۶۔ فوسفرک ایسڈ ۴۔ پوٹاش ۵۔۳۔

پایا جاتا ہے۔

(۶) ریق کھاؤ۔ جس سے پشیاں مراد ہے درخت خرما کیلئے بہت مفید مانی گئی ہے۔ بنیو شاد کہتے ہیں کہ انسانی پشیاں بالخصوص درخت خرما کیلئے عجیب طرح پر فائدہ بخش ہے اور یہ تخصیص محض اسلئے ہے کہ انسان کے ساتھ درخت خرما کو خاص اعتبارات سے ایک خاص مناسبت ہے۔ محققین یورپ عام طور پر پشیاں کو عمدہ کھا دخیال کرتے ہیں اگرچہ انہوں نے انسان کے پشیاں کو بھی مفید مانا ہے مگر گائے اور گھوڑے اور بھیڑ کے پشیاں وہ اعلیٰ قسم کی کھا دخیال کرتے ہیں۔ جسکی کیمیائی تحقیقات کا نتیجہ انکی رائے کے مطابق جب ذیل ہے:۔

اجزا	گائے	گھوڑا	بھیڑ۔
نائٹروجن	۹	۱۱	۸
فسفرک ایسڈ	۰	۰	۰
پوٹاش و سوڈا	۱۶	۱۴	۸

انہیں کا قول ہے کہ گائے، گھوڑے، بھیڑ کے پشیاں میں ہینگ ایسڈ ہوتا ہے جس سے نائٹروجن زیادہ حاصل ہوتا ہے۔

(۷) سبز کھاؤ۔ محققین یورپ نے معدنی کھاؤ پر سبز نباتات کی کھاؤ کو ترجیح دی ہے۔ درختوں کو سبز کھاؤ سے ہر قسم کی غذا ملتی ہے خصوصاً درخت خرما کیلئے یہ کھاؤ مفید ثابت ہوئی ہے۔ بدینو جہ کہ اسکی تیاری میں کوئی دقت نہیں ہے اور نہ صرفہ زائد۔ اور کثیر مقدار میں ہر وقت دستیاب ہو سکتی ہے۔ اگر سبز پتوں یا شاخوں یا پودوں کو کاٹ کر انہار لگا دیا جائے تو یہ بہت جلد سڑ جائیں گے اور انکے اجزا بہت جلد متفرق ہو جائیں گے۔

جو زمین سخت ہو جس میں چکنی مٹی کے اجزاء پاسے جائیں اوس میں سوکے ہوئے پتے یا جھوسے کی کھاد کا استعمال بہ نسبت اور اقسام کھاد کے زیادہ مناسب ہے۔ بناتی کھاد زمین کو بھر پوری کر دیتی ہے اور زمینی مسامات کو کھول دیتی ہے تاکہ ہوا کا نفوذ اچھی طرح پر ہو سکے۔ بناتی کھاد سے درخت خرما کو نمکین اور معدنی اجزاء کا زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے اسلئے کہ نباتات کے سڑنے سے معدنی اجزاء میں ایک خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جسکو درخت خرما کی جڑیں فوراً جذب کر لیتی ہیں۔ سبز کھاد میں نائٹروجن بہت ہوتا ہے اسلئے کہ درختوں کے پتے ہوا سے نائٹروجن وغیرہ کو جذب کر لیتے ہیں۔ جب وہی پتے بطور کھاد کسی درخت کے تھالہ میں دفن کر دئے جاتے ہیں تو وہ سب اجزاء زمین میں شامل ہو کر درخت کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ سبز کھاد بہت جلد باریک ہو کر ضرور زمین بن جاتی ہے۔ بناتی مادہ کے سڑنے سے امونیا اور نائٹریک ایسڈ زیادہ مقدار میں زمین کو حاصل ہوتا ہے۔ فلاحان عرب نے درخت خرما یا انگور کے پتوں اور شاخوں کو دیگر اقسام نباتات سے مرچ خیال کیا ہے۔ انکی رائے ہے کہ اول ان پتوں کو موسم گرما میں درخت خرما کے تھالوں پر چھدرے چھدرے طور پر بچھا دو اس طرح پر کہ انکا سایہ ہوا کو نہ روکے اور آبپاشی کے اثر کو ویر تک قائم رکھے۔ جب وہ سڑنے لگیں تو اسوقت انکو تھالوں میں دفن کر دو تاکہ کھاد کا کام دین۔ صغریٰ کی رائے ہے کہ کدو کی بیوں سے بھی یہ کام لیا جاسکتا ہے اور کدو کے پتے درخت خرما کی جڑوں کی طبائع سے بہت موافق ہیں۔

(۸) تسمید زبان عرب میں تسمید اس کھاد کا نام ہے جس میں گوبر یا لید شریک ہو۔ فلاحان عرب نے مختلف طریقوں پر اسکو تیار کیا ہے۔ اسکے مختلف نسخے ہیں۔ درخت خرما کی کئی طرح کی تسمید بنائی جاتی ہے۔ صغریٰ نے کہا کہ خرما کی گٹھلیوں اور بے پتوں کی شاخیں اور

خشک پتے جلاؤ اور پھر برسی کی بیگنیوں کے ساتھ اسکی راکھ کو کسی قدر پانی میں مخلوط کرو یہ بڑی نافع کھاد ہے جو آسانی کے ساتھ تیار ہوتی ہے نقل مقام کے وقت پودوں اور بچوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ صغریٰ ہی کی راسے ہے کہ اگر انگور کے پتے کسی قد جمع کئے جائیں اور انہیں کسی قدر کا ہو کے پتے بھی شریک ہوں اور پھر انسان کا میلہ اور کبوتر کی بیٹ کو اس کے ساتھ شامل کر کے ۲۱ دن تک مٹلایا جائے اور اس تودہ پر کسان لوگ پیشاب کرتے ہیں اور اس عرض مدت میں دو تین بار اسکو اٹلایا پلٹایا جائے اور آخر پر اسکو زمین پر پھیل کر رکھا لیا جائے اور من بعد انگور کی لکڑی اور خرما کی شاخوں کو ملا کر جلایا جائے اور اسکی راکھ اس سترے ہوئے مجموعہ میں ملا دیجائے تو یہ کھاد نہایت نفع بخش ہوگی خصوصاً ان درختوں اور پودوں کیلئے جو ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کئے جائیں۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ مادہ انگور اور مادہ خرما میں ایک خاص مناسبت ہو اس طرح کہ ایک خاصہ میں دونوں شریک ہیں اور وہ خاصہ کیلا پن ہے جو خرما اور انگور کی جڑوں میں ہوتا ہے پس اسی کی وجہ سے دونوں میں ایک خاص مناسبت ہے۔ اگرچہ انگور میں جو کیلا پن ہے اس میں تلخی ہوتی ہے اور خرما کے کیلے پن میں حلاوت۔ لیکن تاہم اس تلخی کی وجہ سے دونوں میں اس قدر تعلق ہے کہ ایک کے اجزاء دوسرے کو مفید ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ انگور کی جلی ہوئی لکڑی کی راکھ بہ نسبت اور لکڑیوں کی راکھ کے خرما کے پودوں کو جمنے میں زیادہ مدد دیتی ہے اور اسکی کھاد خرما کی طبیعت کیلئے بہت موافق ہے۔

(۹) صاحب فلاحۃ النبطیہ کی راسے ہے کہ جس زمین میں نخلین اجزاء کم ہوں یا جس مقام پر ہمیشہ میٹھے پانی سے آبرسانی ہوتی ہو اس میں بوسے یا آگے ہوئے درختوں کی

جرٹوں کو سال میں دو چار بار نمک دینا چاہئے وہ فرماتے ہیں کہ نکلینی کا اشتیاق کسی ایک طبیعت سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام حیوانات اور نباتات کے طبائع میں اسکی رغبت ہے۔ انسان کی تمام غذا نمک سے درست ہوتی ہے۔ اور نمک کا شوق حقیقت میں اصلاح غذا کا تقاضا ہے۔ اسلئے کہ ترش اجزاء کے لئے نکلینی چیز نقصان کا حکم رکھتی ہے جو رطوبتیں حیوانوں اور نباتات کے بدنوں میں مخفی اور جمی ہوئی ہیں وہی فساد کا باعث ہیں پس جو چیز اس فساد کو دور کرتی ہے وہ نمک ہے جس سے وہ فساد بخش رطوبتیں حل ہو جاتی ہیں۔ نمک ہر ایک فاسد مادہ کو کھا جاتا ہے اور تیز کر دیتا ہے اگر اس سے غفلت کیجائے تو وہی رطوبات جسکے ٹرنے سے کڑے پیدا ہو جاتے ہیں ہلاکت کی باعث ہوتی ہیں۔

(۱۰) گوبر کی کھاؤ۔ فلاحان عرب نے گائے کے گوبر کے منافع کو درخت خرا کیلئے تسلیم کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بعض اقسام خرا کیلئے بطور خاص یہ کھاؤ مفید مانی گئی ہے جیسا کہ نخل الزبل جسکی تعریف ہم نے اقسام کے حصہ اول میں نمبر ۶۵ پر بیان کی ہے۔ اُن کا قول ہے کہ یہ بارد کھاؤ ہے زمین میں اسکے استعمال سے برودت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسکا استعمال تازگی میں بھی مفید ثابت ہوا ہے بشرطیکہ اُس میں گھانس کے تنکے نہ ہوں۔ عام طریقہ اسکے استعمال کا یہ ہے کہ ایک سایہ دار گڑھے میں گوبر کو جمع کرنا چاہئے اور تہہ بہ تہہ اُس پر مٹی ڈالنی چاہئے۔ ایک دو مہینہ کے عرصہ میں بشرطیکہ کسان اُس گڑھے میں مٹی نہ کرتے رہیں یا کسی بدبو کا مَخ اُس پر پھیر دیا جائے۔ یہ کھاؤ استعمال کے قابل ہو جاتی ہے کیمیائی تحقیقات اور تقریقی اجزاء سے اس کھاؤ میں نائٹروجن ۳.۶۷٪ اور فوسفور کائیڈ ۳٪ اور پوٹاش اور سوڈا ۲.۳۲٪ پایا جاتا ہے۔

کھاؤ کے استعمال کا وقت اور طریقہ | ڈاکٹر بونا دیاکوئی رائے ہے کہ عمدہ کھاؤ بیشک پھل کی مقدار



اور شیرینی اور جسامت کو بڑھاتی ہے انکے تجربہ میں سڑی ہوئی مچھلی کی کھاد اسکے لئے مفید کھا دے۔ فرماتے ہیں کہ ہر سال جنوری کے مہینہ میں کھاد کا استعمال ہونا چاہئے مولف کی رائے میں کھاد کے استعمال کیلئے سال میں ایک وقت مقرر نہیں ہو سکتا۔ یہ بات تجربہ پر موقوف ہے کہ کس قسم کی کھاد کیلئے کونسا وقت اور کونسا موسم مناسب ہے یہ بات کلیتہً مانی گئی ہے کہ جو کھاد جلد سڑتی ہے اسکا اثر بھی جلد زائل ہو جاتا ہے۔ دیر میں سڑنے والی کھاد کا اثر دیر پا ہوتا ہے خصوصاً تازہ کھاد جسکی تاثیر ہمیشہ دیر میں ہوا کرتی ہے۔ پس ہر ایک زمین کی حالت کے لحاظ سے کھاد کا استعمال ضرورت پر ہو سکتا ہے۔ پتوں کی کھاد گرمیوں میں کئی بار استعمال کیجا سکتی ہے۔ یعنی درخت خرما کے تنہالہ پر بچھا ہوئے پتے جب سڑنے لگیں تو وہ تنہالہ کی مٹی میں داب دے جاسکتے ہیں اور اسی طرح گوبر کی کھاد موسم گرما میں کئی بار دیجا سکتی ہے اور گرم کھاد کا استعمال بارش میں ہو سکتا ہے رقیق کھاد کیلئے کوئی وقت ہی مقرر نہیں ہے۔ اسی طرح جن درختوں کی شادابی زمینی قوت کی وجہ سے ظاہر ہے انہیں خواستخواہ کھاد کا استعمال کرنا گویا عوارض کو دعوت دینا ہے۔ یہ بات بطور اصول یاد رکھنے کے قابل ہے کہ درخت کو پھول نکلنے سے قبل بالیدگی کے زمانہ میں ناثر و جن والی کھاد بہت مفید ہے اور بار آوری کے زمانہ میں فسفرک ایسڈ کی کھاد ضروری ہے جس سے تخم کی تیاری میں بہت بڑی مدد ملتی ہے۔ بعض بیماریوں کے علاج کیلئے وقت بے وقت کہا دو سینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ ایک خاص حالت ہے۔ کھاد کا استعمال بھی مختلف طریقوں سے ہو سکتا ہے۔ مثلاً رقیق کھاد درخت کے تنہالہ میں پانی میں ملا کر یا یون ہی پہونچائی جا سکتی ہے۔ راکھ کی کھاد بعض درختوں پر جب کہ کیڑوں کو دفع کرنا مقصود ہو درخت پر چھڑکی جا سکتی ہے اور تنہالہ کی بالائی سطح

پر بھی دیا جاسکتی ہے اور جڑوں میں بھی۔ لیکن کھاد کے استعمال کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ درخت کے تنہ میں سے تھوڑی سی مٹی نکالی جائے اسطرح پر کہ تنہ کے اطراف خلار پیدا ہو اور پھر کھاد کو اُس مٹی کے ساتھ شامل کر کے وہ گڑھا بھر دیا جائے اور سیرابی کے ساتھ آب پاشی کی جائے۔ تجربہ کار فلاحون نے کہا کہ غیر سختہ کھاد کے لئے درخت کے تنہ کے اطراف کم سے کم دو فٹ کا فاصلہ چھوڑ کر مدور گڑھا کھودنا چاہئے اور اُسکی مٹی میں کھاد کا ایک حصہ شامل کر کے دینا چاہئے تاکہ اُسکی خام حالت سے دیکھ پیدا نہ ہو جائے۔ یا اور کوئی کڑا درخت کی جڑوں کو نقصان نہ پہونچائے۔ مینو شاد کی رائے میں گرم کھاد کی مقدار بہت کم ہونا چاہئے اور کھاد دینے کے زمانہ میں ہر روز سیرابی کے ساتھ آب پاشی کرنا چاہئے تاکہ اُسکی حدت درخت کو نقصان نہ پہونچائے اور بیماریوں میں مبتلا نہ کرے۔ بعض عربی فلاحون نے کھاد کیلئے عموماً بارش کے موسم کو پسند کیا ہے غالباً اُنکا خیال یہ ہو گا کہ بارش کے زمانہ میں کھاد کی حدت درخت میں موثر نہیں ہو سکتی۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ کیسی ہی عمدہ قسم کی کھاد کیوں نہ ہو ہمیشہ اُسی کا استعمال مفید نہیں ہے اسلئے کہ اُس سے ملال کا عارضہ لاحق ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ کھاد کے مختلف اقسام سے بدل بدل کر استعمال کرنا چاہئے تاکہ درخت اُسکو رغبت کے ساتھ قبول کرے۔ ایک قسم کی غذا جطرح انسان کی طبیعت کو اکتا دیتی ہے اُسی طرح ہمیشہ ایک قسم کی کھاد درخت خرما کو مرغوب نہیں ہے۔

### (۳) درخت خرما کی آب پاشی کا بیان

نباتات سے کوئی پودہ ایسا نہیں ہے جسکو کم و بیش پانی کی احتیاج نہ ہو اقسام نباتات میں فرق اسقدر ہے کہ بعض درخت پانی زیادہ چاہتے ہیں اور بعض کم۔ بعض کو پانی کی

کثرت مضرت بخش ہے اور بعض کو پانی کی کثرت سے کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔ پانی کی کمی و بیشی کا دار و مدار زمین کی حالت پر منحصر ہے جن زمینات میں رطوبت زیادہ عرصہ تک قائم رہتی ہے انہیں اُگے ہوئے درخت مصنوعی آب پاشی کے کم محتاج ہوتے ہیں اور خشکی کی مضرت انکو کم پہنچتی ہے۔ درخت خرما ہی ایک ایسا درخت ہے جس کو اسباب میں خداوند کریم نے خاص صفات عطا فرمائی ہیں۔ اس درخت کو پانی کی اعتدال ۱۵ سال کی عمر تک باقی رہتی ہے۔ اسلئے کہ اس عمر تک اسکی جڑیں زمین کے زندہ پانی تک نہیں پہنچ سکتیں۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ جب تک درخت کا قد ۶۰ فیٹ کا نہ ہوئے اسوقت تک اطمینان کرنا چاہئے کہ اسکی جڑیں زندہ پانی تک پہنچ چکی ہیں۔ پس مصنوعی آب پاشی سے اسکو مستغنی نہ سمجھنا چاہئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ۹۰ فیٹ کا قد درخت کو مصنوعی آب پاشی سے بالکل مستغنی کر دیتا ہے اور پھر اسکو پانی نہ پہنچانے سے کوئی ضرر نہیں ہو سکتا اسلئے کہ اسوقت اسکی جڑیں زمین کے زندہ پانی تک قطعاً پہنچ جاتی ہیں اور بہت سی جڑیں ان میں سے پانی میں ڈوب جاتی ہیں لیکن اگر آب رسانی کے ذرائع وسیع ہوں تو ایسے درخت کیونکہ یہی اوقات معینہ پر جنگلیان اُگے آیکا آب رسانی فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ درخت خرما پانی کے جلد اقسام کا تحمل ہوتا ہے۔ یعنی شیریں پانی۔ کھار پانی سمندر کے پانی سے اسکی پرورش ہوتی ہے آب شور یعنی سمندر کے پانی سے وہ برابر بار آوری پر قائم رہتا ہے بشرطیکہ آخر الذکر پانی اسکے تھالہ میں نہ دیا جائے بلکہ درخت سے ۶ فیٹ کے فاصلہ پر ایک محدود گڑھے میں آب شور بھر دیا جائے۔ برخلاف آب شیریں اور کھارے پانی کے جسکو درخت کے تھالہ میں پہنچانا چاہئے۔

درخت خرما کو بارش کے موسم میں آبرسانی کی مطلق ضرورت نہیں ہوتی۔ گرمیوں میں ہفتہ وار آبرسانی بالکل کافی ہے اور موسم سرما میں مہینہ میں دو بار۔ لیکن ضرور ہے کہ آبرسانی کے مقررہ ایام میں سیری کے ساتھ پانی دیا جائے۔ اگر اسکی خلاف وزری ہو تو درخت ضائع نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ یہ درخت بہ نسبت اور درختوں کے تشنگی کا زیادہ تحمل ہے اور آبرسانی کی کثرت اسکو مضرت نہیں بخشتی اسلئے کہ ضرورت موجودہ سے بہت زیادہ پانی کو یہ درخت جذب کر سکتا ہے۔ اسکی قوت جاذبہ بہ نسبت اور درختوں کے بہت زیادہ ہے۔ تشنگی کی حالت میں دور دور کی رطوبات کو یہ جذب کر لیتا ہے اور کثرت رطوبت میں اپنی موجودہ حاجت اور آئندہ کی ضرورت کا سرمایہ جمع کر لیتا ہے۔ اور باوجود اسکے کثرت رطوبت سے نہیں سڑتا۔ فلاحان عرب کا مقولہ ہے کہ سال کی متعلقہ خشک سالی میں درخت خرما کی بار آوری بغیر پانی کے قائم رہ سکتی ہے۔ اسطرح کہ پہلے سال وہ معمول سے زائد بار دیگا اور دوسرے سال معمولی اور تیسرے سال معمول سے کسی قدر کم اور چوتھے سال ناغہ اور پانچویں سال پھر معمولی بار یہ درخت بار آوری کے ساتھ اپنی زندگی کو نبھالتا ہے۔ عربوں نے درخت خرما کو خشکی اور گرمی کے نخل میں اونٹ سے تشبیہ دی ہے اسلئے کہ وہ کثرت آب کے زمانہ میں رطوبات کو محفوظ کر لیتا ہے اور خشک موسم میں اپنے سرمایہ سے کام لیتا ہے۔

صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ جس درخت کو ہمیشہ شیریں پانی ملتا ہے اسکو سال میں ایک مہینہ تک کھارا پانی دینا چاہئے علیٰ ہذا اسکے بالعکس۔ بعض تجربہ کار فلاحوں کی رائے ہے کہ جس درخت کو ہمیشہ وافر پانی دیا جاتا ہے اسکو سال میں ایک مہینہ تک بہت کم پانی دینا چاہئے۔ یہ ایک مہینہ اسکے لئے ماہ صیام کا حکم رکھتا ہے تاکہ اسکی

قوت جاذبہ درست ہو جائے اور چاروں طرف سے محفوظ رہے۔ رطوبات غلیظہ خشک ہوا میں  
 وہ فرماتے ہیں کہ یہ طریقہ اکثر امراض کیلئے حفظ و اتمام کا کام دیتا ہے۔ اسی طرح انکی  
 رائے ہے کہ جب کسی مقام پر پانی کی قلت ہو اور باتفاق وہاں پانی کثرت سے مل جائے  
 تو درخت خرما کو ہر روز نہایت سیرابی کے ساتھ پانی دینا چاہئے تاکہ وہ آئندہ کیلئے اپنا  
 سرمایہ درست کر لے۔ ایک تجربہ کار نے لکھا ہے کہ جس درخت کو ہمیشہ میٹھا پانی ملتا ہے۔  
 اور تبدیل آب کا موقع نہیں ہے تو سال میں ایک مہینہ تک اسکی جڑوں میں نمک  
 پہونچنا چاہئے اور جس مقام پر ہمیشہ نمکین پانی میسر ہوتا ہے وہاں سال میں ایک  
 مہینہ تک درخت خرما کی آب رسانی اُسی طریقہ پر کرنی چاہئے جو آب شور کیلئے دکھلایا گیا  
 ہے یعنی تھالہ سے ۶ فٹ کے فاصلہ پر ایک خالی گڑھے میں پانی بھر دیا جائے تاکہ پانی  
 کی نمکینی درخت کی جڑوں میں کم اثر کرے۔ یہ سب تدابیر ان امراض کی روک کیلئے  
 ہیں جو پانی کی وجہ سے کبھی کبھی عارض ہوتے ہیں جنکا بیان باب الامراض میں موجود ہے  
 موسم گرما میں آب پاشی کے اغراض سے اس درخت کے تھالہ میں درخت کے  
 اطراف عرضاً دو فٹ کی نشیبی سطح قائم کر دینا مناسب ہو جسکا عمق ایک فوٹ سے  
 کم نہ ہو۔ تاکہ اُس میں پانی ٹھہر سکے۔ جاری نہر اور چلتی ہوئی موٹ کی نالی سے صرف تھالہ  
 کا بھر لینا کافی نہ ہو گا بلکہ اچھی طرح پر اندازہ کر لینا چاہئے کہ اسکی جڑیں سیراب ہو چکی  
 ہیں۔ جب تھالہ کا نشیبی حصہ بھر کر پانی کھڑا ہو جائے تو اُس وقت نالی روک دیجائے  
 یہ طریقہ ان مقامات کیلئے بیان ہوا ہے جہاں پانی کی کثرت ہے۔ جن مقامات پر پانی  
 کی قلت ہو وہاں بقدر کفایت پانی دیا جائے جن مقامات میں پانی کی نہر یا نالی قائم  
 نہیں ہے بلکہ مشکون اور گھڑوں سے پانی دیا جاتا ہے وہاں اس بات کی احتیاط کی جائے کہ

درخت کے گایے پر پانی نہ گرنے پائے اسلئے کہ گایے میں پانی گرانا درخت کیلئے نہایت مضر  
 رسان ہے۔ جس مقام پر موسم نہایت گرم ہے اور اسی کے ساتھ ذرائع آبپاشی کی قلت  
 ہے وہاں فلاحان تجربہ کار درخت خرما کے تھالوں کو دن میں اُسی کے ناقص پتوں سے  
 ڈھانک دیتے ہیں اور یہ طریقہ البتہ مفید ثابت ہوا ہے اسلئے کہ آبپاشی کا اثر دیر تک باقی  
 رہتا ہے جڑیں جلدی خشک نہیں ہونے پاتیں۔ مگر یہ عارضی سایہ غروب آفتاب کے بعد  
 باقی نہ رہنا چاہئے تاکہ درخت کی جڑوں کو تازہ ہوا اور روشنی پہنچ سکے۔ جن مہ خوں کو  
 بعض فلاحون نے عمیق سطح پر لگانا پسند کیا ہے اُنکی آب رسانی میں نہایت احتیاط درکار ہے  
 خصوصاً جب کہ پانی کی نہریا نالی روان ہو ایسا نہ ہو کہ وہ نشیبی مقام پانی سے بھر کر درخت  
 کے گایے کو غرق کر دے جس سے اُنکی نشوونما میں نقصان واقع ہو۔

ایک تجربہ کار فلاح کی رائے ہے کہ ہر ایک درخت خرما کی جڑ سے متصل ۲ فٹ کے عمق  
 میں ایک مٹی کا گھڑا جسکے پینڈے میں ایک باریک سوراخ ہو گاڑ دو اور اُسکے منہ پر مٹی  
 کا نل اسطرح پر قائم کرو کہ اُسکا ایک سر اگھڑے کے منہ کو ڈھانک لے اور دوسرا سر اسطرح  
 زمین کے اوپر رہے۔ اُس گھڑے اور اس نل کے اطراف کی زمین کو مٹی سے مضبوط کر دو  
 یہ ایک عمدہ مقام آب رسانی کا قائم ہو جائیگا جو خصوصاً گرمیوں میں بہت کام آئے گا۔  
 جن مقامات میں پانی کی قلت ہے اور آب رسانی مشکون یا گھڑوں سے ہوتی ہے وہاں  
 یہ طریقہ بہت مفید ثابت ہو گا۔ نل کے بالائی سرے سے پانی کا پہنچانا اور گھڑے کو  
 بھر دینا ایک ہفتہ کے لئے بالکل کافی ہو گا یعنی ایسا ایک گھڑا پانی کا بھرا ہوا ایک ہفتہ  
 تک درخت خرما کو پانی سے مستغنی رکھیگا۔ در حالیکہ آب رسانی کے معمولی طریقہ سے  
 گھڑا بھر پانی ایک درخت کیلئے گرمیوں میں کسی طرح کافی نہ ہو گا۔

بصرہ میں آب رسانی کا ایک خاص طریقہ ہے وہ خرما کے باغ میں درختوں کی دو صفوں کے درمیان ایک عمیق نالی مثل خندق کے قائم کرتے ہیں۔ موسم گرما میں اس نالی میں نہروں کے ذریعہ سے پانی دوڑاتے ہیں جس نالی سے دونوں جانب کے درخت سیراب ہو جاتے ہیں۔ فلاحان بصرہ کا خیال ہے کہ اس نالی سے یہ فائدہ ہے کہ ہر ایک درخت اپنی تشنگی کے مطابق اس سے پانی جذب کر لیتا ہے۔

ڈاکٹر بوٹاویا کی رائے ہے کہ درخت خرما کے تھالہ میں پانی دینے سے پہلے اسکی سطح کو نرم کر لینا چاہئے۔

جس مقام پر بارش کا اوسط ۱۰-۱۱ انچ سے زیادہ ہے وہاں موسم بارش میں درختان خرما کے تھالوں کو زمینی سطح کے برابر کر دینا چاہئے اور پندرہ دن میں ایک بار نئی درخت کو تولہ نمک ہر ایک درخت کے تھالہ میں ڈال دینا چاہئے۔ کانپور کے ایک فلاح کی رائے ہے کہ نمک کے عوض عموماً سی ریہہ جسکو اکثر دھوبی استعمال کرتے ہیں ہر ایک تھالہ میں ڈال دیا جائے تو فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

### (۴) مادہ خرما کے حل اور بار آوری کا بیان

زردخت کے اقسام اور مادہ کے ساتھ مناسبت

جنیوٹا کی رائے میں نخل یعنی زردخت کے اقسام پانچ ہیں۔ جو مادہ کے حل کیلئے بلحاظ اسکی نوعیت کے مناسب خیال کئے گئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ان پانچوں اقسام کا مادہ الامیاز فرق تجربہ کار فلاح سمجھ سکتا ہے۔ تین ان میں سے دراز قد ہوتے ہیں اور دو پست قد۔ یہ کام تجربہ کار فلاح کا ہے کہ وہ ان اقسام کے ساتھ مادہ درختوں کو خاص کر دیں۔ اسی تخصیص کی وجہ سے

بار آوری میں کامیابی حاصل ہوگی۔ اگر غیر مناسب زر سے نخلہ حاملہ کر دیجائے تو بعض اوقات وہ مرض شیخ میں مبتلا ہو جاتی ہے جسکی حقیقت کو ہم باب الامراض میں بیان کریں گے۔

مصنف فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ کجور کے چار اصلی اقسام یعنی صرقان - شہیز - طبرزد - برنی میں سے ہر ایک قسم میں دو قسم کے پیدا ہوتے ہیں ایک دراز قد اور دوسرا پستہ قد۔ پس اُن مادہ و خنوں کا محل جنکے پھل گول ہوں اُسی قسم کے ایسے زر سے اوتے ہے جسکا قد چھوٹا ہو۔ اسی طرح جن مادہ و خنوں کا پھل دراز ہوتا ہے اُن کا محل اُسی قسم کے قد اور زر سے مناسب ہو۔ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ اکثر اقسام کیلئے زمین میں جسوقت انہیں زروں سے نخلہ حاملہ ہوتی ہے تو اسکا پھل بہت عمدہ اور زیادہ قوی اور جلد پکنے والا اور کثیر المقدار ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کسی مادہ خرما کا پھل اکثر گول ہوتا ہے یا دراز یا کمر ہوتی ہے تو ضرور ہے کہ ایسے زر سے حاملہ کی جائے جسکا نام تمر قالی ہے۔ یہ درخت اکثر قد آور نہیں ہوتا بلکہ موٹا ہلکا اور نحوس ہونے میں بہ نسبت مادہ کے زیادہ ہوتا ہے اسکا تنہ نیچے سے اوپر تک ایک سا رہتا ہے اور اُسکے تنہ میں رونگٹے ہوتے ہیں جیسے کہ انسان کے جسم پر ہاں۔ جب اس قسم کا زرجوان ہو جائے تو اُس سے اُن مادہ و خنوں کو حاملہ کرنا چاہئے جنکے پھل گول ہوتے ہیں مثلاً جوز - طبرزد - برنی - شہیز - مثنیٰ - اور وہ درخت جسکا پھل دراز ہوتا ہے۔ مثلاً ہیروت - آرات - تکرآت - ان کو بلند قد زروں سے حاملہ کرنا چاہئے جسکا تنہ عموماً پتلا ہو۔

تجربہ کار فلاحوں کی رائے ہے کہ اگر زروں کے اقسام سے واقفیت حاصل نہ ہو کہ تو کم سے کم یہ کرنا چاہئے کہ ایک قسم کے مادہ درخت کی گٹھلیوں سے جو پودے پیدا ہوں



اُن میں سے چند عمدہ اور مضبوط نر منتخب اور محفوظ کر رکھنا چاہئے تاکہ آئندہ اُن مادہ درختوں کا محل جنسے ان تنجہ نرون کو برادری کا رشتہ ہے انہیں نرون سے ہوسکے۔ حاصل یہ ہے کہ جس قسم کی مادہ ہے اُسی قسم کا نر ہونا چاہئے اور دونوں کی عمر مساوی ہو۔ یا قریب قریب۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ کو اس سے اتفاق ہے وہ فرماتے ہیں کہ جن فلاحوں کو نرون کے اقسام پہچاننے میں ملکہ نہیں ہے اُنکے لئے اسی تدبیر میں آسانی ہے اسی سورانی کا قول ہے کہ مادہ کے محل کیلئے نر کے انتخاب میں جو بحث اہل فن نے کی ہے اُس سے یہ خیال نکر دو کہ اسکے سوا کوئی دوسرا چارہ نہیں ہے بلکہ یہ مارج اور مراتب جو تم کو سمجھائے گئے ہیں اُن سے ہماری غرض یہ ہے کہ تمہاری واقفیت اس فن میں مکمل ہو۔ اگر تم ان قواعد کے پابند ہو گے تو مادہ خرما کا بار کثرت سے حاصل کرو گے اور اُسی قسم کا پھل پاؤ گے جس قسم کی مادہ ہے جس سے تم کو فائدہ کثیر حاصل ہو گا۔ اگر ان ہدایات کے برخلاف تم نے کسی معمولی نر سے مادہ کو حاصل کر دیا جو مادہ کے لئے غیر مناسب اور غیر موضوع ہے تو ممکن ہے کہ پیداوار کم ہو اور اُن نے قسم کے پھل حاصل ہوں۔

نردختوں کی ضرورت فیصد مادہ کیلئے | فلاحان ملتان کی رائے ہے کہ جس باغ میں نر و مادہ کی کاشت ملی ہوئی مقصود ہو وہاں ہر چار مادہ درختوں کے درمیان ایک نردخت لگانا چاہئے۔ قدرتی طور پر محل قائم ہونے کیلئے یہ تعداد بہت کافی ہے لیکن جن ملکوں میں مصنوعی طریقہ کام میں لایا جاتا ہے وہاں سو مادہ میں دو نرون کا وجود بالکل کافی ہے۔ ممالک عرب و خلیج فارس میں صد مادہ درخت قسم وار جدا جدا ملکوں میں بڑے جاتے ہیں اور اُنکی مجموعی تعداد کے لحاظ سے مختلف اقسام کے نخل ایک جہا

مقام پر لگائے جاتے ہیں جسکے اقسام کی شناخت باغبانوں کو بخوبی حاصل ہے۔ بار آوری کے زمانہ میں وہ نہایت احتیاط اور سلیقہ سے ہر ایک حلقہ کے محل کے لئے اُسکے مناسب زر سے سفوف لیتے ہیں۔

مؤلف کہتا ہے کہ فیصدی دو کی تعداد جو اد پر بیان ہوئی وہ اُسی حالت میں کام دے سکتی ہے جبکہ سوماہہ درخت ایک ہی قسم کے ہوں اگر وہ مختلف اقسام پر شامل ہوں تو قسم وار تعداد کے لحاظ سے اقل اُسی قسم کا ایک زر درخت لگا رکھنا چاہئے بلکہ دو۔ تاکہ ایک کے منافع ہونے پر دوسرا کام دے سکے۔

**پھول کی حقیقت** | خرما کے ایک درخت میں زرمادہ کا پھول شامل نہیں ہوتا جیسا کہ اکثر اور سیوہ دار درختوں کا خاصہ ہے بلکہ زر درخت جدا ہوتا ہے اور مادہ درخت جدا۔ دونوں کے جوان ہونے پر پھول نکلتا ہے جسکو زبان عرب میں طلع کہتے ہیں اور یہی پہلی علامت جوانی کی ہے۔ اگرچہ زرمادہ کے پھول بظاہر ایک سے ہوتے ہیں لیکن فی حقیقت دونوں میں فرق ہے۔ زر کے پھول اپنے گچھے میں ایک دوسرے سے قریب قریب ہوتے ہیں۔ برخلاف طلع نخلہ کے جسکے اجزاء ایک دوسرے سے فاصلہ رکھتے ہیں۔ اور یہ قدرت کا کبیل ہے اس فصل سے یہ مقصد ہے کہ نخلہ کے پھول میں پھل لگتے ہیں اور پھولوں کے پھیلاؤ کیلئے مقامی وسعت درکار ہوتی ہے۔ مینوشاد کہتے ہیں کہ اگر طلع نخلہ کے اجزاء متفرق اور دور دور نہ ہوتے بلکہ یعنی خرما کی ابتدائی حالت بڑھنے نہ پاتی۔ زرمادہ کے پھول کا رنگ موم کا سا زردی اور سیدی مائل ہوتا ہے اور اُسکے اجزاء چھوٹے چھوٹے گیندوں کی شکل لئے ہوئے ہوتے ہیں۔ تجربہ کار فلاحون نے کہا ہے کہ ہر ایک نخلہ میں پھولوں کے بارہ گچھے نکل آتے ہیں اور انکی اکثر تعداد چالیس تک بھی دیکھی گئی ہے مادہ کے ہر ایک

بھول میں تین چھوٹے چھوٹے کالے بال قدرت نے پیدا کئے ہیں انہیں بالون کے زریو سے زرکاسفون مادہ کے بھول میں اتر کرتا ہے۔ نزدخت کے بھولون میں سفید رنگ کا سفوف ہوتا ہے جو ہواسے اڑتا ہوا نظر آتا ہے اور یہی جوہر ہے جس سے مادہ دخت کا بھول حل کو قبول کرتا ہے جس مقام پر نزدخت کثرت سے ہوں وہاں بعض وقت یہ سفوف اس کثرت سے اڑتا ہے کہ اس کے غبار میں دخت چمپ جاتے ہیں۔

فلاحان عرب کا قول ہے کہ تندست درخت کو جسکی کاشت تخم کے ذریعہ سے ہوئی ہو، سال میں شباب کا زمانہ آجاتا ہے اور بھول نکل آتے ہیں۔ مان کے سپیدیسے نکالے ہوئے بچے پانچویں سال جوان ہو جاتے ہیں۔ بھول آئینکا اصلی زمانہ موسم بہار ہے اور کہیں اس کے خلاف بھی پایا گیا ہے۔ ہر ایک ملک میں مقامی آب و ہوا اور موسم کے لحاظ سے بھول کا آغاز ہوتا ہے مثلاً عمان میں بھول کی ابتدا خردری کے چھینے میں دیکھی گئی ہے۔ باغبانان عرب کا قول ہے کہ جس درخت پر کم سنی میں بھول نکلا ہوا ہو اسکو بیمار سمجھنا چاہئے اور فوراً بھول کے ابتدائی آثار کو درخت سے جدا کر دینا چاہئے ورنہ درخت ضعیف اور ناتوان ہو کر تلف ہو جائیگا۔ اور ایسا درخت جو جوانی سے قبل بھول لایا ہوا اچھی طرح پر نہ پھلے گا۔

حل کا قدرتی بیان اور مصنوعی طریقہ | نزدخت کے بھولون کا سفوف جب تک مادہ دخت کے بھولون میں داخل نہ ہو تخلد بار آور نہیں ہو سکتی۔ قدرت نے اس کام کو ہوا اور شہد کی مکھیوں کے تغویض فرمایا ہے۔ اور مصنوعی طریقہ کی تعلیم انسانوں کو کی ہے جس باغ میں نزدخت مادہ درختوں کے ساتھ شامل ہیں یا جس باغ سے متصل اور کسی مقام پر نزدخت موجود ہیں وہاں ہوا اور شہد کی مکھیوں سے مادہ درخت کو بار آہدی میں مدد

ملتی ہے جس جگہ ایسا نہیں ہے بلکہ زرخشت کا سفوف کسی دور دست مقام سے لانا پڑتا ہے وہاں مصنوعی عمل کی احتیاج ہوتی ہے۔ فلاحان عرب کا قول ہے کہ مصنوعی عمل جب تک نہ کیا جائے وہ تخصیصات جو زراعت کیلئے اسی باب کی ابتداء میں بیان ہوئی ہیں قائم نہیں رہ سکتیں اسلئے کہ ہوا اور شہد کی مکھیاں خصوصیت اقسام کی پابند ہو نہیں سکتیں۔ پس اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ صرف ہوا اور شہد کی مکھیوں کی امداد سے جو زرخشت حاصل ہو سکے ان کا بار کسی خاص قسم سے مخصوص نہ ہوگا۔ ایسے باغات شاید ہی ہوں جنہیں ایک ہی قسم کے مادہ اور زرخشت ملے ہوئے ہوں اگر ایسا کوئی باغ ہے تو البتہ ہوا اور مکھیوں کی امداد سے اسی قسم کا پھل حاصل ہوگا جس قسم کے زرخشت میں لیکن جہاں مختلف قسم کے مادہ زرخشت اور زرخشت ملے ہوئے ہیں وہاں بعض زرخشتوں کو اسی قسم کے مادہ زرخشتوں سے مخصوص کرنا بجز انسانی عقل کے ہوا اور مکھیوں کا کام نہیں ہے اسی ضرورت سے عرب کے فلاحان نے مصنوعی عمل کا طریقہ ایجاد کیا ہے۔

(الف) شہد کی مکھیوں اور ہوا کی امداد کا جو تذکرہ ہم کر آئے ہیں اسکی حقیقت یہ ہے کہ جب ہوا میں زر کے پھولوں کا سفوف اڑا کر پھیل جاتا ہے تو مادہ کے پھولوں کی فطرتی کشش اس سفوف کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور وہ مادہ کے پھولوں میں جم کر ان کو حاصل کر دیتا ہے۔

موسم بہار یعنی گرمیوں کے آغاز میں جو وقت زرخشت خرا کے پھول کا وقت پہنچتا ہے تو اسی وقت شہد کی مکھیوں کی بچہ کشی کا زمانہ بھی آ جاتا ہے۔ اس پھول کا سفوف سفوف جسکا نام فارسی زبان میں زرگل ہے۔ اس کے بچوں کی اصلی غذا ہے جسکو وہ شہد کے ساتھ بچوں کو کھلاتی ہیں۔ اب وہ اسکی تلاش میں چکر لگاتی رہتی ہیں۔ ان مکھیوں

کی پھلی دو ٹانگوں میں خاص کر اسی ضرورت کی تکمیل کے لئے قدرت نے دو تھیلیاں پیدا کی ہیں جب یہ کھیاں نر درختوں کے پھولوں پر بیٹھتی اور ٹکراتی ہیں تو وہ سفوف اُن تھیلیوں میں جمع ہوتا چلا جاتا ہے بدنیو جہ کہ اسی زمانہ میں مادہ درختوں میں بھی پھول آتا ہے ان کھلیوں کا گزر مادہ درختوں کے پھولوں پر بھی ہوا کرتا ہے۔ اگرچہ مادہ درخت کے پھولوں میں سفوف نہیں ہوتا مگر اسکی ظاہری صورت نر درخت کے پھولوں سے ملتی جلتی رہنے کی وجہ سے بچاری کھیاں اس دھوکہ میں اُن پھولوں سے ٹکراتی ہیں کہ ان سے بھی سفوف حاصل کریں جہاں لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں یعنی اُنکے کیسوں سے سفوف کا ایک حصہ مادہ پھولوں کی قوت جاذبہ کی وجہ سے غل جاتا ہے۔ اور مادہ کے حل اور بار آوری کا سبب بن جاتا ہے۔

بعض محققین نے لکھا ہے کہ اود کیڑوں کے ذریعہ سے بھی یہی کام سرانجام پاتا ہے۔ جو نر مادہ کے پھولوں پر گشت لگاتے پھرتے ہیں۔ لیکن فلاحان حرب کو اُن سے اتفاق نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ ہوا اور شہد کی کھلیوں کے ہوا اور کسی پر دار کیڑے کا یہ کام نہیں ہے۔

ایک تجربہ کار فلاح نے اپنا تجربہ بیان کیا ہے کہ جس باغ میں نر درخت ہوں اور باغ کے اطراف بلند حصار ہو اور اُسکے مادہ درختوں کا حل دست کاری سے نہ ہوتا ہو اُس مقام پر مادہ درختوں کا قد سفوف کی خواہش میں زیادہ دراز ہوتا ہے وہ تازہ ہوا کے جو یا رہتے ہیں ادبیرونی مقامات سے سفوف کے جو ذرے ہوا میں اُڑتے ہیں اُن کو اپنی طرف کھینچتے دہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے باغات کے مادہ درختوں کا پھل اکثر متغیر اور شہرہ کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔ تجربہ کاروں کی رائے ہے کہ ایسے باغ کے درخت

مداری قد کی وجہ سے اکثر کم طاقت ہو جاتے ہیں اور انکی صحت میں فتور لاحق ہوتا ہے اور ایسے باغات میں جو درخت بار سے رکے ہیں۔ انکی نسبت یہ حکم نہ لگا دینا چاہئے کہ مرض حایل میں مبتلا ہیں بلکہ اول دست کاری سے انہیں مغوف پہونچانا چاہئے۔

(ب) مصنوعی دست کاری کو فلاحان عرب درخت کھجور کی شادی سے نام زد کرتے ہیں اور وہ اس کام میں بڑے مشاق ہیں اور اپنے عملی بھروسہ پر تلے ہوتے ہیں۔ ہوائی امداد یا کھلیوں کی پروا نہیں کرتے۔ بعض فلاحان عرب کا قول ہے کہ اس دست کاری کا عمل اسی فلاح کے ہاتھ سے زیادہ مسود ہے جو صاحب اولاد ہو جس کے ہاتھوں کی برکت سے نخلہ خوب بار آور ہوتی ہے۔

زرکا پھول ہو یا مادہ کا پتوں کے درمیان ایک موٹے غلاف میں منڈا ہوا ہوتا ہے۔ زرکے پھول کا غلاف انگلیوں سے دبایا جائے تو اس میں سے ایک عجیب اور سہانی آواز کی سرسراہٹ پیدا ہو جاتی ہے جیسے بعض ایرانی کپڑوں میں (جسکو دبیری کہتے ہیں) ہوتی ہے۔ پھول کے غلاف میں چاقو سے سوراخ کرنے سے ایک خاص قسم کی خوشبو اس سے پیدا ہوتی ہے اور یہ اس بات کی علامت سمجھی جاتی ہے کہ پھول تیار ہے جسکے بعد پھول کا گچھا درخت سے توڑ لیا جاتا ہے اور ایسے مقام پر جہاں تند ہوا کا گزر نہ ہو تقریباً ۲۴ گھنٹہ تک لٹکا دیا جاتا ہے۔ پھر اسکے بعد کام میں لانے کی قابلیت اس میں پیدا ہو جاتی ہے۔ مادہ کے پھولوں کا غلاف جب تک خود بخود پھٹ نہ جائے ان میں حاملہ ہونے کی صلاحیت پیدا نہیں ہوتی۔ تجربہ کار باغبانان عرب اسکے منتظر رہتے ہیں اور جب خشک ظاہر ہوتا ہے تو زرکے پھولوں کی دو تین دندیاں مادہ کے پھول کے گچھوں کے درمیان جا کر باندھ دیتے ہیں۔ جسکے بعد مہا کی جنبش سے مادہ کے پھولوں کی فطری کشش اپنا کام پورا

کرتی ہے اور نخلہ حاملہ ہو جاتی ہے۔ تجربہ کار فلاحون نے بعض اوقات میں مادہ دفتون کے ٹکڑوں میں مصنوعی شگاف بھی کیا ہے اور یہ صرف اُنکے ذاتی تجربہ کی بات ہے کہ اوکی پننگی پر اُنکو بھر دیا تھا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ نروخت کے پھول کو ۴۰ گھنٹہ سے زیادہ لٹکا ہوا نہ رکھنا چاہئے بلکہ اُسکو ایک ایسی محفوظ لوکری یا ظرف میں جبین ہتون کا صاف فرش ہو بچھا دینا چاہئے۔ ایسے فرش کیلئے کیلئے کے ہتون کو اور ہتون پر ترجیح ہے اسلئے کہ انہیں سفوف محفوظ رہتا ہے اور ضائع ہونے نہیں پاتا جس طرف میں پھول محفوظ رکھے جائیں اُنکے چاروں طرف بھی ہتون کا استر رکھا جائے اور کیلے کا ایک پتہ اوپر ڈھانگ دیا جائے جو سفید برادہ پھولوں سے گرتا ہے وہ بھی نخلہ کے پھولوں میں پہونچا یا جاسکتا ہے اس طرح پر کہ کسی نلی سے اُس سفوف کو مادہ کے پھول میں پھونک دینا کافی ہے۔ اس طریقہ سے نہ کا پھول ۸ ہفتہ تک محفوظ رہ کر کام دے سکتا ہے۔ خشک سفوف پر استعمال سے پہلے پانی چھڑکنا ضرور ہے۔ اسکے بعد چھ ہفتہ تک آب رسانی روک دینا ہے یعنی جبکہ پھل تیزی کے ساتھ ترقی نہ کرنے لگیں درخت کو پانی نہ دینا چاہئے اور اُسکے بعد ایک دفعہ سیرابی کے ساتھ پانی دینا چاہئے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ بار آوری کے زمانہ میں کسی سیوہ کے درخت کو آب پاشی کی کثرت مفید نہیں ہوتی۔

جب نہ کے سفوف سے محل قائم ہو جاتا ہے تو دس بارہ دن میں خرما کی ابتدائی شکل باریک باریک گولیوں کی شکل میں قائم ہو جاتی ہے۔ جسکا نام زبان عرب میں بلج ہے۔ اسوقت تجربہ کار باغبان پھلون کی قلت و کثرت پر نظر ڈالتے ہیں یعنی اگر بار کثرت سے ہے تو چند دنوں کو ہر ایک خوشہ کے درمیان سے گھٹا دیتے ہیں۔ اور اگر گھٹپوں کی تعداد بھی کثیر ہے تو چند گھنٹے درخت سے جدا کر لیتے ہیں اگر ایسا نہ کیا جائے

تو کثرت کی وجہ سے پھل کا قد چھوٹا ہوگا پرورش اچھی طرح پر نہونے پائیگی۔ پھل بد مزہ ہوئے  
درخت کو ضعف اور کمزوری کا شکوہ لاحق ہوگا اور آخر میں مرض حایل لاحق ہوگا جس سے  
بار آوری رک جائیگی۔ یا مرض دق سے درخت ضائع ہو جائیگا۔ بعض تجربہ کاروں کی رائے  
ہے کہ ہر ایک درخت کیلئے بارہ گچھون کی تعداد متوسط اور کافی ہے جسکے بار کو آسانی کے  
ساتھ درخت سنبھال سکتا ہے۔

بعض فلاحان ہند کا تجربہ ہے کہ اگر ماہ فروری میں پھول کا آغاز ہوتا ہے تو درخت  
کے حاملہ ہونے کے بعد ماہ جون یا جولائی میں قلع کا درجہ بستر سے بدل جاتا ہے۔ یعنی  
خرما کا قدرے بیر کے مساوی ہو جاتا ہے اور اسکا رنگ اسکی قسم کے اعتبار سے سُرخ  
یا زردی لئے ہوئے رہتا ہے۔ پھر ماہ اگست میں وہ پختہ ہو کر خرماسے تر یا رطب سی نام نہ  
ہو جاتا ہے۔

زر کا سفوف نہ لٹھیر کیا غل کرنا چاہئے | ڈاکٹر بوناویا کا تجربہ ہے کہ اگر مادہ خرما کو زر کا سفوف  
نہ لے اور وہ حاملہ ہو جائے تو اُس میں بے گٹھلی کے بذائقہ پھل لگتے ہیں جو صرف مویشیوں  
کے استعمال کے قابل سمجھے جاتے ہیں۔ مولف کو اس سے اتفاق نہیں ہے۔ مولف کی  
راے ہے کہ جب تک حمل کیلئے قدرتی عمل نہ ہوا کوئی مصنوعی تدبیر نہ کیجائے مادہ خرما بار آور  
نہیں ہو سکتی۔ جن صاحب نے اپنا تجربہ بیان فرمایا ہے اسکی حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے  
کہ مادہ خرما کے قرب میں زردخت کا وجود نہ ہونے کی وجہ سے باغبان نے کسی اور تدبیر  
سے اسکی تلافی کرنی چاہی اور اسی کا لازمی نتیجہ تھا کہ بے تخم کا بد مزہ پھل پیدا ہوا۔ صاحب  
فلاحۃ البطیخ کا قول میری رائے کا موافق ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ فرور موسمی کے رہنمود  
ایک فالج کا قول ہے کہ جب جھکو ایک کچور میں میں مادہ خرما پر طلع نظر آئے اور وہ ان زر



درخت کا وجود نہ تھا اور کسی اور ذریعہ سے بھی نخل کا سفوف پیدا نہ کر سکا تو انھیں درختوں کا لب اکھڑا جو رطوبت میں طلع کے قریب قریب تھا اور اُنکے مہین ٹکڑے کئے اور ہر ایک مادہ خرما کے طلع میں ایک ایک ٹکڑا پتوں سے باندھ دیا تو مادہ خرما حاملہ ہو گئی۔ مگر ہر ایک خوشہ میں دو یا تین پھل سے زیادہ نہ لگے اور اُن پھلوں میں گٹھنی نہ تھی۔ پھل نہایت شیریں ہتے جیسے کہ کم مضر پھل شیریں ہوتے ہیں۔ لائق مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے اُس فلاح سے کہا کہ تو نے اس قدر غلطی کی کہ لب النخل کے ٹکڑوں کے ساتھ انسانی میلہ یا اونٹ کی بینگیان شریک نہیں کیں۔

بعض فلاحان عرب نے اپنا د فووق ظاہر کیا ہے کہ انسانی منی سے نخلہ حاملہ ہو جاتی ہے اور خوب بار آور ہوتی ہے لیکن ایسا نسخہ مغرب اخلاق ہے۔

تو ثانی۔ نے ذکر کیا ہے کہ بریشہ فلاح نے کہا کہ اُس نے مادہ خرما کو درخت خنثی کے طلع کی ڈنڈیوں سے حاملہ کیا تھا بدنیوجہ کہ خنثی کے طلع میں سفوف نہ تھا اور نخل کا سفوف بھی موجود نہ تھا اُس نے آزمائشی طریقہ پر ڈنڈیوں سے کام لیا جہن اُسکو کامیابی ہوئی مادہ خرما کے طلع پر خنثی کی ڈنڈیوں کو باندھ دینے سے وہ حاملہ ہو گئی اور بار آور ہوئی اور پھل نہایت عمدہ تھا۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ اگر اتفاق سے نزدخت موجود نہ ہوں اور موجود ہونے پر کسی وجہ سے اُنکے پھول نہ نکلے ہوں اور مادہ درخت کے پھول تیار ہوں تو محض یہ امید کرنا کہ ہوا کے ذریعہ سے نزدخت کے پھولوں کا سفوف کسی دور دست مقام سے نخلہ کو بار آور کرے گا ایک مہیوم امید ہے۔ ایسی حالت میں تجربہ کاروں نے لکھا ہے کہ اگر انسان تندرت درخت خرما کا پھل کھائے اور اُسکے ساتھ اور چیز نہ کھائے تو ایسے انسان کا میلہ نخلہ کو حاملہ

کر سکتا ہے یعنی ایسے میلہ کو نخلہ کے پھولوں پر باندھ دینا چاہئے جس سے بہت زور کے ساتھ بار آوری ہوگی اس عمل میں ایک بہت بڑا نکتہ اُن نکات میں سے ہے کہ جو بعض اشیاء کے بعض میں عمل کرنے اور نفع پہنچانے کے متعلق ہیں لائق مصنف کا بیان ہے کہ مادہ خرما جب حمل کو عمدگی کے ساتھ قبول کرتی ہے تو اُسکا پھل بھی عمدہ اور کثرت سے ہوتا ہے۔

### (۵) اُن آفات کا علاج جو خرما پر پڑنا ملتی ہیں

تجربہ کار فلاحون نے اسکو نہایت دلچسپ طریقہ پر بیان کیا ہے کہ نخلہ کے تیار غمرہ پر جو حملے پڑنا اور چرند جانوروں سے ہوتے ہیں انکی حفاظت کیسی کچھ مشکل ہے۔ خرما کی حلاوت ایسی دلکش ہے کہ انسان تو انسان۔ جانور بھی اُسپر سو جان سے فدا ہیں اپنی جان کی پروا نہیں کرتے اور اُسکی لذت پر جان دینے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ جانوروں میں اسکے بڑے شائق بچہ میں جو خوشہ کے خوشہ طرفہ العین میں ہضم کر جاتے ہیں۔ اس کالی بلا کی روک بہت مشکل ہے۔ صرف ایک تدبیر روک کی کسی قدر موثر ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ درخت کے اطراف بلکہ تنہ پر کسی قدر بلند ہی تک جھانگر قائم کر دئے جائیں۔

پھر ٹڈیوں کا حملہ ہے بعض ممالک میں غمرہ کی تیاری کے زمانہ میں ٹڈی دل سے بہت بڑا نقصان پہنچتا ہے۔ وہ خرمائے ترکے لئے آتی ہیں مگر اسکے ساتھ پتوں کو بھی چٹ کر جاتی ہیں۔ یہ بلا سے بے درمان ہیں اور بڑے نڈر ڈاکو ہیں انکو نہ محافظین کا ڈر ہوتا ہے اور نہ کسی حایل کی پروا۔ اکثر انکا گردن میں ہوتا ہے اور کبھی کبھی چاندنی رات میں بھی۔ اس بلا کی آمد سے شب میں واقع ہونا بھی مشکل ہے اور اگر خبر داری میں ذرا بھی غفلت ہوئی تو نمون میں سارے درختوں کا ستیا ناس کر دیتی ہیں۔ فلاحان عرب انکے ڈیسے ہر ایک درخت

کے پاس خرا کی سوکھی ہوی شاخون اور پتوں کا ایک ڈھیر قائم کر رکھتے ہیں اور انکی آمد کے آثار پا کر اُسکو جلا دیتے ہیں۔ رات اور دن دونوں میں دھوئی انکو روکتی ہے۔ بعض کا تجربہ ہے کہ ریتی کی مارا پیر بہت موثر ہے مگر اُسکے صدر سے کسی قدر پھل بھی بھر جلتے ہیں مختلف مقامات پر چھنڈیوں کا لانا اور ہلے دھولے سے غل چھانا بھی مفید ثابت ہوا ہے۔ یورپ کے ایک محقق کی رائے ہے کہ اگر ہزار درختوں کے حلقہ میں مٹی دل اتر چکا ہو اور اُسکو اُٹا دینے کیلئے کافی تعداد میں لوگ نہ ہوں تو صرف دو چار مقامات پر بدل بدل کر چھنڈیوں کی حرکت اور ریتی کی مار سے اُٹانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ انکا ہر فرد تیر پوازی میں متناہیں ہوتا بلکہ انکی جماعت کی مجموعی قوت ایک دوسرے کو اُڑا لیجانے میں مدد کرتی ہے وہ اپنے اس نقص سے خوب واقف ہیں جب یہ ایک مقام پر چھنڈیوں کو اُڑاتے ہوئے دیکھتی ہیں تو بہت سے ایسے درختوں سے بھی اُڑ جاتی ہیں جنکے پاس کوئی سامان اُنکے دغیہ کا نہیں ہے۔ یہ خوب سمجھتی ہیں کہ اگر ہم اُن اُڑتی ہوی مٹیوں کا ساتھ نہ یگی تو پھر جانہ سکیں گی۔ غرض مختلف مقامات پر اس تدبیر کو کام میں لانا مفید ثابت ہوا ہے۔

مٹیوں کے سوا اور مختلف قسم کے پرند جانور اور سب سے ضعیف کیڑے مکوڑے اور چیونٹیاں بھی حملے سے باز نہیں آتیں۔ طیلج فارس میں اسکی حفاظت کا یہ طریقہ ہے کہ ہر ایک درخت کے خوشون کو ٹاٹ اور بور یوں یا سبز پتوں میں چھپا دیتے ہیں اور حقے الامکان بچانے کی کوشش کرتے ہیں اور بعض مقامات پر وقت سے پہلے ثمرہ درخت سے اُتار لیا جاتا ہے۔

یہ سب وہ تدابیر ہیں جنکا تجربہ ہوا ہے۔ ہر ایک فلاح کو اپنی فراست سے کام لینا چاہئے اور حیط بن پرے ان بلاؤں کے دغیہ میں کوشش کرنی چاہئے۔ جن ملکوں میں خروٹ

کی کثرت ہے اور وافر ثمرہ ہاتھ آتا ہے وہاں تو کسی قدر بے پروائی بھی جائز ہو سکتی ہے لیکن ہندوستان کے لئے ذرا سی غفلت بھی جائز نہیں ہے۔ کی کرائی محنت کو انکی نذر کر دینا کسی طرح قابل برداشت نہیں ہو سکتا۔ پس کاشتکاروں اور باغبانوں اور مالکین باغات کو ہمہ تن اس طرف متوجہ رہنا چاہئے اور جسطرح بن پڑے ثمرہ کی حفاظت میں سعی و محنت سے کام لینا چاہئے۔ دکن کے ایک زمیندار اس رام کہانی کو سن کر کہنے لگے کہ بھائی ہماری محنت میں ان جانوروں کا بھی ایک حصہ ہے ہم لاکھ تدبیریں کر رہے ہیں کہ وہ ہم سے زیادہ ہوشیار ہیں اپنے حصہ کو بہر حال لیجاتے ہیں۔ مولف کا خیال ہے کہ سیدھی کے درختوں اور سندوں پر غالباً آپکا خیال راجع ہے اگر آپ خرما سے ترکی حلاوت سے واقف ہوتے جیسا کہ جانور واقف ہیں تو ایک منٹ کیلئے بھی ایسی ہمدردی انکے ساتھ نہ فرمائے سستی اور کاہلی بھی بعض اوقات ضرورت سے زیادہ انسان کو حمل بنا دیتی ہے۔ افسوس ہے کہ کاشتکاروں میں آجکل وقت پسندی اور بارکشی کا جو ہر بالکل باقی نہیں رہا ہے انکا فرض ہے کہ اپنی محنت کے ثمرہ کو حقے الامکان بچانے کی فکر کریں اور پھر خدا پر بھروسہ کریں۔

بھٹکے نیست کہ آسان نشود      مرد باید کہ ہر آسان نشود

### (۶) درخت خرما کی بیماریاں اور ان کا علاج

فلاحان عرب کی رائے میں درخت خرما ایک صحیح المزاج درخت ہے جسکی طبیعت کی قوت بیماریوں کو بہت کم قبول کرتی ہے لیکن تاہم جو بیماریاں اس درخت کو لاحق ہوتی ہیں انکو فن فلاحیت کے حکیموں نے ۳ قسم پر منقسم کیا ہے۔

(۱) وہ امراض جو خاص درخت خرما میں پائے جاتے ہیں۔

- (۲) وہ امراض جو درخت خرما اور نیز دوسرے اقسام درختوں کو عارض ہوتے ہیں۔  
 (۳) وہ امراض جن جو مثل انسان کے درخت خرما کو لاحق ہوتے ہیں یعنی انسان اور درخت خرما دونوں انہیں شریک ہیں۔

مصنف فلاحۃ النبطیہ نے فرمایا ہے کہ قسم نمبر ۳ کا علاج انسانی امراض کے معالج سے بر خلاف ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان کا بدن اور حیوانات کے سوا درخت خرما سے بہت زیادہ لطیف ہے۔ درخت خرما اپنے علاج کو دیر میں قبول کرتا ہے اسی وجہ سے بار بار علاج کا محتاج ہوتا ہے زیادہ زمانہ میں علاج کا کچھ کچھ اثر ظاہر ہونے لگتا ہے۔ بعض وقت ایسا دیکھا گیا ہے کہ دس مرتبہ علاج کرنے پر بیماری زائل ہوئی۔ لائق مصنف نے لکھا ہے کہ درخت کی طبیعت میں سردی اور قوت اور زمینی اجزاء بہ نسبت حیوانات کے زیادہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پے در پے علاج کرنے پر وہ متاثر ہوتا ہے پس ضرور ہے کہ صبر کے ساتھ علاج جاری رکھا جائے تاکہ اجزاء ارضیہ اور برودت پر علاج موثر ہو۔ ذرا نایا ایک بڑا فاضل گزرا ہے جو اپنے فضل کی شہرت سے سید البشر کہلاتا تھا اسکا قول ہے کہ درخت خرما کے امراض کی کوئی حد نہیں ہے وہ کہتا ہے کہ کھجور کو اخت آدم اسلئے بھی کہا کہ اسکے اکثر امراض مثل انسانی امراض کے ہیں اور انکے اسباب عوارض حیوانی سے مشابہت رکھتے ہیں مثلاً کم قوتی بھی ایک مرض ہے اور قوت کا زیادہ ہونا بھی۔ اسی طرح بڑا پا۔ خارش۔

یرقان۔ دق۔ سل۔ جذام۔ یہ سب درخت خرما کو لاحق ہوتے ہیں بعض حالات میں درخت خرما کی ہلاکت کا نام مرگ مغافات بھی ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ اگر ہم ہر ایک مرض کی تشخیص اور علاج اور حفظ و مقدم کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہیں تو بنفسہ ایک کتاب ہو جائیگی۔ لہذا چند امراض کے بیان پر ہم قناعت کرتے ہیں۔ ہمارا یہ بیان تجربہ کار

فلاحون کے لئے کافی ہوگا۔ وہ اسکے ملاحظہ سے اصول تشخیص اور اصول علاج کو سمجھ جائیگے۔ ہر ایک مرض کی تشخیص مقدم ہے اور جب تشخیص مرض میں اسباب مرض معلوم ہو چکیں تو پھر ان اسباب کو دفع کرنا آسان ہے اور اسی کا نام علاج ہے اور ان اسباب کے پیدا نہ ہونے کیلئے جو احتیاط کیجاتی ہے اُسی کو حفظ مانقدم کہتے ہیں۔ درخت خزا کی بیماریوں کے دو بڑے اصول ہیں۔ ایک بار آدري کارک جانا اور دوسرا پھل میں تغیر پیدا ہونا۔ حکمانے دوسرے اصول کی بھی دو قسمیں کی ہیں۔ ایک کمی مقدار میں اور دوسرا تغیر کیفیت میں۔ پس جب کہ ان میں سے کوئی ایک بات ظاہر ہو تو نکلو جاننا چاہئے کہ یہاں کوئی مرض غرض ہے جس نے درخت میں یہ اثر پیدا کیا ہے۔ اب نکلو چاہئے کہ علامات سے سبب کی تلاش کرو۔ اور غور کے ساتھ دیکھو کہ اُسکی بار آدري کارک جانا یا اُسکا ستغیر ہونا۔ آیا سرسبزی کی زیادتی کی وجہ سے ہے یا ضعف کی وجہ سے۔

(۱) زیادتی قوت کا مرض | سرسبزی کی زیادتی سے مراد درخت کی چوٹی کا بڑا ہو جانا یا پھول جانا اور اُسکی شاخوں اور جڑوں کی کثرت اور موٹا پا ہے۔ ایسی حالت میں جب تم اُسکی کسی شاخ کو توڑو گے تو ٹوٹنے کے مقام سے پانی بہیگا اور سرسبزی کی کثرت مائل بہ سیاہی ہو جائیگی۔ اور جب تم اُسکی شاخوں اور جڑوں میں کسی آلہ سے زخم لگاؤ گے تو اُس سے ریزش بہے گی۔ ان علامات سے تم جان لو گے کہ درخت کو زیادتی قوت کا مرض ہے۔ صفریث نے اس مرض کی تشخیص میں اپنا تجربہ بھی بیان کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب تم جڑوں کے اطراف کی مٹی کھود کر دیکھو گے تو نکلو معلوم ہوگا کہ جڑیں صرف پھولی ہی نہیں ہیں بلکہ انہیں کثرت سے شاخیں بھی نکلی ہیں اور ان شاخوں سے خود بخود رطوبت بہہ رہی ہے۔ اور انکا رنگ مائل بہ سفیدی ہو گیا ہے۔ یہ علامتیں البتہ سیر علی الفہم ہیں۔ پس اُسکا علاج اُسکی

اضداد سے کرو تاکہ مرض زائل ہو جائے۔ تم سمجھ سکتے ہو کہ اضرار سے ہمارا کیا مطلب ہے۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ درخت کی آب رسانی بند کر دو تاکہ وہ پیاسا ہو جائے اور آدمی کا بہت سا میلہ باریک مٹی سے ملا ہوا اسکی جڑوں میں ڈالو اور بعض جڑوں کو قطع کر دو جب تم یہ عمل کر لو تو پھر اسکو اسکے حال پر چھوڑ دو تاکہ تمہارا عمل اس میں اثر کرے۔ پھر اسکی جڑ کے اطراف میں خندق کی طرح ایک گز کے فاصلہ سے گڑا کھودو جسکی گہرائی دھوپ کی مقدار پر ہونی چاہیے یعنی اگر زیادہ دھوپ پہونچا نامقصود ہو تو خندق کو زیادہ عمیق بناؤ۔ والا کم۔ اور پھر اس خندق میں آگ جلاؤ۔ اگر آگ کا ایندھن خرما کی بے کار شاخوں اور جڑوں سے مل سکے۔ تو زیادہ مناسب ہوگا۔ یہ آگ کس قدر عرصہ تک جلائی جائے اور کس قدر حرارت درخت کو پہونچائی جائے یہ تمہاری عقل و تمیز پر منحصر ہے۔ جب تم یہ عمل کر چکو تو آگ کو اسی جگہ چھوڑ دو۔ جب وہ بجھ کر راکھ رہ جائے تو ایک علاحدہ گڑھے میں اس راکھ کو بھر دو اور خندق کو صاف کر دو۔ اور کدال سے اچھی طرح پر اس مٹی کو خندق سے نکال لو جو راکھ کے ساتھ جل گئی ہے۔ پھر اس مٹی کو بھی اس محفوظ راکھ سے ملا لو اور اس مجموعہ کو جو درخت ایک عمدہ کھاد ہے بیمار درخت کی جڑوں کے اطراف کھود کر ڈال دو اور پھر خندق کو نئی مٹی سے سطح زمین کے برابر کر دو۔ اس علاج کے اختتام پر بیمار درخت میں آب رسانی کرو۔ یہ ایک ایسا مجرب علاج ہے کہ اکثر ایک ہی دفعہ میں موثر ثابت ہوا ہے پھر تم انالہ مرض کے آثار پاؤ گے اور بیماری کی علامات متغیر ہو جائیں گی۔ اگر تمکو معلوم ہو کہ بیماری دفع نہیں ہوئی تو تحمل کے ساتھ اسی علاج کو دہراؤ۔ کبھی سننے اس علاج کو تین دفعہ بھی کیا ہے۔ مگر بہت کم ایسا اتفاق ہوا ہے۔

(۲) دُبلے پن کا مرض | دُبلے پن کا مرض نمبر ۱، کا ضد ہے جس سے بار آور مری رگ جاتی ہے

اور یہ اکثر ادہ خرم کو مارض ہوتا ہے۔ اسکی ظاہری علامت کو تم فوراً معلوم کر سکتے ہو کہ وہ بدرو ادہ بد حیثیت ہو رہی ہے اور اسکے بعض اجزاء زرد ہو رہے ہیں اور اسکا بھانہ یعنی شحم النفل جس سے مغزیانہ درخت مراد ہے کم اور زرد ہو چلا ہے۔ شاخون کو کلٹنے یا زخم لگانے سے رطوبت کا نام و نشان نہیں معلوم ہوتا۔ جڑوں میں خشکی۔ جڑوں کی رطوبت معدوم نظر آتی ہے۔ درخت کی شاخیں خشکی کی وجہ سے ایسی ٹوٹی ہیں جیسے خشک لکڑی۔ یہ کل طامین مرض دق کی ہیں اسی کو مرض ریل بھی کہتے ہیں۔ یہ تو علامات مرض ہیں۔ جبکو ہم نے اوپر بیان کیا۔ اب ہلکوا اسکا سبب معلوم کرنا ہے اسلئے کہ یہ مرض مختلف اسباب سے عارض ہو کر رہتا ہے۔ (۱) دیر تک درخت کو پانی نہ دینے سے (۲) عشن سے۔ (۳) گرمی اور سردی کی شدت سے۔ (۴) اسوجہ سے کہ جڑ میں کسی پتھر پر پہونچ گئی ہیں۔ جبیں نفوذ نہیں کر سکتیں۔ (۵) طبعی اختلاف سے۔ اختلاف اسباب خود کہ رہا ہے کہ ہر ایک سبب کا علاج مختلف طریقوں سے کیا جانا چاہئے۔ بعض اسباب کی وجہ سے صاحب فلاحہ النبلیہ مرض کا نام بدل دیا ہے مثلاً عشن کا سبب۔ اگرچہ یہ بھی اسی مرض کا طماتی کا ایک سبب ہے۔ لیکن اسکا حکمانے مرض عشن نام رکھا ہے اور اسکا مستقل بیان آئندہ ہوگا۔ انشاء اللہ۔ اسی طرح اگر طبعی اختلاف سے مرض مارض ہوا ہے تو اسکا نام مرض دق ہے اسکو بھی حکمانے ایک مستقل مرض قرار دیا ہے جسکا مستقل بیان آگے ہوتا ہے۔ اب رہ گئے اسباب نمبر (۱) و (۲) و (۳) اسکا علاج خود آپ اپنی عقل سے تجویز کر سکتے ہیں۔ یعنی آب رسالی میں خاص اہتمام کرنا سبب نمبر (۱) کو دفع کر دینا اور سبب نمبر (۲) کیلئے گرمی کا بدل سردی سے اور سردی کا بدل گرمی سے ہو سکتا ہے۔ سبب نمبر (۳) کو دفع کرنے کے لئے نفل مقام یا حایل چیز کو دفع کر دینا خود اسکا علاج ہے۔ جس طریقہ میں تمکو آسانی نظر آئے اسپر عمل کرو۔



(۳) دق کا مرض | اب رادق کا مرض جسکی حقیقت تم کو معلوم ہو چکی ہے۔ اسکی تشخیص میں نزاکت سے کام لینا چاہئے۔ دق بالکسر عربی زبان میں باریک اور ریزہ کو کہتے ہیں بزرگوں کہ تپ دق کے آثار اور علامات ظاہر بہت نازک ہوتی ہیں جو نہایت دقت کے ساتھ سمجھ میں آتی ہیں۔ عربوں نے اس مرض کا نام دق رکھا۔ یعنی جب تم کو اسباب نمبر ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ سے کوئی سبب دریافت نہ ہو سمجھ لینا چاہئے کہ طبعی اختلاف اسکا سبب ہے۔ اور یہ تشخیص معمولی فلاحوں کا کام نہیں ہے بلکہ نہایت تجربہ کار اور مصفر فلاح اول نظر میں اسکو پا لیتے ہیں اور جو تشخیص میں غلطی کرتے ہیں وہ عرصہ تک مختلف علامات میں مبتلا رہتے ہیں الحال جب معلوم ہو جائے کہ مرض دق عارض ہے جسکو بعض نے مرض سل بھی کہا ہے تو اسکا علاج ٹھنڈے پانی سے کرنا چاہئے اس طرح پر کہ آفتاب غروب ہونے کے دو یا تین یا چار گھنٹوں کے بعد درخت کو پانی دیا جائے تاکہ اسکو ہوا لگے اور ٹھنڈا کر دے۔ اس مرض کے لاحق ہونے کے بعد انسانی میلے کی کھاد بہرگز دنیا چاہئے۔ بعض تجربہ کار فلاحوں کی یہ رائے ہے کہ انسانی میلے کی حدت سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔ پھر کدو اور سپستان۔ نرم ترکاری کے پتے شکھائے جائیں اور انکے ہم وزن گائے کا گوشت برائین ملایا جائے اور اس مجموعہ کو درخت کی جڑوں میں بھور کھا دیا جائے اور جڑوں کی مٹی نرم کیجائے اس محل سے بیماری ختم کے بدن میں بروقت پہنچے گی۔ اگر یہ علاج نفل خریف میں واقع ہو تو ازالہ مرض کے لئے زیادہ ناغ ہوگا۔ بعض تجربہ کاروں کی رائے ہے کہ کدو اور ترکاری اور سپستان کو کسی قدر شکھا کر اسپنول کا لعاب انہیں ملایا جائے اور بیماری درخت کے اطراف گڑھا کھود کر اسکی جڑوں میں پانی پہونچایا جائے تو فائدہ بخشنے گا۔ اور اگر گائے کے گوبر میں مٹی ملا کر اسکی کھاد دیا جائے تو ازالہ مرض کے لئے ناغ ہوگی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ بہت ٹھنڈا پانی بیمار درخت کی شاخوں

اور جڑوں اور اوپر کے حصہ پر چھڑکنے سے مرض زائل ہو جاتا ہے۔ تو خامی مشہور حکیم نے صرف کدو اور ترکاری کے عرق کو لب یعنی گاہہ میں ٹپکانا مفید بیان کیا ہے پھر جب تم دیکھو کہ دُبلاپن جاتا رہا اور بیمار درخت سرسبز ہونے لگا تو معلوم کرو کہ علاج مفید ہوا۔ اگر دیر تک سرسبزی کے آثار نظر نہ آئیں تو اسی علاج کو تحمل کے ساتھ جاری رکھنا چاہئے صغریٰ نے نہایت دق و ثوق کے ساتھ کہا ہے کہ ایسے مریض درخت کے اطراف میں کدو اور سویا اور مرطوب درخت ترکاریوں وغیرہ کے بُوئے جائیں تو انکی نازک جڑیں بیمار کی جڑوں کو عجیب فائدہ پہونچاتی ہیں۔ صاحب خلاصۃ النبطیہ کی رائے ہے کہ یہ علاج جوان یا ادھیر درخت کی بیماری دق کو زائل کر دیتا ہے۔ لیکن بوڑھا درخت بہت کم شفا پاتا ہے اسلئے کہ ضعیفی خود ایک مرض ہے۔ ایسے صعب امراض کا تحمل عالم ضعیفی میں مشکل ہے پس بہتر علاج وہی ہے جسکو ہم بڈھے درخت کو جوان بنانے کے عنوان سے مصنوعات کے ذیل میں بیان کر آئے ہیں یا وہ تدبیر کام میں لاؤ جس کو ہم مرض نمبر (۴۲) پر بیان کرینگے۔

(۴۲) ضعیفی کا مرض | فلاحان عرب نے کہا ہے کہ ضعیفی ام الامراض ہے درخت خرما کو ضعیفی میں جو مرض لاحق ہوتا ہے وہ دیر تک زائل نہیں ہوتا۔ معالجہ کی تدابیر بہت کم اثر کرتی ہیں۔ بعض صعب بیماریوں میں ضعیفی مرض لاحقہ کا ساتھ دیتی ہے اور آخر میں ہلاکت واقع ہو جاتی ہے۔ یہ بات کچھ نباتات ہی پر موقوف نہیں ہے۔ حیوانات میں بھی یہی آفت ہے۔ پیری و صعب کے یہی معنی ہیں۔ خصوصاً دق کا مرض جس درخت خرما کو عالم ضعیفی میں لاحق ہوتا ہے اُسکا علاج دفع اسباب کے برخلاف ہونا چاہئے۔ یعنی دفع سبب کے درپے ہونا تحصیل حاصل ہے بلکہ وہ علاج کرو جس سے بڈھا جوان بن جاتا ہے۔ بڈھے کو جوان بنانے یا مرض ضعیفی کو دفع کرنے کا دعوے بادی النظر میں بالکل باطل معلوم ہوتا ہے اور

بلاشبک انسان یا دیگر حیوانات میں یہ تدبیر غلط ہے لیکن نخل خرما کیلئے اس میں کامیابی ہوئی ہے جب تم دیکھو کہ کسی تندرست درخت کو صرف ضعیفی کا مرض ہے یا وہ ضعیفی میں کسی اور مرض میں مبتلا ہو گیا ہے جس سے جانبری دشوار نظر آتی ہے تو لبّ درخت یعنی اُسکے گاجے کے اطراف میں اچھی طرح پر ضرب لگاؤ تاکہ گاجے کا دھلا ہوا جاسے اور پھر دو گز لکڑی اُٹھیں اُتارو اور اُسپر آگ رکھو پھر اُسکے خلا میں مٹی بھر دو اور روزانہ اُس مٹی میں آبرسانی کا عمل جاری رکھو۔ تھوڑی مدت میں اُن شاخوں کے انتہائی درجہ پر جو گاجے سے متصل ہیں جڑیں نخل اُٹینگیں۔ جب تکو جڑوں کے آغاز پر اطمینان ہو جائے تو ہر ایک شاخ کو چھین جڑیں پیدا ہو چکی ہوں کچھ نیچے سے قطع کرتے جاؤ اور مقطوعہ شاخ درخت ہی کے پاس زمین میں گاڑتے جاؤ۔ اس طرح کہ وہ نکلی ہوئی جڑیں زمین میں چھپ جائیں اور برابر پانی پہنچا کر جب جڑیں ترقی کر جائیں گی تو ہر ایک شاخ ایک مستقل درخت کا حکم رکھے گی۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ اسے قسم کے مادہ درختوں کو جبکا بدل دشواری کے ساتھ ہی نہیں مل سکتا جب ضعیفی لاحق ہوتی ہے تو یہ تدبیر کیجاتی ہے جس سے اُس درخت کی ہر ایک شاخ ایک مستقل درخت بنجاتی ہے اور ہر کو عمدہ درخت کے کھونے کا افسوس نہیں رہتا۔

(۵) مرض عشق۔ | عشق بالکسر زبان عربی میں حُسنِ دوست پر متعجب اور محو ہونا اور دوستی حد سے زیادہ بڑھ جانا۔

جب نخل کو تپ دق کا مرض ہو جیسا کہ انسان کو عارض ہوتی ہے تو اسکی بار آوری رک جاتی ہے اور اُسکے مغز اور شاخوں اور پتوں میں نقصان نظر آتا ہے۔ یہ بیماری اکثر چھل دیتے ہوئے درخت کو لاحق ہوتی ہے۔ عرب کے ایک مشہور فلاح ذوقانیا کی رائے ہے کہ

یہ بیماری اگرچہ نادر الوجود ہے مگر مہلک ماضون میں اسکا شمار ہے۔ وہ کتاب کے جسطح انسان میں اس مرض کا سبب اور اسباب میں سے ایک محبت ہے اسی طرح نخلہ میں بھی مقابل درخت کی محبت کیوجہ سے یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے بعض درخت خرم کے بعض کو دوت رکھتے ہیں لیکن وہ اسباب جنکی وجہ سے آدمیوں میں محبت پیدا ہوتی ہے یہاں نہیں ہوتے اور اس امر کی پہچان خرم کے درختوں میں ایک یہ ہے کہ اگنے کے مقام پر ایک سید ہے خطا میں دو درخت کا ہونا اور دوسرے کے قد کی برابری۔ اور ظاہر ہے کہ قد کی برابری اکثر عمر کی مساوات پر دلالت کرتی ہے پس جب کہ یہ مرض لاحق ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ بیمار درخت عاشق ہے اور ظاہری علامت یہ ہے کہ بیمار درخت کا جھنڈ مشوق کی جانب جھکا ہوتا ہے۔ اگرچہ مشوق کا میلان بھی عاشق کی جانب ہوتا ہے مگر مہموم سا۔ مینو ثا د نے کہا ہے کہ تشخیص مرض میں جو علامت عاشقہ کی چوٹی مشوقہ کی طرف جھک جانے کی بیان ہوئی ہے وہ بعض وقت کسی دوسرے سبب سے بھی پائی گئی ہے۔ علی ہذا دوا پین اور کاسکی اور یہ علامت اضطراب یا کراہت کی ہے یا محبت کی جب پھل دینے والے درخت خرم کی جانب کوئی عمارت قائم ہو جاتی ہے جسکی بلندی درخت کے قد سے زیادہ ہے یا درخت کے قریب یا فاصلہ پر بجلی گرتی ہے تو مادہ خرم میں ایک خاص قسم کا اضطراب پیدا ہو جاتا ہے جس سے بسا اوقات وہ مر جاتی ہے یا گھبرا کر اپنی چوٹی دوسری طرف جھکا دیتی ہے۔ پس جب تم دیکھو کہ مادہ خرم نے اپنی چوٹی کو جھکا دیا ہے تو سب سے پہلے ان دوسرے اسباب پر بھی غور کرو۔ جنکو ہم بیان کر چکے ہیں اگر یہ اسباب نہ پائے جائیں تو تم یقین کر لو کہ مرض عشق لاحق ہوا ہے۔ جو مادہ تازہ اور شا داب اور شکیل اسکے اطراف میں ہے جسکا بہت کم میلان عاشق بیمار کی طرف ہے اسی کو مشوقہ خیال کرنا چاہئے۔

بہترین علاج اسکا یہ ہے کہ عاشق بیمار کو معشوق کے ساتھ ملایا جائے خواہ معشوق پھلدار مادہ خرمایا ہو یا نہ۔ بہر حال معشوقہ کے پھول لیکر عاشقہ کے پھولوں میں رکھ دینی چاہئیں اگر معشوقہ کے پھول نہ نکلے ہوں تو اسکی کوئی شاخ جڑے کاٹی جائے اور عاشقہ کے اوپر لٹکا دیا جائے۔ بعض وقت جب کہ عاشقہ کی حالت زیادہ ردی ہوتی ہے تو معشوقہ کی ہم نشین عاشقہ کے چار جانب لٹکائی جاتی ہیں اور بعض اوقات معشوقہ کا پوست اتار کر عاشقہ پر بندھ دیا جاتا ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ سب سے بہتر علاج اس مرض کا یہ ہے کہ ایک بانس لیا جائے اور اسکا ایک سر عاشقہ کی جڑ میں قائم کیا جائے اور دوسرا سر معشوقہ کی جڑ میں۔ اگر دونوں میں فاصلہ زیادہ ہے تو ایک رسی سے یہ کام لیا جائے یعنی ایک ہی رسی دونوں کے تنہ میں باندھ دیا جائے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ نا تجربہ کار فلاح اس مرض کی تشخیص میں غفلت کرتے ہیں اور رفتہ رفتہ عاشقہ کا دُبلاپن بڑھتا جاتا ہے اور اسکا نتیجہ ہلاکت ہے۔ تجربہ کار فلاحوں کا خیال ہے کہ اس مرض کی تشخیص میں کامیاب ہونا معمولی فلاحوں کا کام نہیں ہے بلکہ صرف تجربہ کار شیوخ اپنے پُرانے تجربہ کے ذریعہ سے اسکی علامات سے خبردار ہوتے ہیں اور فوری علاج میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ دُبلاپن تو اور امراض میں بھی ہوا کرتا ہے مگر اس مرض کے دُبلے پن کو مجموعی علامات اور آثار سے پہچان لینا سمجھ دار فلاح کا کام ہے۔ ابن غیلان ایک شخص گزرا ہے جو فلاح تخیل کا کامل ماہر تسلیم کیا گیا ہے اُس نے اپنی ایک تصنیف میں لکھا ہے کہ مرض عشق کے علاج میں ایک کتل گہنی نباوٹ اور موٹے سوت کا لیا جائے۔ یہ کتل جب قدر عمدہ ہوگا اُسی قدر مرض کو دفع کرنے میں مفید ثابت ہوگا پس اس کتل کو معشوقہ کے اطراف میں خواہ وہ نرم ہو یا مادہ ۲۴ گھنٹہ تک لپٹا ہوا رکھو پھر اُسے اُتار کر اتنی ہی دیر تک عاشقہ پر

لیٹیو۔ اسی طرح ۲۳ بار یہ عمل کرنا چاہئے جس سے بیمار درخت کو کامل صحت حاصل ہو جائیگی بشرطیکہ وہ مرض عشق ہی سے بیمار ہو اور یہ عمل تنخیں کی غلطی میں بھی کسی طرح مفید نہ ہوگا۔ اسی نے کہا ہے کہ مشوقہ کی جرّ میں جو پانی ٹھہرا ہوا اسکو لیکر بیمار عاشقہ پر چھڑکنا بھی مفید ہوتا ہے۔ مصنف فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ یہ تدابیر دفع مرض کیلئے بہت مفید ثابت ہوئی ہیں۔ لیکن مشوقہ کے پھول کے ذریعہ سے جو علاج بتلایا گیا ہے وہ سب علاجون سے زیادہ موثر اور بہتر ہے علیٰ ہذا مشوقہ کے پتون کو ٹپ کر بیمار درخت میں دو تین جگہ پر بازہ دینا یا مشوقہ کی کچھ ڈالیان لیکر عاشقہ کے لب یعنی قلب میں جہان سے گا بھا کلنا ہے لگا دینا بھی مرض کو دفع کر دیتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ زردخت بیمار ہوتا ہے تو ایسی حالت میں مشوقہ مادہ کی ڈالیوں کا لب بخل عاشق میں لگا دینا بہت مفید ثابت ہوا ہے۔

اس مرض کے علاج کے متعلق مینوشاد کا تجربہ ہے کہ ایک مریض پتھر مشوقہ کے لب میں ۳ رات اور دن تک رکھنا چاہئے اور پھر اس کو اسی مدت تک عاشقہ کے لب میں کہیں اسی طرح کئی دن تک برابر عمل کیا جائے۔ تا آنکہ عاشقہ تندرست ہو جائے اور اسکی لاغری جاتی رہے۔

(۶) مرض ملال | عربی زبان میں ملال نفع اول تب اور عرق اور ہڈیوں کی مضمی گرمی غم کی وجہ سے بے آرام ہونے کو کہتے ہیں۔ مرض ملال درخت خرما کو اسوقت عارض ہوتا ہے جبکہ عرصہ دراز تک ایک قسم کے پانی سے اسکی آبرسانی ہو۔ یا عرصہ تک ایک ہی قسم کی کھاد یا جھا جھٹھ انسان ایک قسم کی غذا سے اکتا جاتا ہے اسی طرح درخت خرما اس مرض میں مبتلا ہو جاتا

۶ ان بے ہوش پتون کو عربی زبان میں خصوصہ کہتے ہیں۔

اس مرض کی وجہ سے بار آدری میں ضعف اور اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ اسکا علاج یہ ہے کہ ہمیشہ میٹھا پانی اُسکو دیا جاتا ہے تو ایک یا دو مرتبہ یا کئی مرتبہ غور پانی اسکی جڑوں میں دیا جائے جس سے وہ بیمار درخت قوی ہو جائیگا اور اسکی حالت سنبھل جائے گی۔ جسطرح انسان اور آدمیوں اور گائے اور تمام چوپایوں کو نمک کے استعمال سے فائدہ پہنچتا ہے اور انکے بدن درست ہو جاتے ہیں اسی طرح درخت خرما کی حالت درست ہو جائے گی۔ ہر ایک محل کیلئے ایک زمانہ اور ایک مقدار ہے اور اسکی تمیز تجربہ کار فلاحون کو حاصل ہوتی ہے اسی طرح اگر نمکین پانی مرض کا سبب ہو تو اُسکو کچھ عرصہ کیلئے میٹھے پانی سے بدلو۔ اگر میٹھا پانی میسر نہ ہو سکے تو اُس کھاری پانی کی آب رسانی درخت کے شمال میں نہ کر دیکر کسی قدر ہٹ کر۔ اگر مرض کا سبب کھاد ہے تو اُسکو بدل دو یعنی جو کھاد ہمیشہ سے دی جاتی ہے ترک کر دو۔ اور دوسری قسم کی کھاد سے کام لو۔ ان تدابیر سے امید ہے کہ مرض مٹا جاتا ہے۔

(۷) مرض جکتہ یعنی زبان عرب میں جکتہ بالکسر خارش کو کہتے ہیں جس سے کھجلی مراد ہے کھجلی کا مرض۔ مادہ خرما کے سرسبز اور موٹے ہو جانے سے کبھی کھجلی کا مرض اُسکو لاحق ہوتا ہے اور اسکی بالیدگی اس مرض کی وجہ سے متغیر ہو جاتی ہے۔ فلاح حکیموں کا قول ہے کہ یہ مرض یا تو تشنگی سے عارض ہوتا ہے یا نمکین پانی کے ہمیشہ دینے سے۔ اسلئے کہ نمکین پانی سے رطوبت گرم اور تیز ہو جاتی ہے جس سے مادہ خرما کی بار آدری رک جاتی ہے اگر وہ اسوقت حائل ہوتی ہے تو اُسکے پھل متغیر ہو جاتے ہیں۔ اگر انسان ایسے بیمار درخت کے پھلوں کو کھالے تو اُسے انسانی جسم میں خون غیر صالح پیدا ہوتا ہے اور انسانی بدن میں خراش پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اس مرض کی وجہ سے درخت کی پرورش گھٹ جاتی ہے۔ جسکو عربی زبان میں نزع کہتے ہیں۔ درخت کا رنگ مائل بہ سپیدی

ہو کر موسم سبزی باقی رہ جاتی ہے اور اوپر کے حصہ کی شاخوں میں جو گاہ بہ سے متصل ہوں  
 مثل پتھریوں کے کوئی شے نمودار ہوتی ہے۔ اور شاخوں کا انتہائی حصہ تنہ سے متصل چھوٹا  
 ہوا نظر آتا ہے گویا کہ انہیں نفع ہے اور بعض وقت کوئی شاخ ڈھیلی ہو جاتی ہے اور  
 کبھی شاخ کے نیچے کا حصہ سیاہ ہو جاتا ہے جسکے چھونے سے شاخ بوسیدہ معلوم ہوتی ہے۔  
 اور کبھی انہیں سیاہ دہتے نظر آتے ہیں اور جب دہت میں پھول پیدا ہوتے ہیں تو وہ نہایت  
 سخت اور مائل بزرگی ہوتے ہیں یہ سب مرض خارش کی علامات ہیں۔ اسکا علاج اس  
 طرح پر کرنا چاہئے کہ گائے کا گوبر تازہ یعنی گرتے ہی لے لیا جائے اور میٹھے اور ٹھنڈے  
 پانی میں ملا کر ان شاخوں پر اسکا لپ چڑھایا جائے جو گاہ بہ سے متصل ہیں اور اسی  
 رقیق گوبر میں سے ذرا سا گاہ بہ میں ڈالا جائے اور پھر نرم ترکاری کو ریزہ ریزہ کر کے وہ  
 باریک ٹکڑے درخت کے گاہ بہ میں رکھ دئے جائیں اور درخت کی آبرسانی موقوف کیجا  
 تا آنکہ وہ بالکل تشنہ ہو جائے اور پھر پانی دیا بھی جائے تو بہت ہی کم مقدار میں۔ اور اسکے  
 گاہ بہ میں دھوپ کا گرم پانی گرم حالت میں ڈالا جائے اور ایک تانبے کی بڑی رکابی جسکا  
 وزن قریب ایک سیر کے ہوا سکے گاہ بہ پر رکھ دیجائے اور بیمار درخت کی باریک جڑیں  
 قطع کر دیجائیں درخت کی شاخوں سے پتے چھانٹ دئے جائیں اور شاخوں کی چھڑیوں  
 کے طول کو بقدر ایک گز کم کر دیا جائے۔ یہ کاٹ چھانٹ آہنی تیر چاقو یا تیر ارہ سے  
 ہونی چاہئے اور پھر بیمار درخت کو ایک قوی الجھنے شخص اسکا تنہ پکڑ کر چاروں جانب  
 دیر تک خوب ہلائے تو یہ مجموعی عمل ازالہ مرض کیلئے مفید ثابت ہوگا۔

(۸) جذام کا مرض | زبان عرب میں جذام بالضم کے معنی توڑی ہوئی چیز اور کھائی ہوئی چیز  
 کے ہیں اور ایک بیماری کا نام ہے جو غلط سواکے تمام بدن میں پھیلنے سے عارض ہوتی ہے۔



اور بعض اوقات اعضا کو کھا جاتی ہے اور شکل کو بگاڑ دیتی ہے انسان کیلئے یہ ایک مضر صحت  
اسکی علامت یہ ہے کہ مادہ خرم کی جڑیں گر جاتی ہیں اور جھڑ جاتی ہیں اور اسکا قلب پھول  
جاتا ہے۔ بادی النظر میں مجاہرہ یعنی گاہا نوٹا اور مائل بزردی معلوم ہوتا ہے اور تنہ اندر سے  
خالی۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ ہننے اس مرض میں درخت کی جڑوں کو سیاہ  
رنگ پایا اور بعض جڑوں پر رطوبت کے قطرے ٹپکتے ہوئے پائے جو سیاہ رنگ کے ہتے۔  
آپ فرماتے ہیں کہ مرض جذام کی تشخیص کے لئے صرف ایک علامت کا پایا جانا کافی نہیں  
ہے بلکہ مجموعی علامتیں ظاہر ہو چکی ہوں تو اسوقت سمجھ لینا چاہئے کہ عارضہ جذام میں خست  
بتلا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس مرض میں درخت کی چھوٹی شاخوں کا انتہائی حصہ جو  
لب یعنی مغز سے ملا ہوا ہو سیاہ اور مائل بسرخی ہو جاتا ہے اور پوست بھی جھڑنے لگتا ہے  
اور اسکے پھولوں میں غفونت ہوتی ہے۔

حکیموں نے کہا ہے کہ جذام کا مرض مادہ خرم کو بار آورہی سے نہیں روکتا۔ لیکن  
پھل متفرق اور کم لگتے ہیں اور بار آورہی کی قوت شاخوں سے زائل ہو جاتی ہے۔ بار آورہی  
کے زمانہ میں جب مرض لاحق ہوتا ہے تو پھل جھڑنے لگتے ہیں۔ ایسے جھڑے ہوئے پھل  
کا استعمال ردی امراض کا مولد ہے۔ پس انکے کھانے سے احتراز اولیٰ ہے۔ قونامی نے کہا  
کہ ہننے اس مرض کے اسباب پر بہت غور کیا ہے۔ اس مرض کے پیدا ہونے کا سبب زمین  
ہے جس میں درخت بویا گیا ہے اور وہ پانی ہے جس سے درخت کی پرورش ہوئی ہے۔ ان  
دونوں اسباب کے بعد ہوا اور موسم کو بھی دخل ہے جس زمین میں شوریگی شدت سے  
ہو اور اسکے ساتھ تلخی اور حدت بھی۔ اس زمین کے درخت خرم میں یہ مرض اکثر پیدا ہوتا  
اگرچہ درخت خرم کے لئے زمین شور بھی موافق مانی گئی ہے لیکن جس زمین میں شوریگی

اور حدت بہت زیادہ ہوتی ہے اُسین بُے ہوئے درختوں کو اس مرض کا لاحق ہونا کچھ تعجب خیر نہیں ہے ایسی زمین میں بھی درخت کی ابتدائی قوت اگرچہ اُسکو سنبھالتی ہے لیکن آخر میں اس مرض کے ساتھ سابقہ پڑ جاتا ہے۔ شورز مینات کے بعض درخت خرم ایسے بھی دیکھے گئے ہیں جنکو یہ مرض لاحق نہیں ہوا مگر یہ شاذ ہے۔ اور قسم کے درخت تو ایسی زمینات میں ٹھہر ہی نہیں سکتے۔ حاصل یہ ہے کہ زمین کی تیزی اور اُسکی شوریگی اور حرارت کی شدت اور رطوبت کی کثرت ان سب چیزوں کے جمع ہونے سے مرض خدام پیدا ہوتا ہے۔ یہ مرض خون کی حدت کی وجہ سے جسمیں سیاہ۔ رقیق۔ نیز صفر ملا ہوا انسان کے اطراف جسم کو لکھا جاتا ہے اور علاج کی کامیابی اسی حد تک سمجھی جاتی ہے کہ مرض کی ترقی تک جاے۔ یہی حالت درخت خرم کی ہے جو حصہ جڑوں اور شاخوں کا جھڑ جاتا ہے اُسکی کوئی تلافی نہیں ہوتی۔ مرض کی ترقی کا رنگ جانا ہی غنیمت ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ علاج میں احتیاط سے کام لیا جاے۔

اس مرض کا علاج بقول صاحب فلاحۃ النبطیہ یہ ہے کہ درخت کی اکثر شاخیں قطع کر دی جائیں۔ گاہے کے قریب صرف چند شاخیں چھوڑ دی جائیں پھر گائے کے گوبر میں پانی اور سموڑا انسانی خون ملا کر موجودہ شاخوں اور مقطوعہ مقامات پر اسکا لپ کر دینا چاہئے۔ اور پھر وزل کا شکار کیا جاے (یہ ایک قسم کا جنگلی چوہا ہے جو شاخوں کے نزدیک حلال ہے) اور اُسکو ان چھوٹی شاخوں پر جو گاہے سے بالکل ملی ہوئی ہوں مضبوط باندھ دیا جاے۔ اگر جانور زندہ باندھا جاے تو اوپر بہتر ہوگا۔ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ محض اس جانور کے باندھ دینے سے مرض اُٹل ہو گیا ہو لیکن مدت راز تک بندھا رہنا چاہئے پھر گلے کے چشما بین آدمی کا کیتھڑ خون ملا کر بلاناغہ ہر روز ایک ہفتہ تک ان میں دھرتے ہوئے گاہے میں ٹپکایا جاے اور بہت زیادہ

نہ پکایا جائے اسلئے کہ ضرر کا اندیشہ ہے۔ امید ہے کہ اس علاج سے مرض کی ترقی رک جائے۔

(۹) **برص کا مرض** | برص بالفتح زبان عرب میں سپیدی اندام کو کہتے ہیں جو فساد مزاج سے پیدا ہوا انسانوں کے لئے یہ ایک خاص مرض ہے۔ کبھی مادہ خرابین برص کا مرض پیدا ہوتا ہے اور اسکی علامت یہ ہے کہ جڑوں پر باہر کی جانب شورے سے مشابہ سفید دھبے پیدا ہو جاتے ہیں اور پتوں میں سبزی زیادہ ہو جاتی ہے اور سخی اور زردی کم پھل کی متعاس میں انحطاط اور شاخوں میں خارجی طراوت ظاہر ہونے لگتی ہے۔ بار آور بھی کچے پھلوں میں ناپسندیدہ ڈھیلا پن۔ اور خرماسے تر میں شیرہ کی کمی۔ بار آوری میں تاخیر یہی سب علامتیں مرض برص کی ہیں جیکمیں نے بالاتفاق کہا ہے کہ یہ مرض سردی کی شدت سے عارض ہوتا ہے اور یہ سردی بہت تیز ہوتی ہے لیکن معتدل۔ یہی وجہ ہے کہ درخت اس مرض سے جلد ہلاک نہیں ہوتا جب مادہ خرماسہ رشتہ رہتی ہے اور پھر اسکو تیز سردی لاحق ہو جاتی ہے تو اکثر یہ مرض عارض ہو جاتا ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ جب قدر درختوں کو پہنچے اس مرض میں مبتلا پایا ہے وہ تشنگی کی حالت میں سردی میں مبتلا ہوئے تھے جس علاج میں ہم کو کامیابی ہوئی وہ یہ ہے کہ مریض درخت کی جڑ میں چار مرتبہ آگ جلائی گئی۔ اور ہر مرتبہ ۲۴۔ دن کا وقفہ کیا گیا اور پھر گرم پانی سے آبرسانی کی گئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ بادی کے پانی کو گرم کر کے جڑوں میں پہنچانا چاہئے اور نہر کے پانی سے احتراز کرنا اولئے ہے۔ اگر سمندر کا پانی مل سکے تو ہر روز اسکی جڑ میں ڈالو اور اسپر خیر کا کر و نسبت سادہ کے وہ گرم پانی بہتر ہے جس میں تین ادویہ ذیل کو ملا کر جوش دیا جائے۔

(۱) آس۔ یعنی مورو۔ (۲) مرزن جوش جسکو دودنہ کہتے ہیں۔ یہ ایک قسم کی گھانس ہے جو

چومون کے کان سے مشابہ ہوتی ہے۔ (۳) تمام۔ یہ بھی ایک خوشبودار گھانس کی قسم ہے۔ جب ان چیزوں کی قوتیں پانی میں آجائیں تو اُس پانی کو بیمار درخت کی جڑوں میں پہنچاؤ۔ اور روزانہ علی الاطلاق اس کے تنہ کو ایک موٹی لکڑی سے پیٹا کرو۔ بیوقوف نے کہا کہ درخت کے تنہ پر ضرب لگانے کے بعد اس گرم پانی کو بیمار درخت کے گاہہ میں ڈالنا چاہئے اور اُسی میں سے تھوڑا سا پانی اُسکی شاخوں پر چھڑکنا چاہئے۔ گرم پانی کے زیر سے علاج کا جو طریقہ دکھلایا گیا ہے اُسکو اول الذکر آگ کے علاج کے بعد کام میں لانا چاہئے اسلئے کہ اصل مرض کیلئے آگ کا جلانا سب سے بہتر علاج ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ درخت خرما کے امراض میں یہ مرض دیر پا ہے اسکا علاج صبر کے ساتھ کرنا چاہئے تو نامی کا قول ہے کہ آگ کا ایندھن خرما ہی کی بجائے کار شاخوں اور جڑوں سے ہو تو زیادہ سستا ہے اور زیادہ نافع۔ بعض حکیموں نے کہا ہے کہ اس مرض کا علاج ربیع اور خریف دونوں فصلوں میں کرنا چاہئے کیونکہ یہ اوقات علاج کے لئے موضوع ہیں۔ جب تم کو اول الذکر علامات زائل ہوتی ہوئی نظر آئیں تو سمجھ لو کہ علاج نے نفع دیا ورنہ اسی علاج کو تحمل کے ساتھ جاری رکھو اور امید رکھو کہ مرض دفع ہو جائے۔

(۱۰) مرض یرقان | یرقان انسانوں کا مرض ہے زبان عرب میں یرقان بفتح اول کیست کی زردی کو کہتے ہیں اور مجازاً زردہ کا مرض مراد ہے درخت خرما کے امراض سے یرقان بھی ایک مرض ہے۔ جب درخت کے گاہہ میں زیادہ زردی اور شاخوں کی سنبری میں کمی پائی جائے تو اُسکی جڑوں کو نکال کر دیکھنا چاہئے اور کسی جڑ کو کاٹنا چاہئے اگر اُس سے متغیر پانی کم مقدار میں بہنے لگے خواہ اُسکا رنگ زرد ہو یا ازرق (جیسے بتی کی آنکھ یا اغبر دھوا لا رنگ) تو سمجھ لو کہ مرض یرقان عارض ہوا ہے۔ اس مرض کے متعدد اسباب ہیں۔

(۱) یہ کہ درخت کو دھوپ کی شدت سے تشنگی عارض ہو جس سے وہ پک جاتا ہے۔ اور اسکی رطوبت گھٹ جاتی ہے اور باقی ماندہ رطوبت تیز ہو کر یرقان کا مرض عارض ہوتا ہے۔  
 (۲) یہ کہ کھاد کی کثرت خصوصاً کبوتر کی بیٹ اور آدمی کے پیسلے کی حدت کی وجہ سے جو اعتدال سے زیادہ پہونچی ہوا مین تیزی پیدا ہو جاتی ہے اور وہی تیزی مرض یرقان کا سبب ہے۔ یہ سبب شدت سرمایہ شدت گرماد و نون مین مرض یرقان کا باعث قرار پا سکتا ہے۔  
 (۳) ہوا کا رکاو اور آفتاب کی گرمی اور کھاد کی تیزی ان تینوں کے جمع ہونے سے یہ مرض عارض ہو جاتا ہے۔

تو نامی نے کہا کہ جب مدت دراز تک درخت خرم کو پانی نہ ملے تو فطر تشنگی سے اسکو ایک ایسا مرض لاحق ہو جاتا ہے جو یرقان نہیں ہے مگر یرقان سے مشابہ ہے ہم اسکو جو طریقہ علاج کا بیان کریں گے وہ مرض یرقان اور مشابہ بہ یرقان دونوں کے لئے مفید ہوگا اس مرض کی وجہ سے درخت کا بار آدھوں آدھ کم ہو جاتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کے پھل کھلے ہوئے اور ذہیلے نظر آتے ہیں جب بیمار درخت سے کچا پھل توڑا جاتا ہے تو اسی دن یا دوسرے دن تک بگڑ جاتا ہے۔ فلا جان تجربہ کار کی رائے ہے کہ اگر بیمار درخت کا کچا پھل ٹوٹنے کے بعد پہلے ہی دن بگڑ گیا تو سمجھ لو کہ مرض مین شدت ہی اگر دوسرے یا تیسرے روز بگڑا تو یہ غیر اشتداد کی علامت ہے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ اس مرض کا پہلا علاج یہ ہے کہ سرکہ کے ہم وزن پانی ملاؤ۔ اگر سرکہ زیادہ کھٹا ہے تو مضاعف یا سہ چند پانی بھی ملایا جاسکتا ہے۔ پھر اس مین تھوڑا سا مہین میدہ شریک کر کے بیمار درخت کے لب مین ڈالو اور کچھ اُس مین سے شاخون پر بھی چھڑکو اور کسی قدر اسکی جڑ مین پہونچاؤ۔ امید ہے کہ یہ علاج مرض

یرقان اور شاہہ بیرقان کو دغ کر لیا۔ ایک تجربہ کار فلاح نے لکھا ہے کہ جو کائا پانی میں گھول کر بیمار درخت کی جڑوں میں ڈالنا بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ مینوشا دہکتے ہیں کہ لکڑی کے چھلکے سکھا کر گاسے کے گوبر میں سڑائے جائیں اور اگر اون دونوں کے ساتھ جو کی ہری گھانس بھی ملائی جائے تو زیادہ مفید ہے جب یہ تینوں چیزیں سڑ کر مل جائیں تو پھر اسکو سکھا کر خرما کی جڑ میں دیا جائے اور بعدہ پانی پہونچا یا جائے۔ یہ علاج بیمار درخت کیلئے نافع ہوگا۔ اگر پہلی تدبیر کے ساتھ یہ تدبیر بھی کی جائے تو خالی از نفع نہ ہوگی۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ گاہے کی متصلہ شاخ کو عرضاً و طولاً ٹکڑے کر کے درخت پر لٹکا دینا بھی اس مرض کے ازالہ کیلئے نافع ہے۔ لیکن اگر گاہے پر خشکی کا اثر زیادہ نمودار ہو گیا ہو یا طوبت نہایت قلیل رہ گئی ہو تو کوئی علاج نفع نہ دیگا۔ اور درخت ضائع ہو جائیگا۔ تو نامی کا قول ہے کہ ناامیدی کی حالت میں بھی لگاتار علاج کو جاری رکھو۔ بیشتر ایسا تجربہ ہوا ہے کہ وہ درخت بھی انہیں علاجات سے تندرست ہوئے ہیں جنکی حالت اس بیماری کی وجہ سے نہایت ردی تھی۔ صفریٹ نے کہا کہ ایسے بیمار درخت کے اطراف میں جو اور کدو کا بوٹا ازالہ مرض کے لئے نافع ہے ان دو کے سوا اور بار در کار یاں اور چھوٹے چھوٹے درخت لگاؤ جنہیں لعاب پیدا ہوتا ہے جوت انکی نازک جڑیں بیمار درخت خرما کی جڑوں سے ملتی ہیں تو عجیب اثر کرتی ہیں۔ آپ ہی کا قول ہے کہ ایسے مریض درخت کو پے درپے پانی دیا جائے تو نفع بخشنے گا۔ عموماً ہر ایک مریض درخت کے لئے آبپاشی کی کثرت مفید نہیں ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ جس درخت کا قد ۳۰ گز تک بلند ہو چکا ہے اور اسکی جڑیں زمین کے زندہ پانی تک رسائی پیدا کر چکی ہیں جسکو اصولی قاعدہ سے پانی کی ضرورت باقی نہیں رہتی اسکو بھی

مرض یرقان ہوتا ہے اور اسی علاج سے فائدہ پہنچا ہے جسکا طریقہ اوپر دکھلایا گیا۔  
 (۱۱) مرض مسدی۔ [منجملہ امراض درخت خرما کے ایک ایسا مرض ہے جس سے  
 درخت خرما کی شاخیں گر جاتی ہیں اور نئی شاخیں نہیں نکلتیں۔ جب ایسے بیمار درخت  
 کی گٹھلی بُوئی جاتی ہے تو اُسکا پودہ بھی اسی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے جسکی شاخیں  
 کمزور نکل کر جھڑ جاتی ہیں۔ ایسے پودہ کی شاخیں ایک بالشت سے زیادہ بڑھتے ہوئے  
 بنیں دیکھیں۔]

ایسے بیمار درخت کا گابھا بالکل زرد ہوتا ہے اور سپیدی مائل۔ ایسے درخت کی  
 مٹی سب گٹھلیاں ایک گڑھے میں بُونے سے صرف ایک پودہ اُٹنے پیدا ہوتا ہے۔ اور  
 وہ بھی بہت جلد خشک ہو جاتا ہے۔ ایسے بیمار درخت کی شاخوں سے روز بروز سبزی  
 کم ہوتی جاتی ہے اور لب النخل یعنی مغز درخت اور گابھے میں روز بروز انحطاط ظاہر  
 ہوتا ہے۔ پس ان علامات سے سمجھ لینا چاہئے کہ مادہ خراب کو مرض مسدی مارا ہے  
 جس سے شاخیں جھڑ جاتی ہیں۔ نسل منقطع ہو جاتی ہے۔ ایسے بیمار درخت کے پھل کو  
 ہمیشہ نرم اور مچھایا ہوا اور کم ملاوت پاؤگے۔ فلاحوں نے کہا ہے کہ یہ ایسا مرض ہے  
 جسکا علاج بہت دشواری سے ہوتا ہے۔ حکیموں نے کہا ہے کہ یہ مرض طبعی ہے جو بعض  
 خراب مادوں سے پیدا ہوتا ہے اور شاذ و نادر پایا گیا ہے اسکے علاج کے متعلق بعض  
 فلاحۃ البطنیہ فرماتے ہیں کہ میٹھے پانی کو جوش دیکر روغن زیتون اُٹھین لایا جائے۔  
 اور وہ پانی کم مقدار میں بیمار درخت کے گابھے میں ڈالا جائے اور چھ گھنٹہ کے توقع  
 سے دوبارہ یہی عمل کیا جائے اس وقفہ کی وجہ سے پانی ٹھنڈا ہو جائے تو کچھ ہرج  
 نہیں ہے۔ تیسری بار بھی یہی عمل کر سکتے ہیں۔ اگر درخت کی قوت مرض پر غالب ہو

تو صرف اس علاج میں صحت کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں اور لمبا اوقات دیکھا گیا ہے کہ اس علاج کے بعد بھی درخت اچھا نہیں ہوا۔

(۱۲) پھل جھڑ جانے کا مرض | امراض درخت خرم سے جو انسان اور دوسرے ذہنوں

میں شریک ہیں یہ ایک مرض ہے جسکے لاحق ہونے سے خرم کے چھوٹے چھوٹے پھل گر جاتے ہیں بے نصف فلاحتہ البطیہ فرماتے ہیں کہ اس بیماری کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم میں بعض پھل جھڑ جاتے ہیں اور جو کچھ باقی رہ جاتے ہیں وہ بڑے اور موٹے ہوتے ہیں۔ اس مرض میں خوشہ کے نصف پھلوں تک ضائع ہوتے ہوئے ہوسے ہم نے پایا ہے۔

دوسری قسم میں تجربہ ہوا ہے کہ پھلوں کا بڑا حصہ گر گیا اور بہت ہی کم مقدار باقی رہ گئی اور باقی ماندہ کی حالت بھی پڑمردہ تھی۔ فلاحون نے دوسری قسم کو بے نسبت اول قسم کے

صعب کہا ہے۔ جب یہی مرض انسان کو لاحق ہوتا ہے تو اسکے سر اور جسم کے بال گر جاتے ہیں۔ جکا طبیہوں نے ذکر کیا ہے۔ اخیر اور آلو اور سیب وغیرہ کو بھی یہ مرض عارض ہوتا

ہے۔ اگرچہ انسان کیلئے اس مرض کے مختلف اسباب ہیں لیکن درخت خرم میں اسکا سبب صرف خشکی ہے جو اسکی طبیعت میں عارض ہوتی ہے یا حدت جو اسکو پہنچتی ہے۔ اس

خشکی اور حدت کے بہت سے اسباب ہیں جنہیں سے بڑا سبب شوریہ ہے جو درخت خرم کے جسم میں جم جاتی ہے اور رطوبت کو خشک کر دیتی ہے۔ پھر وہ خشکی جو کھار سے پیدا ہوتی

ہے پھلوں کو گرا دیتی ہے۔ حکیموں نے کہا ہے کہ پانی کی کثرت اس مرض کا اصلی باعث ہے کبھی تو زمین شور میں شیریں پانی کی کثرت زمین کی شوریہ کو درخت کے

جسم میں داخل کر دیتی ہے یا عمدہ زمین میں کھاری پانی کی زیادتی۔ کبھی بعض اور اسباب درخت کی رطوبت کو جلا کر اسکے جسم میں احتراق کی وجہ سے نیک پیدا کر دیتے ہیں۔ اور



وہ پھل کی ڈنڈیوں کو کمزور کر دیتا ہے جس سے پھل گر پڑتے ہیں اسلئے کہ ڈنڈی کی وہ رطوبت اور شیرینی جس سے پھل قائم رہتے ہیں زائل ہو جاتی ہے۔ اور یہ مانی ہوئی بات ہے کہ کھار پھلون کی کم مقدار کو موافق ہے اور زیادہ مقدار کو غیر موافق۔ یہی وجہ ہے کہ اس مرض کی پہلی قسم میں باقی ماندہ پھل زور دار اور موٹے ہوتے ہیں مگر یہ اُسی صورت میں ممکن ہے جب کہ کھار اور خشکی کم مقدار میں ہوا اور حدت بھی کم رہے۔ اگر کھار بکثرت پیدا ہو چکا ہے اور یبوست زیادہ پھیل چکی ہے تو قسم دوم کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ ماسی سورانی کا خیال ہے کہ جب درخت خرما پر متواتر حدت کا اثر ہوتا ہے تو اسکی اصلی رطوبت اور غذا اُستِ جل جاتی ہے جس سے درخت کی طبیعت میں ایسی یبوست پیدا ہوتی ہے جو کھار کی یبوست سے بدرجہا زیادہ ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کھار کی یبوست مادہ خراب کی طبیعت سے موافق مانی گئی ہے اور حدت سے جو یبوست پیدا ہوئی وہ اسکی طبیعت سے مخالف ہے۔ پس آپکی رائے ہے کہ اس بیماری کی قسم اول کا سبب کھار کی یبوست ہے۔ اور قسم دوم کا سبب حدت کی یبوست۔ بدین وجہ کہ اول الذکر یبوست موافق تھی اُس سے تھوڑے پھل گرے اور باقی ماندہ موٹے ہوئے اور آخر الذکر کی نفثت نے بڑے حصہ کو گرا دیا اور باقی ماندہ کو پڑھ رہا رکھا۔

پس یبوست نمکی کا علاج صرف اسکو مادہ خراب سے دفع کرنا ہے اور یبوست حدت کا علاج مادہ خراب کو رطوبت پہونچانا۔ حکیموں کا اس پر اتفاق ہے کہ درخت کو شب کی وقت چاندنی رات میں میٹھے پانی سے نہ دینا چاہئے۔ بنو شاذن نے اسکا نام خدائے قمری رکھا ہے وہ کہتا ہے کہ جب چاندنی بڑھنے لگے اور اسکی روشنی بیمار درخت تک پہونچے تو اسوقت میٹھا پانی اعتدال کے ساتھ پہونچاؤ۔ بنو شاذن خراب کی کاشت میں استاد سمجھے جاتے ہیں

جنکی استادہی کا اعتراف اکثر مصنفین علم فلاحت نے کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مادہ خرما باعتبار اپنے تمام اجزاء کے شیرین طبیعت ہے۔ پس درخت خرما کے بعض اجزاء میں رطوبت پہونچانے سے اسکی بیوست زائل ہو جاتی ہے۔ ایسی ترکیب خاص کھاد کے ذریعہ سے زیادہ مفید سمجھی جاتی ہے اور یہ کھاد مخصوص کی گئی ہے تندرست خرما کے پھلوں سے یعنی تندرست درخت خرما سے پختہ پھل خواہ ترہون یا خشک لئے جائیں اور تانبے کی دیگ میں میٹھے پانی سے پکائے جائیں۔ پھر گٹھلیوں کو پانی سے الگ کر کے جوش دیا جائے اور بحالت جوش تیل کا تیل اس میں ملایا جائے پھر اس رفیق مجموعہ کو بیمار درخت کی جڑوں میں ڈالا جائے اور اسی سے تھوڑا سا اسکے گاہہ میں۔ تاکہ درخت اسکو پی لے۔ یہ علاج دونوں قسم کی بیوست کو دفع کرے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس عمل کو چوراسی روز تک ایک دن آڑ جاری رکھنا چاہئے تاکہ ۴۲ دن تک درخت کی جڑوں اور لب کو دواسے مدد ملتی رہے۔ احتیاطاً کیجئے کہ یہ عمل نہ رات میں ہو اور نہ ابر کے دن میں۔ ایک ایسے وقت میں اس عمل کو کرنا چاہئے جب کہ بیمار درخت پر دُھوپ موجود ہو۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ صغریٰ نے اس مرض کے علاج کے لئے عجیب ترکیب بتلائی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اچھر اور خراب پھل اور گرے ہوئے پھلوں کا کچرا اور نکلی ہوئی گٹھلیاں ان سب کا بہت سا مجموعہ لیا جائے اور تانبے کی بڑی دیگ میں صنوبر کی لکڑی کے ٹکڑوں یا انکے برادہ کے ساتھ ڈالا جائے۔ برادہ کو ٹکڑوں پر ترجیح ہے۔ پھر ان سب کو میٹھے پانی میں نرم کنج پر دیر تک پکایا جائے اور اس میں جو کا آٹا جتنا ہو سکے ڈالا جائے۔ جب ان تمام چیزوں کی توت پانی میں آجائے اور پانی رنگین ہو جائے تو اس وقت چھان لیا جائے۔ اور شیر گرم یا ٹھنڈی حالت میں اس عرق سے تھوڑا سا بیمار درخت کے گاہہ میں ڈالا جائے

اور باقی اُسکی جڑوں میں پہونچا یا جائے۔ اس عمل کے وقت درخت کو پیاسا رکھنا ضرور ہے تاکہ اُسکی قوت جاذبہ تیز رہے اور اچھی طرح پر پی لے اس عمل کو ہم یاہ دن کے وقفہ سے کئی بار کرنا چاہئے یقین ہے کہ بہت نافع ہوگا اور مرض کو زائل کر دیگا۔ صغریٰ نے تاکید کی ہے کہ اس عمل کے زمانہ میں طالع وہ برج جو حسمین چاندزچہ اور اگر مشتری رہے تو اور بھی بہتر ہے یا قمر مقارن مشتری ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ چاند جب کہ مسعود ہو ایسے ملاجات میں قوی اثر کرتا ہے جسکا انجام درختوں کی پرورش میں محمود ہوتا ہے۔ تو نامی کو اس سے اتفاق ہے۔

(۱۳) مرض حایل | زبان عرب میں حایل کے معنی مانع اور روک کے ہیں اور خرما کے ایک خاص مرض کا نام ہے عربوں نے بانج درخت کو عقم بھی کہا ہے۔ امراض درخت خرماسے ایک مرض حایل ہے جسکے لاحق ہونے سے بار آوری رک جاتی ہے اور یہ مرض اور درختوں اور انسانوں میں شامل ہے اس مرض کی علامت یہ ہے کہ ایک سال بار لاسے اور دوسرے سال نہ لاسے اگر علاج میں غفلت ہو تو دو چار سال تک بار رک جاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمیشہ کیلئے درخت بے بار ہو جاتا ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ اس مرض کا فلاحان عرب نے مرض حایل نام رکھا ہے لیکن اسکو عقم بھی کہہ سکتے ہیں۔ انسانوں میں عقم کا سبب عودتوں کا ایک ردی مزاج ہے جو رحم سے خصوصیت رکھتا ہے جسکا ذکر طبیبوں نے اپنی کتابوں میں کیا ہے اور اس مرض کا سبب درخت خرمایں موٹا پا ہے جسکی وجہ سے ابتداً ایک سال درخت بار آور ہوتا ہے اور دوسرے سال نہیں موٹا پے کی وجہ سردی ہے جو کثرت کے ساتھ مادہ خرما کو مارض ہوتی ہے فصل اور موسم کو بھی اُس میں دخل ہے یہ سردی کبھی تو

موسم کی وجہ سے نقصان پہنچاتی ہے اور کبھی مادہ خرا کی طبیعت کی وجہ سے اور کبھی اور اسباب سے جنہیں سے ایک سبب بلند عمارت کا سایہ بے جوڈ ہو پ اور چاندنی کو روکنے کی وجہ سے بردت کو غالب کر دیتا ہے۔ احمد بن وحشیہ نے لکھا ہے اور قوتامی نے اُس سے اتفاق کیا ہے کہ اس مرض کا علاج مختلف طریقوں پر کیا جاتا ہے اور اُن تمام طریقوں میں دفع سبب کی کوشش کی جاتی ہے۔ مینوشاد اور صغریٰ نے بھی اسکے علاج میں گفتگو کی ہے بعض ملاجات خاصیت اور طبیعت سے متعلق ہیں اور بعض اور چیزوں سے۔

صاحب فلاحۃ البیضیہ فرماتے ہیں کہ دوسرے کھڑے ہون ایک کے ہاتھ میں بسولایا ارہ ہوا مردہ بیمار درخت کے پاس کھڑا ہو کر کہے کہ میں اس درخت کو کاٹ دو گا اسلئے کہ بے بار ہے۔ پھر دوسرا شخص کہے کہ میں اسکی بار آوری کا ضامن اور ذمہ دار ہوں اسکو اسکے حال پر چھوڑا ہے۔ اگر میری ضمانت بے نتیجہ ثابت ہو تو اسوقت کاٹ دینا فلاحان عرب نے کہا ہے کہ اس گفتگو کا اثر اور خوف درخت پر پڑتا ہے اور مرض جاتا رہتا ہے بعض فلاح اس طریقہ علاج کو نہیں تسلیم کرتے وہ کہتے ہیں کہ اس تخولیف سے دفع سبب محال ہے۔ اگر مرض حایل طبعی طوع پر لاحق ہوا ہو تو ممکن ہے کہ اس تخولیف سے موٹا پایا کہئے اور اُس سے مرض لاحقہ دفع ہو۔ لیکن اگر کسی عمارت کے بلند ہونے اور دُھوپ اور چاندنی درخت پر نہ پڑنے سے یہ مرض لاحق ہوا ہو تو ایسی تخولیف اسکو نفع بخش ثابت نہ ہوگی بلکہ اسکی ضرورت ہوگی کہ سبب دفع کیا جائے یعنی یا تو عمارت کو نکال دیا جائے یا درخت دوسرے مقام پر منتقل کیا جائے۔

مینوشاد کہتا ہے کہ مادہ خرا کے اطراف میں خندق کھودیں جاسے جو زیادہ گہری نہ ہو

اور وہ دخت کی جڑ سے دو گز کا فاصلہ رکھتی ہو۔ پھر اس میں دخت خرم کے پتے اور شاخیں اور خشک جڑیں اور لکڑیاں جمع کی جائیں اور اس میں آگ لگا دی جائے اور ۶ گھنٹہ تک نرم آنچ سے برابر جلایا جائے اس عمل کے لئے رات کے بہ نسبت دن کا وقت بہتر ہے اور اگر دن میں موقع نہ ملے تو رات میں بھی کیا جاسکتا ہے۔ پھر اس راکھ کو جمع کر کے اس میں آدمیوں کا میلہ اور کبوتروں اور چڑیوں کی بیٹ اچھی طرح پر ملائی جائے اور چند وزن تک سایہ دار جگہ میں انکو مٹرایا جائے اور پھر تیار درخت کی جڑوں میں اس کھاد کا استعمال ہو۔ اگر مادہ خرم کی بار آوری متعدد سالوں سے رک گئی ہو تو یہ علاج چار مرتبہ ہر دفعہ ۶ گھنٹہ تک کرنا چاہئے اور ایک عمل سے دوسرے عمل میں ایک ہفتہ کا فاصلہ رکھنا چاہئے۔

(۱۲) مرض مغرار | درخت خرم کے ان امراض سے جو اسی درخت سے خصوصیت رکھتے ہیں ایک مرض مغرار ہے جس کے لاحق ہونے سے مادہ خرم کا اکثر پھل خراب ہو جاتا ہے اور بہت تیز نظر آتا ہے بعض اوقات صورت اور رطوبت اور موٹاپے میں متوسط معلوم ہوتا ہے مگر اس میں وہ خوبیاں نہیں ہوتیں جو خرم میں ہوتی چاہئیں۔ زبان عرب میں غرة بالکسر کے معنی فریب دینے کے ہیں اور مغرار فریب دہندہ۔ بدینو جبکہ ان پھلوں کی ظاہری حالت سے دیکھ کر ہوتا ہے عربوں نے اس بیماری کا نام مغرار رکھا۔ اس مرض کا بہت بڑا سبب خشکی ہے۔ اور یہ خشکی اس خشکی سے کم ہوتی ہے جس سے پھل جھڑ جاتے ہیں کبھی یہ خشکی اس کے مساوی ہوتی ہے مگر اپنی قوت کے ضعف اور خاص کیفیت کی وجہ سے نقصان پہنچانے میں اس سے کم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس خشکی سے پھل نہیں جھڑ جاتا بلکہ خوشہ میں باقی رہتا ہے مگر خراب ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس خشکی کا علاج بعض

ویسا ہی ہے جیسا کہ مرض نمبر (۱۲) میں بیان ہوا۔ مگر بنیو شاد نے ایک چیز علاج میں اور زیادہ کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مادہ خرما کے گاجے اور شاخون پر میٹھا صاف پانی ایک دن میں دو مرتبہ چھڑکا جائے اور چند روز تک یہی عمل جاری رکھا جائے۔ اس عمل کو اُس وقت شروع کرنا چاہئے جب کہ بیمار درخت سے پھل اُتر چکے ہوں۔ عرب کی آب و ہوا کے لحاظ سے اس عمل کو کانون اول کے آغاز تک (مطابق ہے ماہ پوس کے) اور پھر کانون اور شباء (مطابق ماہ چھانگ) کے درمیان میں نہ کرنا چاہئے بلکہ ماہ آذار (مطابق ماہ حیت) کے آغاز سے جاری کرنا چاہئے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ دن میں دو مرتبہ پانی چھڑکنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ اقل مقدار ہے اگر ممکن ہو تو ایک دن میں متعدد مرتبہ یہ عمل کرنا چاہئے۔ ایک تجربہ کار ساحر کی رائے ہے کہ گدے کی تصویر جو عمدہ مصور کی بنائی ہوئی ہو درخت پر لٹکائی جائے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ کا قول ہے کہ کدوے ترکی ڈنڈی میں کتان کا مضبوط اور موٹا ڈورا باندھ کر بیمار درخت کی حلق میں لٹکانا چاہئے۔ حلق سے وہ مقام مراد ہے جو چھڑکے اسفل میں ہو پس اس ڈورے کو مادہ خرما پر لپیٹ کر باندھا جائے اور کدوے ترکو تنہ سے ملا دیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ تصویر متذکرہ بالا کی تیاری۔ اور مادہ خرما پر لٹکانے کا عمل اور کدوے ترکو اس خاص غرض سے اُسکی بیج توڑنے کا عمل ایک ایسے وقت میں کرنا چاہئے جب کہ قمر زہرہ کے معارن ہو یا زہرہ پر اُسکی نظر پڑی ہو اور اگر طالع وہ برج ہو کہ حسین وہ دونوں ہوں تو بہت بہتر ہے۔ ان قیود کی ضرورت اور خوبیوں سے وہ فلاح زیادہ لطف حاصل کر سکتے ہیں جنکو علم فلاحات کے ساتھ نجوم سے بھی واقفیت ہو۔ نباتات سے عموماً اور خرما سے خصوصاً قمر کا تعلق ہے۔

(۱۵) مرضِ اسجارہ | مادہ خرم کے امراض سے ایک خاص مرض کا نام اسجارہ ہے۔ فلاحان عرب اسی مرض کو نواس بھی کہتے ہیں۔ اس مرض کے لاحق ہونے سے بارادری معمولی وقت سے ہٹ کر ہوتی ہے یعنی جب اور درختوں کو پھل آچکنا ہے تب اس بیماری درخت کے بار کا آغاز ہوتا ہے اور اس تاخیر کی وجہ سے یہ نقصان ہوتا ہے کہ بعض اوقات میں ایسی مادہ کے لئے نرکاسفون نہیں ملتا جس سے وہ حاملہ ہو سکے اور پھل کی پختگی اور گدازگی۔ ہوا کے ٹھنڈے ہونے کے بعد ہوتی ہے جس میں عمدہ حلاوت نہیں پڑتی اور نہ ذائقہ ہوتا ہے۔ عربی زبان میں شمس کے معنی اخفاز راز کے ہیں۔ بدینوجہ کہ موسم بار میں اسکا بار غفی رہتا ہے عربوں نے اس بیماری کا نام نواس رکھا۔ نواس کے معنی لغت عرب میں ہٹنے اور پیچھے ہونے کے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس کا صحیح اطلاق دھلوا ہوا کے ساتھ ہو۔ بدینوجہ کہ اسکا بار موسم سے ہٹ کر آتا ہے۔ عربوں نے اس مرض کا نام نواس رکھ لیا ہو۔ اسجارہ کے معنی بھی عربی زبان میں ہٹنے کے ہیں۔ اس کا سبب رطوبت کی زیادتی ہے پس اس مرض کے علاج کے لئے آگ جلانے اور اسکی راکھ سے کھاد دینے کا وہی عمل مفید ثابت ہوا ہے جو ہم نمبر ۱۳ پر بیان کر چکے ہیں۔ ایسے درخت کو معمول سے زیادہ کھاد کی ضرورت ہو تا کہ رطوبت فاسدہ دفع ہو کر درخت توانا ہو۔ اور اپنے مقررہ وقت پر اور درختوں کے ساتھ بار لائے۔

(۱۶) مرضِ تتریب | عربی زبان میں تتریب کے معنی عبا آلودہ کرنے کے ہیں بمثلہ امراض درخت خرم تتریب بھی ایک مرض ہے اور اس مرض سے مادہ خرم کا پھل غبا کے مشابہ ہو جاتا ہے اور اس کے خام اور پختہ پھل مٹی کے رنگ کے ہو جاتے ہیں۔ اور اسکا پھلکا موٹا ہو کر سخت ہو جاتا ہے چھلکے کی سختی اور موٹاپے سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔

کہ گویا پھل پر چھلکا ہی نہیں ہے یہ مرض ہمیشہ غبار اور گرد کے بلند ہونے اور مادہ خرابہ پر اثر کرنے سے عارض ہوتا ہے خصوصاً اس حالت میں جب کہ پھل تڑپوں غبار آئین گھس جاتا ہے یا یہ مرض اسوجہ سے عارض ہوتا ہے کہ مادہ خرابی جڑوں میں پانی کے ساتھ اجزاء ارضیہ غیر لطیفہ عادت سے زائد داخل ہوں اور وہ اجزاء عطیہ سخت ہوں۔ ایسی حالت میں جب مادہ خرابہ بار آور ہوتی ہے تو وہ اجزاء ارضیہ طبیعتہ اس کے پھل میں کس قدر اثر کرتے ہیں اور ظاہر ہونے لگتے ہیں اور یہ حالت اول الذکر صورت سے بالکل جدا ہوتی ہے۔ یہ غبار بہ نسبت اول الذکر صورت کے کسی قدر ہلکا اور کم ہوتا ہے اور کبھی دو فون اسباب سے یہ مرض لاحق ہوتا ہے جب یہ مرض دو فون اسباب متذکرہ بالا کے ملنے سے ہوتا ہے تو پختہ اور کچے پھل اندر او باہر کی جانب سے ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے کہ جلی ہوئی مٹی کا ٹکڑا۔ اور ان کی حلاوت جاتی رہتی ہے اور صرف قدرے قلیل باقی رہ جاتی ہے۔ یہ مرض امراض نخل میں کراہت کے قابل ہے یعنی بہت خراب۔ اسکا علاج تینوں اسباب متذکرہ کیلئے قریب قریب ایک ہی طریقہ پر کیا جاتا ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے بھی اس مرض کا ذکر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ماسی سورانی اور اس کے بعد جزمانی سورانی نے اس مرض کی نسبت اپنی رائے ظاہر کی ہے اسکا لب لباب یہ ہے کہ پھل کو ابتدائی حالت سے پکنے تک کسی ایسی چیز سے چھپا دیا جائے جو غبار کو روکے اور پھر درخت کو ایسی کھاد دیجائے جس میں روغن زیتون یا کسی اور قسم کے تیل کا دُرود شریک ہو اور اس کے تنہ اور شاخون پر بھی ایسی رقیق چیز چھڑکی جائے جس میں وہ دُرودی ملی ہوئی ہو۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اس دُرودی کا کوئی حصہ پھلوں پر پڑنے نہ پائے بلکہ صرف درخت کے تنہ



اور چھوٹی بڑی شاخوں کی جڑوں پر (اس موقع پر شاخوں کی جڑوں سے بن مشاخ مراد ہے یعنی وہ انتہائی حصہ جو تنہ سے ملا ہوا ہو) اور پھر کھولتا ہوا تھوڑا سا پانی تشرین ثانی (ماہ اگہن) کی ۱۵-تاریخ سے آخر ماہ تک اُسکے گاہے میں ایک وقت معین پر رہ کر ٹپکایا جائے تاکہ وہ اندر سرایت کرے۔ اسی طرح یہ عمل کا لون اول (ماہ پوس) اور کا لون ثانی (ماہ ماگھ) کے آخر تک یا آخر الذکر مہینہ کی ۱۵-تاریخ تک کیا جائے اور پھر اس عمل کو روک کر سیاہ ریتوں جو خوب پختہ ہوں لئے جائیں اور بیمار درخت کے گاہے میں شاخوں سے متصل اور شاخوں کے پوست میں جو بن شاخ کے پاس ہو متفرق جگہوں میں ٹھونس دیے جائیں۔ ماسی سوران کا قول ہے کہ یہ عمل اُس وقت مناسب ہے جب کہ قمر برج سورین ہو اور زحل کی نظر اُس پر نہ ہو یا قمر زحل سے قریب نہ ہو۔ اگر زہرہ یا مشتری کے ساتھ قمر ہو تو بہت ہی بہتر ہے۔ امید ہے کہ اس علاج سے تریب کا مرض دفع ہو جائیگا۔

(۱۷) مرض کرمانا و انصار | امراض نخل میں سے ایک مرض کرمانا ہے جو ملک کرمان کے خلیفستان میں پایا گیا۔ عربوں نے اس کا نام مرض انصار رکھا۔ شہر کے معنی زبان عرب میں تھوڑی غذا حاصل کرنے کے ہیں۔ اور انصار سے نعمت کا متفرق اور پر اگندہ کرمانا مراد ہے۔ اس مرض میں اگرچہ پھل تندرست رہتے ہیں لیکن بعض پھل اُن میں سے پک جاتے ہیں اور بعض کچھے ہی رہ جاتے ہیں اور یہ مرض کبھی اکثر پھلوں میں ہوتا ہے اور کبھی بعض میں۔ جب اکثر پھلوں میں ہوتا ہے تو اُس سے پھل کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس مرض کا سبب رطوبت غلیظہ ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے اس کے علاج کا طریقہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مادہ خرما کی طبیعت میں آہستگی سے متصلا گرمی پہنچائی جائے۔ یا اُسکی جڑ کے اطراف میں آگ جلائی جائے یا گرم لکھا دیجائے یا درخت کے گاہے میں ایسا

گرم پانی ڈالا جائے جس میں خراب اور خشک خرما اور شہارم (ایک قسم کی خاردار گٹھائیں کا نام ہے) اور سومان سبز (یہ ترکی زبان کا لفظ ہے سومان پیاز کو کہتے ہیں) جوش دی ہوئی ہوں۔ اور ان چیزوں کی قوت اس پانی میں آچکی ہو۔ پھر اسی پانی کو مادہ خرما کی جڑ میں بھی ڈالا جائے اس طور پر کہ اُسکے ڈالنے سے پہلے انسانی سیلے اور کبوتر کی بیٹ اور شاخاے خرما کی راکھ وغیرہ کی کھاد دی گئی ہو۔ ایسی کھاد کے ساتھ مٹی کا شریک رہنا بھی ضرور ہے اس عمل کو چند مرتبہ کرنا چاہئے اور محل کے ساتھ اسکا سلسلہ جاری رکھنا چاہئے امید ہے کہ اس علاج سے مرض لاحقہ زائل ہو جائیگا۔

(۱۸) صُبار ۱۱ امراض خرماسے ایک مرض ہے جسکا نام عربوں نے صُبار رکھا ہے صُبار زبان عرب میں جنون سوداوی کو کہتے ہیں۔ اس مرض سے خرما کے پھلون پر ایک شے لکڑی کے جالے کی سی پیدا ہو جاتی ہے اور جب تک وہ پھل تک نہ جائیں اُن پر جمی رہتی ہے۔ پس وہ ایک ایسی شے ہے جو غبار کی کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ مرض اُس مرض سے مشابہ معلوم ہوتا ہے جسکا نام تریب ہے۔ حر یا سورانی نے صُبارنا ساحر سے نقل کیا ہے کہ یہ مرض چند وجوہ سے عارض ہوتا ہے اُن میں سے ایک وجہ خرما کی ذات سے متعلق ہے اور وہی مرض تریب سے مشابہ ہے۔ جادو گروں نے دوسری وجہ کا نام انفا تبا نار کہا ہے جسکے معنی سرکشوں کی برہمی کے ہیں غالباً یہ کسدانی زبان کا لفظ ہے۔ اس سے طبائع رویہ کا جوش مارنا اور غلبہ کرنا مقصود ہے اسی طرح رطوبت اور یبوست کا غلبہ بعض اجسام مرکبہ پر ہوتا ہے خواہ وہ اجسام جاندار ہوں یا نباتات یا معدنیات۔ پس ان کیفیات کے غلبہ سے وہ جسم ہلاک ہو جاتا ہے اس واسطے کہ وہ طبیعت اپنے غلبہ اور مرکز سے اُسکو فنا کر دیتی ہے۔ اور کبھی ہلاک

نہیں کرتی لیکن سخت امراض اُس میں پیدا کر دیتی ہے۔ اور اس نام کو سب سے پہلے  
 زوانا یا نئے تجویز کیا ہے۔ پہر اُسے لوگوں کو تعلیم دی اور طبائع کی سرکشی پر آگاہ کیا۔ یہ  
 سرکشی طبائع کی کبھی خارج سے پیدا ہوتی ہے جب درخت خرما میں یہ بات پیدا ہوتی  
 ہے تو بہت سے امراض پیدا کر دیتی ہے کبھی جانوروں کے بدنوں میں بھی طبائع کا جوڑا  
 ہوتا ہے بعض وقت ایک ہی طبیعت کے جوش سے ہلاکت کی نوبت آ جاتی ہے کبھی گرمی  
 اور سردی اور رطوبت اور یوست میں سے کسی ایک کا جوش ہوتا ہے اور اُسکے ساتھ  
 اختلاط میں سے کوئی ایک خلط جوش مارتی ہے جس سے فوراً ہلاکت واقع ہو جاتی ہے  
 یہ ایسی ناگہانی موت ہوتی ہے جسکی پہلے کچھ تکلیف نہیں معلوم ہوتی۔ یہ عارضہ اسی قسم  
 کا اور اسی کا مشابہ ہے جو خرے کے درختوں میں پیدا ہوتا ہے۔ مگر خرما کا درخت انسان  
 کی طرح بہت جلد ضائع نہیں ہوتا کیونکہ بہ نسبت انسان کے درخت کی طبیعت سخت ہے۔  
 صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ اس مرض کے دو سبب ہیں ایک خارجی اور دوسرا  
 داخلی۔ اور کبھی دونوں سبب جمع ہو جاتے ہیں خارجی سبب غبار اور گارٹے دھوین کا  
 علی الاطلاق مادہ خرما کی طرف بلند ہونا ہے۔ صرف دھوین یا صرف غبار سے اس مرض  
 کا پیدا ہونا بہت کم دیکھا گیا ہے۔ داخلی سبب طبعی ہے یعنی طبائع رویہ کا جوش جسکو ہم  
 بیان کر آئے ہیں۔

اس مرض کا علاج ساحرین سے سیکھا گیا ہے جسکو صاحب فلاحۃ النبطیہ نے اور حکیموں کی  
 رائے کے ساتھ بیان کیا ہے اور پہرا ایک طبعی دوا بھی بتلائی ہے۔ ساحرین کا قول ہے  
 کہ جب تم اس مرض کو درخت خرما سے دور کرنا چاہو تو مناسب ہے کہ ایک نوجوان مرد  
 جسکی عمر ۲۰ سال سے کم اور ۱۵ سال سے زیادہ ہو سہ شنبہ کے روز۔ پہلی ساعت میں جاے

اور ایک دخت جسکا نام زبان عرب میں یتوق ہے۔ بائیں ہاتھ سے اُسکی جڑ کے ساتھ اکھیر لاسے۔ اس دخت کی جڑ میں اکھیر نے سے دو گھنٹہ پہلے شب سہنہ میں گرم پانی پہونچانا چاہئے تاکہ جڑ بھیگ کر نرم ہو رہے۔ پھر اس اکھیر سے ہوسے دخت کی جڑوں پر میٹھا پانی تھوڑا تھوڑا ڈالا جائے تاکہ اُسکی جڑ مٹی سے بالکل صاف ہو جائے پھر شمشاد کی لکڑی کی ایک لنگھی لیجائے اور اُسکی دونوں جانب کے دندانوں میں سے ایک ایک دندانہ چھوڑ کر دوسرا دندانہ توڑ دیا جائے تاکہ ایک دوسرے کا فاصلہ زیادہ ہو جائے پھر اسپر ایسی سنہدی کا ہلکا سا لیپ چڑھایا جائے جو کہ شراب کے سرکہ سے جھگڑی ہوئی ہو پھر اُس لنگھی کو یتوق کی جڑ پر لگا دیا جائے اور غروب آفتاب تک وہ اُسی حالت میں رہے پھر اُسکوار بھرتاروں کے سایہ میں رکھ دیا جائے۔ اور بہتر ہوگا کہ ستارہ مرغ کے مقابل رکھا جائے (واجب ہے کہ اس علاج کو ایسے وقت میں شروع کیا جائے جبیں مرغ کا ستارہ آسمان پر تمام رات یا اکثر حصہ شب میں یا چند ساعت شب میں رہے) پھر آفتاب نکلنے سے پہلے اُسکو اٹھالیا جائے اور جب دو ساعت دن کی گزیریں تو بیلے کی دم کے بال اُس لنگھی کے دونوں جانب ہر ایک دندانہ پر باندھ دیے جائیں اسطرح پر کہ ایک سر بال کا ایک جانب باندھا جائے اور دوسرا سر انگشت دندانہ میں لگا دیا جائے مناسب ہوگا کہ اس عمل کے کرنے والے لڑکے کی آنکھیں احمر (سرخ) ہوں یا ازرق (نیلگون) یا اشقر (مائل بہ زردی و سیاہی جیسا سرنگ گھوڑا) یا وہ نہایت نیلگون آنکھ والا ہو۔ بالآخر وہ اکھیر اُہوا دخت سے اُس لنگھی کے لال ریشم کے بٹے ہوئے ڈور سے سر بیمار نخل پر اُس جانب میں لٹکا دیا جائے جس جانب اُسوقت ہوا چلتی ہو۔ یہ عمل دخت

لے جو گھانس شیرہ دار ہوا اور اسکا شیرہ زہر دار۔ اُسکو یتوق کہتے ہیں۔ (نقوب اللغات)

پر پھل ہونے کے زمانہ میں کیا جانا بہتر ہے اگر بے باری میں بھی کیا جائے تو ہرج نہیں۔ ابتدا سے انتہا تک سارا عمل اُسی لڑکے کے ہاتھ سے ہونا چاہئے جسکے سن و سال اور علامات خاص کا بیان ہم کر آئے ہیں۔ اس عمل سے مرض دفع ہو جائیگا۔ اگر یہ عمل بار بار کے زمانہ میں کیا گیا ہے تو چاہئے کہ دو یا تین دن کے بعد پہلی شاخ سے اُس پودہ کو کھول کر دوسری شاخ میں ہوا کے منہ پر باندھ دیا جائے اور اسی طرح بیمار درخت کے اطراف میں یہ انتقالی عمل جاری رکھنا چاہئے تا آنکہ بیمار نخل کا پھل تیار ہو کر اُتار لیا جائے پھل کے اُتار لیے جانے کے بعد وہ پودہ اُسی شاخ میں بندھا رہے جس میں سب سے آخر مرتبہ باندھا گیا تھا۔ حر یا سورانی نے اس مرض کا نام غضب المسخ رکھا ہے۔ مصنف فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ جادو کے اعمال اور ایسے علاج سے ہم کو بہت نفرت ہے۔ میں نے مثنیٰ نمونہ از خوارے اسکا بیان کیا ہے۔ بنیو شاد نے جو علاج دکھلایا ہے وہ عجوبہ بہت پسند ہے۔ تھوڑا سا ایلو عمدہ شراب کے سرکہ میں گھولایا جائے اور بار آدھی سے چالینس دن پہلے تین تین دن کے فاصلہ سے مریض درخت کے گاہے میں برابر پکایا جائے۔ ایسا کہ یہ علاج نفع بخشے اس علاج کو ۱۴ مرتبہ تک کر سکتے ہیں۔

(۱۹) مرض ساحورا | امراض خرما سے ایک مرض ہے جسکا نام ساحورا ہے زبان عرب میں سحر کے معنی پھیپڑے کے ہیں۔ عالمان علم فلاحۃ نے درخت کے پتون کو پھیپڑے سے تشبیہ دی ہے یعنی انسان کے لئے جو عمل پھیپڑا کرتا ہے وہی عمل درخت کیلئے اُسکے پتون سے ہوتا ہے۔ بدینو جو کہ اس مرض میں پتون کی زنگت بدل کر مائل بسیدی ہو جاتی ہے اسکو عربوں نے ساحورا سے نام زد کیا۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ اسی مرض سے بعض پھل مائل بہ بسیدی ہو جاتے ہیں اور نہیں کہتے۔ جب یہ فوبت پہونچے

تو اس وقت اس مرض کو سحرا کہتے ہیں زبان عرب میں سحر کے معنی علیل کر نیکی بھی ہیں آپ فرماتے ہیں کہ ایسے پھلون کی مٹھاس جاتی رہتی ہے۔ یہ دونوں مرض اذہنین اسباب سے پیدا ہوتے ہیں جنکا بیان ہم نے مرض برص میں کیا ہے اور اس مرض کا علاج بھی وہی ہے جسکو ہم مرض برص کیلئے بیان کر آئے ہیں۔ اور نیز مناسب ہوگا کہ بیمار درخت کے اطراف میں دہی آج سے آگ جلائی جاے اور گاسے کا سوکھا گوبر اسکی جڑوں میں جلا یا جاے پھر اسکی راکھ میں انسانی میلا اور کبوتر اور چڑیوں کی بیٹ جہاں تک مل سکے شریک کر کے اسکا مجموعہ بطور کھاد کے بیمار درخت کے تھالہ میں دفن کیا جاے۔ اس مرض کے لئے ایسے گرم پانی سے آبپاشی مفید ہے جو تانبے کے برتن اور تیز دھوپ میں گرم ہوا ہو۔ امید ہے کہ اس طریقہ علاج سے مرض دفع ہو جاے۔ تو قاضی نے کہا ہے کہ اس مرض کو دفع کرنے میں غفلت نہ کرو اسلئے کہ ایسے مرضی درخت کا پھل کھانے سے انسان کے معدہ کو سخت ضرر پہنچتا ہے۔

(۲۰) مرض موقیطا۔ امراض درخت خرما سے موقیطا بھی ایک مرض ہے جسکو بعض فلاحون نے سماطہ سے بھی نام دیا ہے۔ زبان عرب میں وقیطہ کے معنی بھاری جسم والا اور کسلند کے ہیں جسکو بے خوابی رہی ہو۔ موقوما کے معنی گرایا ہوا۔ اور سبط کے معنی لغت عرب میں لٹکانے اور جھاڑنے کے ہیں۔ مرض موقیطا یا سماطہ میں مادہ خرما کے پھلون کی تمام ڈنڈیاں تیاری کے زمانہ میں پھلون سے خالی ہو جاتی ہیں اگر کچھ باقی رہیں تو بہر خوشہ میں ایک یا دو کہ خمیں پہلے ڈنڈی کے خجج میں لگے رہتے ہیں۔ یہ مرض سردی اور تری کے عکسہ سے پیدا ہوتا ہے جو مادہ خرما پر غالب آتی ہے۔ اور یہ ایک ردی اور موزی طبعیت ہے۔ صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ جس درخت خرما کو یہ مرض عارض ہو چکا ہو

اُسکے پھل گاسے اور بکریوں کو کھلا دیے جائیں۔ انسانوں کو ان پھلوں کا استعمال زیادہ نہ کرنا چاہئے اسلئے کہ صحت کیلئے وہ مفرت بخش ہیں اور چار پائیوں کو ان پھلوں سے کسی نقصان کا اندیشہ نہیں ہے۔ بقول مصنف فلاحۃ النبطیہ اس بیماری کا علاج آسان ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ بیمار درخت کو بکوتر کی بیٹ اور انسان کے میلے کی کھاد دینا چاہئے اور اس کھاد میں آس (فارسی میں اسکو موڑ کہتے ہیں) کی پتہ دار دُندیاں جلا کر اُنکی راکھ ملانا چاہئے۔ بیمار درخت کی جڑوں کے اطراف گڑھا کھود کر اُس مقام پر اس کھاد کا دینا کافی ہوگا اگر گرم پانی کی آب رسانی التزاماً اُسکی جڑوں میں کی جائے تو نہایت فائدہ حاصل ہوگا۔ تو ثنائی نے کہا ہے کہ میٹھے پانی کو ایک تانبے کے ظرف میں بھر کر بیمار درخت کے پاس آگ پر گرم کرو۔ جب وہ جوش کھانے لگے تو اُسی وقت بیمار درخت کی جڑ میں ڈال دو۔ اس صراحت سے یہ مقصد ہے کہ کھولتے ہوئے پانی کے بخارات اُسکی جڑ میں اچھی طرح پر داخل ہوں۔ یہ عمل اُس رطوبت فاسدہ کو دفع کر دے گا جو بیماری کا سبب ہے۔ پانی جب آگ سے گرم کیا جاتا ہے تو آگ اُس میں جوش پیدا کر دیتی ہے اور جوش کی وجہ سے پانی میں ایک لطافت پیدا ہو جاتی ہے ایسا پانی جب جڑوں میں ڈالا جاتا ہے تو اپنی لطافت کی وجہ سے اُنکے تہ تک پہنچ جاتا ہے اور تمام اجزاء غلیظ میں تفریق پیدا کر دیتا ہے۔ بعض وقت اسکی ضرورت لاحق ہوتی ہے کہ اس علاج میں بخار کی جائے۔ صوبت اور شدت مرض میں متواتر علاج کا کرنا ضرور ہے۔ امید ہے کہ اس علاج سے مرض بالکل جاتا رہے۔ یہ مرض بہ نسبت مرض نمبر (۱۲) کے ہلکا ہے۔ اور ان دونوں کے اسباب میں بھی فرق ہے۔

(۲۱) مرض ہوشا | مادہ خرما کے امراض سے ایک مرض ہے جسکی وجہ سے قبل از وقت

درخت میں پھول آجاتا ہے اور بدینوجہ کہ اسوقت زر کا سفوف نہیں مل سکتا۔ وہ مادہ خرما  
 حالمہ نہیں ہو سکتی۔ ایسی مادہ خرما کو عربوں نے ہوشا کہا اور اس مرض کا نام بھی ہوشا  
 رکھا۔ زبان عرب میں ہوشا کے لغوی معنی فتنہ اور اضطراب کے ہیں اور ظاہر ہے کہ فتنہ  
 کے معنی تعجب اور گمراہی اور خلاف کے ہیں۔ اضطراب سے بھڑکاری مراد ہے۔ بدینوجہ  
 کہ موسم سے پہلے بیوقت نخلہ کے پھول آنے اور زر کا سفوف میسر نہ ہونے سے مادہ خرما  
 مضطرب ہوتی ہے اور یہ واقعہ جو خلاف وقت ہوا ہے تعجب سے خالی نہیں۔ اس مرض  
 کا نام ہوشا رکھا گیا۔ جب طلع نخلہ کے خوشے پھوٹتے ہیں اور متفرق ہو جاتے ہیں یعنی  
 پھول کھل جاتے ہیں اور اسوقت حل قرار پانے کا جو ہر نہیں ملتا تو ایسی حالت میں  
 پھول ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہ مرض کم قوتی اور حرارت فاسدہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے  
 اسکی مشابہت اُس عورت سے ہے جو موسم شباب سے پہلے حائضہ ہو جائے صاحبۃ السبط  
 نے اس مرض کا علاج اس طرح پر بتلایا ہے کہ ایسی مادہ خرما کو کسی قدر پیاسا رکھا جائے اور  
 اُسکے بعد گاسے کے گوبر میں کدو اور پستان کے پتے ملا کر بطور کھاد اُسکی جڑوں میں دیا  
 جائے اور اُسکی آبپاشی شب میں کی جائے۔ یعنی آواز شب سے دو گھنٹہ شب باقی رہنے  
 تک۔ ایسے مریض درخت کو دن میں ہرگز پانی نہ دینا چاہئے۔ بعض فلاحان عرب نے  
 کھیرے اور لکڑی کی بیلون کو اُنکی جڑوں اور پتوں اور ڈنڈیوں کے ساتھ زمین سے  
 اکھیر کر بیمار درخت پر لٹکا نا بھی مفید بیان کیا ہے۔ خلیج فارس کے فلاح اس مرض کا  
 علاج عجیب آسان طریقہ پر کرتے ہیں۔ وہ ایسے بے موسم پھول کو فوراً توڑ دیتے ہیں۔  
 اور اُنکے نزدیک یہی بہترین علاج ہے بعض نے کہا ہے کہ ان توڑے ہوئے پھولوں کو  
 بیمار درخت کی جڑوں میں بطور کھاد دفن کر دینا چاہئے۔ امید ہے کہ ان علما جات سے



بیماری دفع ہو جائے۔

(۶۲) مرض الشقاق | امراض نخل سے ایک مرض ہے جسکو حکیم فلاحون نے الشقاق یعنی مشابہ جذام سے موسوم کیا ہے۔ زبان عرب میں الشقاق کے معنی پھٹ جانیکے ہیں۔ اس مرض کے لاحق ہونے سے نخل کا پھل جب کہ زرد اور سرخ ہوتا ہے تو پھٹ جاتا ہے۔ اس مرض سے بعض کچے پھل بھی تڑکنے لگتے ہیں۔ صغریٰ نے کہا ہے کہ اس مرض کے اسباب بالکل وہی ہیں جو مرض جذام میں بیان ہوئے ہیں اور علاج کا طریقہ بھی قریب قریب وہی ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ مرض جذام کی ابتدائی حالت اور آواز میں یہ تشکل قائم ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہکو مناسب نہ تھا کہ اس مرض کو ایک جدا قسم کا مرض بیان کریں لیکن صغریٰ نے اسکو ایک خاص مرض کہا ہے اور اسکے علاج کا طریقہ بھی جدا دکھلایا ہے اور کہا ہے کہ بیمار درخت کے اطراف میں ترکاریوں کی کاشت کی جائے اور خصوصاً چغندر کی کاشت۔ جو نہایت مفید مانی گئی ہے اور سیرابی کے ساتھ آب پاشی کی جائے اور احتیاط کی جائے کہ بیمار درخت کبھی تشنہ ہونے نہ پائے۔ گرد و غبار سے درخت کی حفاظت کی جائے۔ اسطرح پر کہ اُسکے نصف حصہ لٹے پر خرما کی شاخون اور بوریوں کا سایہ ڈال دیا جائے اور گاہے کو بہت اچھی طرح پر دھانک دیا جائے۔ مگر معلوم رہے کہ سایہ متصل قائم نہ رہے ورنہ درخت میں خشکی پیدا ہوگی۔ جس سے مرض جم جاوگا۔ اگر ان تدابیر سے مرض دفع ہو گیا تو سمجھنا چاہئے کہ صرف مرض الشقاق تھا اگر دفع نہ ہوا تو پھر مرض جذام کا علاج شروع کر دینا چاہئے۔

(۶۳) مرض کسبا۔ | امراض نخل سے ایک مرض کسبا ہے۔ زبان عرب میں کسو کے معنی موخر اور پائین و موخر سرین کے ہیں۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ یہ

مرض عجیب ہے۔ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نخلہ کے پھل عموماً پختہ ہو گئے۔ لیکن جب ڈنڈی سے علیحدہ کیا جائے تو ڈنڈی کے آخر حصہ یعنی نیچے کی جگہ میں سبزی معلوم ہوتی ہے اور پھل سخت رہتے ہیں۔ گویا یہ پھل پختگی کا لباس پہن چکے ہیں مگر حقیقت خام ہیں۔ زبان عرب میں کسی کے معنی جامہ پوشیدن کے ہیں۔ مولف کہتا ہے کہ ان معنوں کے لحاظ سے بھی اس نام کی مناسبت ثابت ہوتی ہے۔ ابن حشہ فرماتے ہیں کہ اس مرض کی وجہ سے پھل میں حلاوت نہیں ہوتی اور نہ اس میں مغز ہوتا ہے۔ اور نہ عمدہ خرمایطرح اس سے بھوک دفع ہوتی ہے۔ اس مرض کا سبب مادہ فاسدہ کا انجماد ہے یعنی شادابی کا باقی نہ رہنا اور غذا سے ارضی کا مضغ نہ ہونا۔ یا ان اجزاء ارضی کا منقود ہو جانا جو درخت کی اعلیٰ پرورش کے لئے ضروری ہیں۔ ان خرابیوں کی وجہ سے ایک رطوبت غلیظہ نخلہ کی طبیعت پر غالب ہوتی ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ یہ مرض عارض ہوتا ہے۔ لائق مصنف فرماتے ہیں کہ اسکا علاج تیز کھاد کا استعمال ہے۔ جیسے انسانی سیلہ یا کبوتر کی بیٹ حمین راکھ کی کھاد شریک ہو اور صرف راکھ بھی اس مرض کو دفع کر دیتی ہے جبکہ ساتھ پُرانی مٹی بھی شریک رہے۔ پُرانی مٹی کی عجیب خاصیت ہے درخت خرمائے کے لئے اکثر امراض میں نافع پائی گئی ہے۔ تو تاجی کی رائے ہے کہ مرلیفہ کو ہر روز ۳ گز لاہنی لکڑی سے لگاتا مارا جائے اور تو مند شخص اُسکے تہ کو پکڑ کر خوب ہلائے۔ یہ علاج اس مرض کو زائل کر دے گا۔ اس مرض کو مرض نمبر (۱۶) کے ساتھ منشا ہے۔ مگر دونوں کی علامات میں نازک فرق ہے اور دونوں کے اسباب بھی جدا ہیں۔

(۲۴) مرض حموضہ یعنی پھلوں کی ترشی کا مرض۔ | امراض خرمایں سے یہ ایک ایسا مرض ہے جو تمام امراض سے بدتر خیال کیا جاتا ہے۔ اسکی تاثیر یہ ہے کہ خرمایختہ ہونے کے بعد

کھٹا ہو جاتا ہے۔ ترشی اس قدر غالب ہو جاتی ہے کہ اُسکے کھانے کی مطلق رغبت نہیں ہوتی۔ بکریاں تک اُس سے نفرت کرتی ہیں اسلیے کہ اُس سے ترش بو آنے لگتی ہے۔ قدامے کروائین سے بعض کا خیال ہے کہ پھلوں پر چمکا در کے پیشاب کر دینے سے یہ بات پیدا ہو جاتی ہے مصنف فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ اُنکو اس سے اختلاف ہے۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ زمین کی طبیعت میں کھار ہوتا ہے اور درخت خرم بعض وقت اُسکو کینچ لیتا ہے اور اُسکے اجزاء میں کھار سرایت کر جاتا ہے اور بڑے بڑے پھل کو ترش کر دیتا ہے۔ لائق مصنف مذکور اسکو بھی نہیں تسلیم کرتے بعض فلاخون نے کہا ہے کہ یہ مرض درخت خرم کی بعض شاخوں سے پیدا ہوتا ہے اور وہ ایسی شاخیں ہیں جنکا پھل تپلا ہوتا ہے۔ جب اُن شاخوں پر ہوارگ جاتی ہے تو پھل میں ترشی پیدا ہو جاتی ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں۔ اگرچہ من وجہ یہ سبب صحیح ہے۔ لیکن تنہا اسی وجہ سے ترشی نہیں پیدا ہو سکتی۔ آپ لکھتے ہیں کہ اس مرض کے اسباب میں فلاخان عرب نے بڑی بحثیں کی ہیں۔ بہتوں کی رائے یہ ہے کہ یہ مرض ہوا کی تاثیر سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی جب کہ جنوب سے نرم ہوا متصل چلتی رہتی ہے تو اُس وقت پھلوں میں دبیلا پن اور رطوبت پیدا ہو جاتی ہے اور رطوبت کی کثرت پھل کو ترش کر دیتی ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے اسلیے کہ صرف رطوبت کی کثرت ترشی کا باعث نہیں ہو سکتی بلکہ ایک دوسری ردی کیفیت اُسکے ساتھ شامل ہوتی ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ یہ سب اقوال کچھ بے منی سے ہیں اتنا البتہ ہے کہ بعض اقوال میں ایسی چیزوں کا بیان ہے کہ اُنکے ساتھ دوسرے اسباب جمع ہونے میں تو اُس وقت ترشی کا پیدا ہونا ممکن ہے۔ آپ کا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ ترشی دو سبب سے پیدا ہوتی ہے

پہلا سبب داخلی ہے اور دوسرا خارجی۔ داخلی سبب مادہ خرم کی طبیعت جو جس میں فساد عارض ہو جاتا ہے۔ خارجی سبب ہواؤں کا اختلاف ہے جو ایک خاص صفت پر اثر کرتا ہے۔ پس انہیں دو اسباب داخلی و خارجی کے جمع ہونے سے پھل ترش ہو جاتا ہے۔ صغریٰ نے بھی اسکے متعلق اپنی رائے کا اظہار فرمایا ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ داخلی علت سردی اور ایک قسم کی عفونت ہے جو پانی کی وجہ سے تمام جسم میں پیدا ہو جاتی ہے اور یہی چیز پھل کو ترش کر دیتی ہے۔ چونکہ یہ سردی کی عفونت ہے اور رطوبت سے پیدا ہوتی ہے لہذا حرارت کو اس سے کچھ تعلق نہیں ہے بعض نے کہا ہے کہ خفیف سی حرارت کو بھی اس میں دخل ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جن اجسام میں عفونت آ جاتی ہے انہیں کچھ گرمی نہیں ہوتی۔ انکا یہ جواب ہے کہ رطوبت کے زمانہ میں جب کہ سردی اور کثافت علی الاتصال رہنے سے عفونت کی نوبت آ جاتی ہے تو تھوڑی سی گرمی کا آ جانا بھی لازمی ہے جو سردی کے باطل ہونے کے بعد باقی نہیں رہتی یہ گرمی رطوبت کو بالکل خشک نہیں کر سکتی۔ اور جب مادہ خرم کے جسم میں ترشی پیدا ہو کر اسکے تمام اجزاء میں پھیل جاتی ہے تو بار آورمی شروع ہو جاتی ہے اور پھلون میں انکی لطیف رطوبتوں کے ساتھ یہ فاسد رطوبت جمع ہو جاتی ہے اور پھلون کا جوہر اصلی ترش ہو جاتا ہے۔ اگرچہ خام حالت میں بھی یہ ترشی موجود رہتی ہے لیکن کیلا پن اُسپر غالب رہتا ہے۔ جب پھل کمال کو پہنچتا ہے اور پک جاتے ہیں تو انکا اصلی جوہر اندرونی رطوبت کی وجہ سے ظاہر ہو جاتا ہے اور اس حالت میں ترشی کی کثرت مزہ میں ظاہر ہونے لگتی ہے۔ اسی کی وجہ سے پھلون کی ترقی میں بھی خلل واقع ہوتا ہے۔ عربوں نے اس بیماری کا نام حموضہ رکھا اور یہ اس لفظ کے لغوی معنی کے لحاظ سے صحیح ہے بمعنی فلاحۃ النبطیہ نے اس مرض کا علاج

متعدد طریقوں پر سمجھایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس رطوبت غلیظہ کے دفع کرنے میں صبر کے ساتھ علاج کرنا چاہیے کیونکہ یہ مرض ایسا نہیں ہے جو جلد زائل ہو۔ اول رطوبت فاسدہ کو دفع کرنا چاہیے اور پھر رطوبت صالح کی فکر ہونی چاہیے۔ سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ مریض درخت کی جڑوں کے اطراف میں آگ جلائی جائے اور وہ راکھ جو آگ جلانے سے حاصل ہو کھاد میں ملا کر دی جائے۔ اس آگ کا ایندھن آس یا چنار یا جھاؤ کی لکڑیوں کا ہونا چاہیے۔ جب راکھ جمع ہو جائے تو درخت کے اطراف میں ۳ گز کا عمیق گڑھا کھودا جائے اور اس راکھ میں مٹی اور کھاد ملا کر اُسکو بھردیا جائے اس عمل سے رطوبت فاسدہ کی اصلاح میں بہت مدد ملے گی اور پھر کہولنا ہوا گرم پانی درخت کے گاہبہ میں ڈالا جائے۔ یہ علاج بہت ہلکا ہے۔ اکثر اوقات ازالہ مرض کے لئے کافی نہیں ہوتا اور قومی علاج کی ضرورت ہوتی ہے وہ اس طرح پر ممکن ہے کہ تندرست مادہ خرما کے پھلوں سے ۳۰ رطل چھل لیے جائیں اگر یہ مقدار پھلوں کی متعدد درختوں سے جمع کی جائے تو کوئی ہرج نہیں ہے پھر ان پھلوں کو درخت خرما کی بیکار شاخوں اور پتوں اور جڑوں کی آگ میں جلایا جائے اور اُسکی راکھ پر تھوڑا سا میٹھا پانی منہ سے چھڑکا جائے اور دو یا تین دن تک اُسکو اپنے حال پر چھوڑ کر پھر وہ راکھ مادہ خرما کے لب (گاہبہ) میں چھونکی جائے اور ساتھ ہی تھوڑا سا پانی بھی اُس میں چھوڑا جائے اور پھر اُسی راکھ کا ایک بڑا حصہ اُس بیمار درخت کی جڑوں میں ڈالا جائے اور پھر اُسکے تنہ اور شاخوں پر نہایت ترش سرکہ سے ملا ہوا گرم پانی چھڑکا جائے۔ اور بن شاخ میں بھی پہنچایا جائے۔ اگر ہو سکے تو صرف کھٹا سرکہ بدون گرم پانی کے بن شاخ پر ڈالا جائے اور قسط کی لکڑی کو جسکو ہندی میں کوٹ کہتے ہیں کوٹ کر اُسکے سفوف میں نہایت ترش سرکہ ملا کر بیمار درخت کے لب میں اور کسی قدر تنہ درخت پر چھڑکا

جائے اور اسی کا ایک حصہ جڑوں میں بھی ڈالا جائے۔ قسط کا سفوف اپنی لطافت کی وجہ سے خارجی ترشی کو داخلی ترشی تک پہنچا دیتا ہے اور وہ داخلی ترشی کو کھینچ لیتی ہے۔ مناسب ہے کہ سرکہ کا علاج ماہ شباط (مطابق چھان) کے آغاز یا وسط سے شروع ہو اور بار آورسی کے وقت تک برابر جاری رہے۔ زمانہ بار آورسی میں پھلوں کو خام حالت میں ایسے وقت درخت سے توڑ لینا چاہئے۔ جب وہ کسی قدر بڑے ہوں یعنی بُسر کے درجہ میں پہنچ چکے ہوں اور پھر وہ دو مہینہ تک دھوپ میں خشک کئے جائیں پھر انکو مادہ خرم کی شاخوں کے اطراف میں متفرق طور سے لٹکا دیا جائے اور کتان کے کپڑے کی تھیلیوں میں مٹھی بھر تک نیم کو فٹہ ڈالکر انکو بھی درخت کے ہر ایک حصہ میں لٹکا دینا چاہئے جب مرض شدت کے ساتھ ہو تو ان سب علاجات کو یکے بعد دیگرے کرنا چاہئے۔ اور برابر جاری رکھنا چاہئے۔ امید ہے کہ ان تدابیر پر عمل کرنے سے مرض دفع ہو جائے۔

(۲۵) مرض مُتہالی یا شیش۔ امراض خرم سے ایک مرض مُتہالی ہے جسکو بعض فلاحان عرب نے شیش بھی کہا ہے۔ جبکا اشارہ ہم نے گزشتہ حصہ میں کہیں کہیں کیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۶۶ و ۱۲۴۔ اس مرض کی علامت یہ ہے کہ جب مادہ خرم کو حاملہ کیا جائے تو وہ اُسکو قبول نہ کرے اور گرا دے اور اگر باتفاق حمل ٹھہر بھی جائے تو خرم میں گٹھلی پیدا نہ ہو۔ مُتہالی کے معنی زبان عرب میں ڈرانے والے کے ہیں اور شیش کے معنی خرم نابستہ۔ جس سے خرم کا حاملہ نہ ہوا مراد ہے۔ اس مرض کے اسباب بن زمین شور کو زیادہ دخل ہے یعنی جو درخت خرم ازین شور میں لگایا گیا ہے یا اُگا ہے اُسکو اکثر یہ مرض لاحق ہوتا ہے۔ نیز جو اسباب مرض حایل کے لئے بیان ہوئے ہیں کبھی کبھی وہ بھی اس مرض کا سبب بن جاتے ہیں۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ اگر بیمار درخت گول چل ۱۱

ہے تو انسانی میلا اُسکے طلع کے چھپے ہوئے حصہ میں پہنچانا چاہیے تاکہ اُسکی ہوا بدبو دار ہو جائے اگر وہ درخت دراز پھل کا ہے تو اُسکے طلع میں نر کا سفوف مٹنے سے پھونکا جائے اور لحاظ رہے کہ گندہ دہن اس عمل کو ہرگز نہ کرے جبکلی گل خرو یا اکلیل الملک (ایک قسم کی گھانسی ہے) کی ڈنڈیوں سے سفوف کا پھونکا جانا بہت مفید ہے۔ اگر بیمار درخت سرخ پھل والا ہو تو سفوف کے ساتھ عوامان کی گھانسی ملا کر حاملہ کیا جائے۔ اس گھانسی میں بدبو ہوتی ہے اور اس عمل کے لئے اُسکی شرکت مفید مانی گئی ہے۔ احمد بن وحشیہ نے کہا ہے کہ یہ گھانسی باغات میں خود بخود پیدا ہو جاتی ہے اور ہمارے زمانہ میں اُسکو خربق کہتے ہیں۔ بصرہ کی نہروں کے کناروں پر کثرت سے اگتی ہے نصف منہی الارب فرماتے ہیں کہ خربق ایک گھانسی ہے۔ جسکے پتے بازنگ کے پتوں سے مشابہ ہوتے ہیں۔

ثو ثامی کا قول ہے کہ حب کالج اور صحرائی پودینہ کے پتوں سے نر کا سفوف پہنچانا بہت مفید ہے اسلئے کہ ان دونوں کے اثر سے مادہ خرماعمل کو بہت جلد قبول کر لیتی ہے۔ صاحب فلاحۃ البیطیہ فرماتے ہیں کہ ان دواؤں کے سفوف کو سفوف فحل کے ساتھ شامل کرنا چاہئے۔ پس اگر نخلہ کے حاملہ ہو جانے کے بعد پھلوں میں خرابی کے آثار نظر آئیں تو انسانی خشک میلا اٹھلی کے سرے کے برابر خوشہ خرما کے جوف میں رکھ دیں اور خرما ہی کے پتوں سے دو جگہ پر اُس خوشہ کو باندھ دیں۔ ۱۴۰ یا ۲۱۰۔ ۲۸ دن کے بعد خوشہ کو کھول دیں اور جو کچھ اُس میں رکھا گیا ہے اُسکو جھاڑ دیں۔ امید ہے کہ پھل عمدہ حالت میں نظر آئیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس مرض کے دفع کرنے کیلئے پھل کی ڈنڈیوں کو ایک ایسی شے کی حاجت ہوتی ہے جسکی ہوا تیز ہو اور وہ

جلد سرائیت کرنے والی ہو۔ بدبو دار ہو یا خوشبو دار۔ مگر خوشبو دار ہو کی تیزی بہ نسبت بدبو دار کے بعض درخت خرما کے لئے زیادہ مفید ہے۔ پس سیلے کی شرکت بدبو کی ضرورت سے نہیں ہے بلکہ اُس خاصیت کی وجہ سے جو اس میں ہے۔ یعنی انسانی سیلے کی بو کے ساتھ درخت خرما کو خاص الفت اور موافقت اور موافقت ہے۔

(۲۶) مرض رکاب | منجملہ امراض خرما ایک مرض ہے جسکا نام رکاب ہے۔ زبان عرب میں رکب بکسر اول و ثانی اُس ہنالِ خرما یا شاخِ خرما کو کہتے ہیں جو تنہ پر نکلے اور زمین تک نہ پہنچے۔ رکاب اسکی جمع ہے۔ جس درخت میں رکاب نکلی ہوں۔ اُسکے نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ مرض رکاب میں مبتلا ہوا۔ اس مرض کا سبب فزہبی اور غذا کی کثرت ہے۔ ان شاخوں یا پودوں کا تنہ پر قائم رکھنا درخت بیمار کے لئے مفید نہیں ہے۔ اسلئے کہ جب یہ ترقی کرتے ہیں۔ ساری قوت کھینچ لیتے ہیں۔ بیمار درخت کی چوٹی اور شاخوں کی غذا بند ہو جاتی ہے۔ اور آخر وہ خشک ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ خشک ہو جاتا ہے تو اُسکا تنہ اور اُسکی جڑیں بھی بے کار ہو جاتی ہیں۔ اور جب جڑیں بیکار ہو جاتی ہیں تو رکاب کی پرورش کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہتا۔ آخر وہ بھی خشک ہو جاتی ہیں۔ پس ہوشیار فلاحون کا کام ہے کہ اس مرض کے علاج میں غفلت نہ کریں۔ صاحب ملاحظۃ النیطیۃ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نخلہ یا نخل پر رکاب کے آثار پائے جائیں۔ تو سمجھ لو کہ مرض رکاب لاحق ہوا۔ سب سے پہلے رکاب کو تنہ درخت سے کاٹ دو اور درخت کی آب پاشی وقفہ کے ساتھ کیا کرو۔ جڑوں کے اطراف ایک چھوٹی سی خندق کھود کر اُس میں اگ جلاؤ۔ اگر رکاب دراز ہو چکی ہوں۔ اور اُن کا سر زمین تک پہنچ سکتا ہو تو اولے یہ ہے کہ انگوڑی کی طرف جھکاؤ۔ اور اُنکے سر کو درخت



کے شمال میں دفن کر دو۔ ایک مہینہ میں انہیں جڑیں پیدا ہوں گی۔ پھر رکاب کا تعلق تنہ سے قطع کر دو۔ اگرچہ رکاب میں بہت جلد جڑ پیدا ہو جاتی ہے لیکن زیادہ عرصہ میں نشوونما کی ذبت آتی ہے جب تک نشوونما کے آثار ظاہر نہ ہوں تبدیل مقام کا ارادہ نہ کرنا چاہئے جب ان میں نئی شاخیں نکل آئیں تو پھر احتیاط سے انکو نکال کر ایک جدا اور مستقل مقام میں قائم کر دو۔ اس تدبیر سے امید ہے کہ بیمار درخت کا ثمرہ متغیر نہ ہوگا۔ یہی ایک مرض ہے جسکا علاج ہم خرم و ہم ثواب کا مصداق ہے۔

(۲۷) مرض انفلاق الطلع۔ درخت خرم کے امراض سے ایک مرض ہے جس کے لاحق ہونے سے اس کے پھول عفونت اور فساد کی وجہ سے پھٹ جاتے ہیں۔ انفلاق الطلع کا فطری ترجمہ پھول کا پھٹ جانا ہے۔ پس ایسے پھول میں یا تو پھل آتا ہی نہیں اور اگر آیا بھی تو بد رنگ اور بد مزہ اور سخت ہوتا ہے۔ صاحب نلاحۃ النبطیہ نے اس مرض کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اسباب مرض سے سکوت فرمایا ہے۔ فلاحان عرب کی رائے ہے کہ رطوبت اور برودت کی کثرت اسکا سبب ہے جو آخر میں متعفن ہو جاتی ہے اور اسی عفونت اور رطوبت غلیظہ کے اثر سے طلع یعنی پھول پھٹ جاتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ جو درخت زیادہ شادابی کی حالت میں مرض رکاب میں مبتلا نہیں ہوتا اور شباب کا موسم آ جاتا ہے اسکو انفلاق الطلع کا مرض لاحق ہوتا ہے۔ ضرورت سے زیادہ قوت اور غذا طبیعت کو کم کر دیتی ہے اور اسکا لازمی نتیجہ بیماری ہے۔ پھول نکلنے کے زمانہ میں مرض کا غلبہ ہوتا ہے تو اس مرض کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ تجربہ کار فلاحان نے اس مرض کے علاج کے لئے دو طریقے بتلائے ہیں۔ صاحب نلاحۃ النبطیہ کی رائے ہے کہ ایسے بیمار درخت کو اعتدال کے ساتھ گرم کھا دینا چاہئے اور آب رسالی کسی

قدر کم کی جائے تاکہ درخت پیاسا رہے۔ اور پٹھے ہوئے پھول اور پھل پر ادویہ کا استعمال کرنا چاہئے تاکہ اسکا اثر مرض لاحقہ کو دفع کرے اور عمدہ ثمرہ بھی ہاتھ آئے۔ پس مناسب ہے کہ پیاسا ہوا گلاب ہمارے پھلون پر اس طرح لکایا جائے کہ پھل اس سے غبارگون ہو جائیں۔ پھر ان پر ثمرۃ الکس (اس سے طلع نخل مراد ہے یعنی درخت نر کا پھول جسکے سفوف سے مادہ حاملہ ہوتی ہے) بلایا جائے تاکہ کس کا غبار گلاب کے لب پر جم جائے آپ فرماتے ہیں کہ اگر گلاب دستیاب نہ ہو تو اس کے عوض آس کا استعمال ہو سکتا ہے۔ کوشش کی جائے کہ تازہ آس ہاتھ آئے۔ آس کی تازگی حل کے لئے زیادہ مفید ہوگی۔ آس کے استعمال سے درخت کا رنگ سُرخ یا زردی مائل ہو جائے گا۔ اور پھلون کا رنگ سبز رہے گا۔ مینوشاد نے اس عمل کی نسبت کہا ہے کہ گلاب کی پتیوں کے ساتھ آس کی ثابت پتیاں ملائی جائیں۔ اور ان کو مادہ خرما کے پھلون پر درخت خرما کے پتوں کے ساتھ باندھ دینا چاہئے۔ صاحب فلاحۃ البنبطیہ کو اس رائے سے اختلاف ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ پیاسا ہوا گلاب اس سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ پیسی ہوی چیز زیادہ چسپان ہوتی ہے۔ اور اس کا تجربہ کیا گیا ہے کہ پیاسا ہوا گلاب دفع مرض کے لئے اکثر مفید ہوا ہے۔ آپ کا قول ہے کہ یہ صرف میرا تجربہ ہے۔ ممکن ہے کہ مینوشاد کا تجربہ وہ ہو جسکو اس نے بیان کیا۔ پس مناسب ہے کہ جس طرح آسانی ہو اس طرح عمل کیا جائے اس تدبیر سے نہ صرف درخت کا مرض زائل ہوگا۔ بلکہ موجودہ ثمرہ میں بھی اچھی حالت پیدا ہوگی۔

(۲۸) مرض اِثمار | زبان عرب میں اِثمار کے معنی کسرہ الف کے ساتھ زیادہ بار آداری کے ہیں۔ اس مرض کے لاحق ہونے سے درخت خرما میں کثرت سے بار آتا ہے۔ اس مرض کا

سبب بھی کثرت غذا اور کثرت قوت ہے۔ اس حالت میں اگر مرض انشقاق الطلع لاحق نہ ہوا تو اکثر اثمار کا مرض پیدا ہو جاتا ہے اسکا آسان علاج یہ ہے کہ پھلوں کو کم کر دیا جائے۔ اور سات خوشون سے زیادہ باقی نہ رکھے جائیں۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے اس مرض کو لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ پھل کے کم کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ حالت تشنگی میں نیز درانتی سے خوشے کاٹے جائیں اور دخت کے تعالہ میں سڑی ہوئی کھاد کا استعمال کیا جائے۔ انسان کا میلا اور کبوتر کی بیٹ اور چوہے کی مینگیان اور سڑا ہوا پیشاب یہ سب اسکے لئے مفید ہیں۔ سال کے اکثر ایام میں اسکا استعمال بطریق کھاد کرنا چاہئے۔ امید ہے کہ یہ بیماری دفع ہو۔

(۳۰ و ۲۹) مرض عسایا و سبار۔ | امراض دخت خرما سے عسایا اور سبار بھی دو مرض ہیں زبان عرب میں عسوکے معنی کلان سال ہونے اور خشک ہونے کے ہیں بعضوں نے اس مرض کو عشا ش سے نام زد کیا ہے جبکہ لغوی معنی شاخوں کی کاستگی اور بیلان اور خشکی کے ہیں۔ سبار کا مادہ سبڑ ہے۔ اصل وہنا د کے معنوں میں عربوں نے اس لفظ کا استعمال کیا ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ مرض سبار مادہ خرا کو اسفل یعنی بنیاد سے کھا جاتا ہے۔ اور مرض عسایا کے لاحق ہونے سے اسکی شاخیں گر جاتی ہیں اور چوٹی ضعیف ہو جاتی ہے اور مخر بھاری ہو جاتا ہے۔ اکثر اوقات میں یہ دونوں مرض ایک ساتھ عارض ہوتے ہیں۔ اسکے اسباب کہن سالی اور ضعیفی اور نا طاقتی اور زہنی کھار کی تیزی ہیں۔ تجربہ کار نلاحون کی رائے ہے کہ امراض بیل و دوق و جذام و مسدھی کے اسباب جنکا بیان ہم کر آئے ہیں عالم ضعیفی میں جمع ہونے کی وجہ سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان امراض کا علاج ہیئت مجموعی ان دونوں مرض کیلئے

مفید ہے۔ لیکن نازک خیال فلاخون نے ان کے لئے ایک خاص علاج بھی بیان کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مریضہ کی جڑ کے اطراف ایک گڑ چھوڑ کر خندق کھودی جائے۔ اور لال مٹی میں گاسے کا گوبر ملا کر اُسکو بھر دیا جائے۔ بھرے ہوئے مقام کی سطح معمولی سطح سے کسی قدر بلند رہے۔ پہر گاسے کے گوبر کو گاسے کے پیشاب میں ملا کر اُسکا لپ تمام تنہا پر چڑھا دیا جائے۔ اور تھوڑا سا گاسے کا پیشاب اُسکے لب میں ڈالا جائے۔ امید ہے کہ اس تدریس سے نفع ہو۔ مینوشاد کہتے ہیں کہ ٹھنڈے پانی میں تمام دن بیتھی بھگوئی جائے۔ پہر اُس پانی کو مادہ خرما کے لب میں اور اُسکی چوٹی پر اور نیز چھوٹی چھوٹی شاخوں پر ڈالا جائے اور یہ عمل متواتر جاری رہے۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اس طرز عمل نے مرض میں کاشتگی پیدا کی۔ علاج کے یہ دونوں طریقے دونوں امراض کے لئے مفید ہیں۔ خواہ وہ دونوں ایک ساتھ عارض ہوں یا جدا جدا۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ کی رائے ہے کہ دونوں علاج کو بدل بدل کر کرنا بھی جائز ہے اور ایک ساتھ بھی۔ مرض نمبر ۱۱ (مُسدی) اور اس مرض کا فرق ظاہر ہے کہ وہ آغاز عمر ہی میں عارض ہو جاتا ہے اور یہ اوائل عمر میں۔

(۳۱) مرض باسانا | امراض نخل سے ایک مرض ہے جسکا نام باسانا ہے

باس کے معنی زبان عرب میں خوف و بلا کے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ بڑا خوفناک مرض ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ یہ مرض اُسی نخلہ کو لاحق ہوتا ہے جو فرسودہ اور کہنہ ہو۔ لیکن یہ مرض۔ مرض ضعیفی کے سوا ہے۔ یہ سست کی وجہ سے شاخیں پستلی ہو جاتی ہیں اور چوٹی باریک ہو جاتی ہے اور منفر کم۔ پس جب یہ بیماری اُس مادہ کو واقع ہو جو ادھیڑ ہے تو اُسکے گاہبہ کے اطراف میں مٹی کا استعمال کرنا چاہئے۔ اور امید کرنا چاہئے کہ بُن شاخ میں جڑ میں پیدا ہوئی۔ ہم نے اس طریقہ کو گزشتہ حصہ

مین بیان کیا ہے (دیکھو بیماری نمبر ۴۲) اس علاج سے نفس مرض کا ازالہ نہ ہوگا بلکہ مریض درخت کی شاخوں سے نئے دخت قائم ہو سکیں گے بدینہ وجہ کہ مرض خوفناک ہے یہی علاج بہتر ہے۔ لیکن علاج کے لئے گائے کے گوبر کی کھاد سے کام لے سکتے ہو ساتھ ہی اس درخت کو سیرابی کے ساتھ پانی دینا چاہئے۔ ٹھنڈا اور صاف پانی اسکی شاخوں اور تنہ پر چھڑکو۔ اور رطوبت پہنچانے کی کوشش کرو۔ اور بیمار درخت کے لب مین گرم پانی ڈالو۔ کبھی اس مرض کے ساتھ ایک دوسرا مرض بھی شریک ہو جاتا ہے۔ جسکا نام بلجاحی ہے۔

(۳۲) مرض بلجاحی۔ زبان عرب مین بلج کے معنی خشک ہونے کے ہین۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ مرض بلجاحی سے خرمائی پھوٹی اور بڑی شاخین ایک جانب سوکھ جاتی ہین اور دوسری جانب بدستور تروتازہ رہتی ہین۔ بعض وقت تروتازہ حصہ بار آور ہوتا ہے اور بسا اوقات بار آوری رک جاتی ہے۔ پس اگر اسکا مردہ حصہ دبلا اور بہت خشک ہو گیا ہے اور سبزی بالکل باقی نہیں رہی ہے تو سمجھ لو کہ مریض لا علاج ہے اگر انہیں خشکی کا آواز ہے اور کسی قدر سبزی اور طراوت باقی ہے تو امید کرنا چاہئے کہ مرض علاج پذیر ہوگا۔ اس مرض کے اسباب وہی ہین جو مرض باسانا مین بیان ہوے اور وہی علاج اسکے لئے بھی مفید ہے جو مرض باسانا کی نسبت بیان ہو چکا ہے کھولتے ہوئے پانی کو بیمار درخت کے لب مین چھڑکنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ یہ چھڑکاؤ کثرت سے ہو۔ تاکہ اسکے اطراف مین بہہ کرتہ پر سے گزرے۔ ایسے بیمار درخت کو گرم کھاد نہایت مضر ہے۔ گائے کا گوبر بکریوں کی میٹلیاں جنہیں کچور کی شاخوں اور پتوں کی رکھ شریک ہو فائدہ بخش ثابت ہوئی ہین۔ اس کھاد کے استعمال سے اکثر مریض درختوں مین نشوونما

کے آثار نظر آئے ہیں۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے اس مرض کا ذکر کیا ہے۔

(۳۳) مرض مُسْفَہ | صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ درخت خرما کے امراض میں ایک مرض ہے جسکے عارض ہونے سے پختہ پھلون میں نہ شعاں ہوتی ہے اور نہ رطوبت بعفر اوقات ایسے مریض درخت کے پھل گل جاتے ہیں اور متفرق ہو کر بکھر جاتے ہیں اور طلاوت کا نام و نشان اُن میں باقی نہیں رہتا۔ مثل قب کے مُنہ میں ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ لغت عرب میں تغہہ کے معنی بے مزہ کے ہیں اور مُتغہہ بے مزہ کرنے والی چیز اسکا سبب ایک خاص قسم کی خشکی ہے جو صرف پھل میں پیدا ہوتی ہے درحالیکہ اُسکے تمام بدن میں خشکی نہیں ہوتی۔ اسکے علاج کے لئے پھلون میں رطوبت پہونچانا چاہئے۔ درخت خرما کا خاصہ ہے کہ کبھی رطوبت اُسکے اعلیٰ سے اسفل میں آ جاتی ہے۔ پھر جب اُسکا اسفل مرطوب ہو جائے تو رطوبت اعلیٰ کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ اسکی مثال انسان میں دونوں قدم کی شرکت اُن پٹھوں میں ہے جو قدم تک پہونچے ہیں۔ اور حرام مغز میں جبکانت دماغ ہے اور وہ وہاں سے پھیل کر کمر میں آتا ہے۔ جب دونوں قدم میں برودت پیدا ہو جائے تو پٹھے اُس برودت کو دونوں قدموں سے حرام مغز تک پہونچا دیتے ہیں پھر حرام مغز اُن کو دماغ تک پہونچا دیتا ہے۔ یہی حال مادہ خرما کے مغز کا ہے۔ خرما کی شاخیں انسان کے پیر اور پنڈلیوں کے مثل ہیں اور مادہ خرما کی جڑیں انسان کے سر اور بالوں کا کام کرتی ہیں۔ اسی تمثیل سے تم مدلو اور عقل کو دوڑاؤ۔ اس مرض کے علاج کیلئے گرم رطوبت متوسط درجہ میں پہونچانی مناسب ہے۔ اس تدبیر سے پھل میں رطوبت پیدا ہوگی اور درخت کی جڑیں اعلیٰ حصہ کو سیراب کر دینگی۔ اسلئے کہ چھوٹی سپید شاخیں درخت خرما کے بدن میں پھیلی ہوئی ہیں جیسا کہ انسان کی شرائیں۔ اور سبز شاخوں کا تعلق بڑی

جڑوں سے ہے۔ ہر دراز شاخ کے لئے ایک بڑی جڑ ہوتی ہے جسکو فلا جان عرب  
 فواد کہتے ہیں۔ چھوٹی جڑوں کا نام زبان عرب میں اذنا ب ہے اور مہین جڑیں اتباع  
 کہلاتی ہیں۔ کل جڑوں کی تین ہی قسم ہیں۔ بڑی جڑوں کے چودہ درجے ہیں۔ اور  
 شاخوں کی بھی ۱۷ قسم۔ پس مادہ خرما کے بلند حصہ میں ہر ایک شاخ کو مدہو بچانے  
 والی ایک خاص جڑ اسکے اسفل میں ہے۔ ایک سمجھ دار اور زیرک ظلال کو اس جڑ کا معلوم  
 کر لینا کچھ مشکل نہیں ہے جس سے وہ شاخ متعلق ہے جسکو پھل سے اتصال ہے۔ پس  
 اسی جڑ کو جوش دئے ہوئے لطیف پانی سے سیراب کرنا چاہئے۔ تاکہ اسکی متعلقہ شاخ کے  
 پھلون میں اچھی طرح پر رطوبت پہونچ سکے۔ یہی رطوبت پھل کے اندر مٹھانس پیدا کر گئی  
 پھل میں تازگی پیدا ہوگی۔ خشکی دفع ہو جائیگی۔ سو کہے ہوئے پھل مثل تندرست پھلون  
 کے تر ہو جائیں گے۔ اور لزج مادہ ان میں پیدا ہوگا۔ قونامی کا قول ہے کہ درخت خرما  
 کی لکڑیاں اور زرمادہ کے پھلون کا پوست اور شاخ خرمائے ہول (جو خشک شاخوں کے  
 گر جانے کے بعد تنہ پر قائم رہتے ہیں) اور شاخوں کے خشک پتے لیکر ان سب کو باجم جلاؤ  
 اور اسکی گرم راکھ جمع کرو۔ پھر تانبے کی ایک دیگ میں میٹھا پانی بھر کر اس راکھ کو اس میں  
 ڈال دو اور اسقدر گرم کرو کہ اس میں دو تین دفعتاً بال آجاسے۔ پھر اس گرم پانی میں سے  
 کسی قدر بیمار درخت کے گلابہ میں ڈالو اور باقی پانی سے اسکی جڑوں میں آبرسانی کرو  
 پھر زرد آلو کی گٹھلیاں لیکر توڑی اور کوئی جائیں اور انکے سفوف میں سپستان کی گٹھلیاں  
 مہین کوٹ کر ملائی جائیں اور اس مجموعہ کو بند جگہ میں سڑایا جاسے۔ پھر جھاؤ اور اس  
 کی لکڑیوں سے اسکو جلا یا جاسے اور اسکی راکھ کو گاسے کے گوبر میں ملا کر اعتدال کے  
 ساتھ اسکو بطریق کھاد استعمال کیا جاسے۔ اسکا سلسلہ برابر جاری رہے۔ اس علاج سے

آئندہ بار حالت صحت میں رہے گا۔ پہلون کی رطوبت اور مٹھاس درست رہیگی۔

(۳۴) مرض قسامی | امراض نخل سے ایک مرض ہے جسکا نام سوران کے فلاحون نے قسامی رکھا ہے۔ زبان عرب میں قسم کے معنی متفرق اور پریشان کرنے کے ہیں بڑی وجہ کہ اس مرض کے لاحق ہونے سے خرما اپنے وقت پر تیار نہیں ہوتا اور فلاحون کو اس سے سخت پریشانی ہوتی ہے لہذا عربوں نے اس مرض کا نام قسامی رکھا۔ اس لفظ کے معنی درمیانہ دو چیز کے بھی ہیں۔ چونکہ اس مرض کے لاحق ہونے کے بعد خرما کی پختگی گدردہ پن سے بدل جاتی ہے یعنی قسامی اور پختگی کے درمیان رہ جاتا ہے۔ لہذا ان معنوں میں بھی یہ نام درست معلوم ہوتا ہے۔ اس مرض کا اثر یہ ہے کہ مادہ خرما کے کچے پھل بہت دیر میں پختہ ہوتے ہیں اور پکنے سے قبل انکی ڈنڈیوں میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور یہ تازگی بہت ضرر پہونچاتی ہے۔ اسی کا اثر ہے کہ وہ پھل موسم پر پختہ نہیں ہوتا جب پختہ کرنے والی گرمی کا زمانہ گزر جاتا ہے اور سردی کا آغاز ہو جاتا ہے تو اس وقت پختگی کا آغاز ہوتا ہے۔ جو اختلاف موسم کی وجہ سے نا کامل رہ جاتی ہے اور تمام پھل گدردہ رہ جاتے ہیں جنہیں حلاوت نہیں رہتی۔ اس عارضہ کا سبب انقباض اور برودت کا غلبہ ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے اسکے علاج کے لئے نرم کھاد کو پسند فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ گاسے کے گوبر کے ساتھ خرما اور شفتالو اور زرد الو اور سیستان کے پتوں کی راکھ ملا کر بطور کھاد بیمار درخت کی جڑوں میں پہونچانا چاہئے۔ اگر اس کھاد کو خرما کی شاخوں کے ساتھ سڑایا جائے تو اور زیادہ مفید ہوگی۔ نیز بیمار درخت کی جڑوں سے دو گر کے فاصلہ پر آگ جلائی جائے اور کھاری پانی اسکے لب میں ڈالا جائے اور تندرہ پر بھی اور کسی قدر جڑوں میں بھی چند دنوں تک آب پاشی میں تاخیر کی جائے۔



مگر تشنگی زیادہ عرصہ تک مفید نہ ہوگی۔ حر یا یا ساحرنے اس مرض کے علاج کے لئے کہا ہے کہ لیون کے پتے اور اسکی ہری شاخوں کی ٹھیک بن کر بیمار درخت کے قلب میں ٹھونس دی جائیں تو مرض بہت جلد دفع ہوگا۔

(۳۵) درخت خرما کے کیڑے۔ دو کیڑوں کی وجہ سے اس درخت کی جان غائب ہوتا ہے۔

(الف) پہلا کیڑا اس درخت کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتا ہے اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ فطرت نے درخت کی موت کو اسی شکل میں پیدا کیا ہے۔ اسکا حلیہ ذیل میں بیان ہو چکا۔

(۱) سیاہ رنگ۔

(۲) اڑنے والا پرداز۔

(۳) بھورے کا مشابہ۔

(۴) پتلی پتلی ٹانگیں۔

(۵) جسم میں تقریباً ایک پنچہ

(۶) سر پر چھوٹا سا سینگ مائل بہ پشت۔

یہ کالی بلارات میں نازل ہوتی ہے۔ جب یہ درخت خرما پر بیٹھ جاتا ہے تو اپنے سینگ کو درخت کی اُس بافت میں جاتا ہے جس سے ملامت پتے لپٹے ہوئے ہوتے ہیں اور پھر پتلی پتلی ٹانگوں کی پے درپے رگڑ اور خراش سے ایک ایسے نہالوں موخ کی بنیاد قائم کر دیتا ہے جسکے گہرے ہونے پر اسکا جسم اُس میں سما سکے۔ جب اس تدبیر سے وہ نازک پتوں کے اندر گھس جاتا ہے تو اُس وقت اپنے سینگ کو براہ راست اپنے سر کے مقابل یعنی اُس موخ کی چہت میں جمالیتا ہے۔ پھر اسکی ٹانگیں برے کام میں لگتی ہیں اور درخت کے جسم یعنی تنہ میں پیندے کی جانب اُترنا شروع کرتا ہے۔ تجربہ کار فلاحون نے اس کا تجربہ نہایت اہتمام اور اطمینان کے ساتھ کیا ہے کہ اسکی باریک ٹانگوں کی کاٹ نہایت بالائی حصہ کے درخت کے تنہ میں نہایت موثر ہوتی ہے اور غلبت کے ساتھ اُسکو کامیابی

ہونے لگتی ہے۔ جون جون وہ اُمنین گھر بناتا جاتا ہے دوں دوں وہ اُمنین سماتا جاتا ہے اب اُسکا سینک سقف سے الگ ہو جاتا ہے لیکن سہارے کیلئے کسی نہ کسی طرف وہ اُسکو جاسے رہتا ہے۔ جب اُسکا مقام مستحکم ہو جاتا ہے تو وہ اپنی غذا نرم پتون اور درخت کے رس سے حاصل کرنا شروع کرتا ہے۔ اسکا گھر درخت میں تیار ہوتے اور اسکے اُمنین سماتے ہی درخت کی نشو و نما اور نمو رک جاتی ہے اور درخت کی تندرستی میں فرق آ جاتا ہے اور پھر جیسے جیسے اُسکا گھر عمیق ہوتا جاتا ہے درخت کا مرض ترقی کرتا جاتا ہے۔ اگر باتفاق ایک درخت میں متعدد کیڑوں نے گھر کر لیا تو سمجھ لینا چاہئے کہ پیغام اجل آگیا۔

اس مرض کے آغاز کی خاص علامت یہ ہے کہ درخت کے نرم پتون کے حصّہ بالائی میں باریک باریک ریشے نمودار ہوتے ہیں اور وہ دراصل اُسی کی ٹانگوں کی کاریگری کا نتیجہ ہے ان ریشوں کی یکجائی نرم پتون پر گنبد کی شکل پیدا کرتی ہے اور اُنکے ساتھ بُرادہ کی شرکت آسانی سے اُسکے سوراخ کو ظاہر نہیں ہونے دیتی۔ جب اُس گنبد کو ہٹا کر سطح صاف کی جاتی ہے تو اُسکے اندر سے سوراخ نمودار ہوتا ہے۔ جب کبھی درخت کی بد قسمتی سے اُسکی کاریگری کی ابتدا گلاب سے کچھ سے قائم ہوتی ہے تو سوراخ کا دریافت کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے بڑی ہی نزاکت اور تلاش کے ساتھ اُسکا پتہ چلتا ہے۔

سُورخ کا پتہ لگانے کے بعد ب سے پہلا کام یہ ہے کہ لوہے کی ایک باریک سنج یا موٹا تار اُمنین داخل کیا جائے۔ جب وہ غلامین کا ملا داخل ہو جائے اور اگے نہ بڑھ سکے۔ تو کسی سخت چیز کا مقابلہ محسوس ہوگا۔ اُسوقت اُس تار یا سنج کو زور کے ساتھ دبانا چاہئے اور مقصود اسی قدر رہنا چاہئے کہ کثیر ہلاک ہو جائے۔ ضرورت سے زیادہ زور آرائی کا مقام نہیں ہے ورنہ سوراخ کی اندرونی سطح کو صدمہ پہونچے گا۔ جب اطمینان ہو جائے کہ ہمارا طرز عمل

کیڑے کی ہلاکت کے لئے کافی ہو چکا ہے تو اس وقت آہنی سیخ کو نکال لینا چاہئے جبکی لوک سے اسکی ہلاکت کی علامات معلوم ہو سکتی ہیں پھر اس خلا کو باریک ریت سے بھر دینا چاہئے اور اسی سیخ سے بھرت کو اچھی طرح سے ٹھونس دینا چاہئے۔ اسی ایک تدبیر سے ہوا اور خارجی رطوبات اور سیال چیزیں اس میں داخل نہ ہو سکیں گی۔ کیڑے کی رہی سہی جان کا بھی خاتمہ ہو جائیگا اور درخت کا مرض رک جائیگا۔ صحت ترقی پذیر ہوگی۔ سورخ کے منہ کو کچھ عرصہ تک کسی سخت رسی سے باندھے رکھنا چاہئے۔

(ب) دوسرا کیڑا۔ یہ کسی قدر چھوٹا ہوتا ہے لیکن بڑے کیڑے سے زیادہ خطرناک ہے۔ یہ تبدیل ہوتے کرتا ہے جس مقام سے درخت کا نرم پتہ نکل آتا ہے وہاں اسکی مادہ انڈے رکھ دیتی ہے جو مقدار میں موٹے چاول کے برابر ہوتے ہیں۔ انڈوں سے سفید رنگ کے باریک باریک کیڑے نکل آتے ہیں جو گوبر کے کیڑوں سے مشابہ نظر آتے ہیں۔ انکی جہت آنا فانا ترقی کرتی جاتی ہے جس جھطح وہ بڑھتے جاتے ہیں انکی سپیدی تیرگی سے تبدیل ہوتی ہے اور منہ سُرخ ہوتا جاتا ہے۔ انکا پہلا شغل یہ ہے کہ درخت کے نرم پتوں کو کترنے لگتے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہی انکی غذا ہے۔ جب انکے نوکیلی دبا یوں والے نابدار جسم حرکت کرتے ہیں تو انکے گرد اگر دکترے ہوئے ریشوں کا گنبد بلند ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ ہر ایک کیڑے کو چھپا لیتا ہے۔ ایک ہفتہ تک کیڑا اس گنبد کے اندر رہ کر ترقی کرتا ہے۔ جب کامل قوت حاصل کر لیتا ہے تو اس گنبد کو کتر کر باہر نکل آتا ہے اب اسکی شکل اول الذکر کیڑے سے کسی قدر مشابہ ہو جاتی ہے مگر قد اس سے کم اور منہ کی سُرخ اسکی علامت خاص۔ سر پر نیگ ندارد۔ ناگین کسی قدر لمبی۔ منہ خرطوم نما۔ شام کے وقت اپنے درخت پر چھنچھناتا ہوا پھرتا ہے۔ اسکے جسم سے سخت بدبو آتی ہے۔

اسکے ایک عرصہ تک پر نہیں نکلتے۔ اسی وجہ سے یہ درخت پرچار رہتا ہے اور اسکی جامعیت اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے درخت کو بہت جلد ضائع کر دیتی ہے۔ جب تک یہ گنبد کے اندر بند رہتا ہے دوپہر میں سیٹی کی سی نہایت باریک آواز دیتا ہے۔ باہر نکل آنے کے بعد اسکی نقل و حرکت درخت کے پتوں پر دن کی بہ نسبت رات میں زیادہ ہوتی ہے۔ بہ بلائے دریا ہے جس درخت پر انکے انڈے جم جاتے ہیں اور وقت پر انکے دفعیہ کی فکر نہیں کیجاتی تو پھر بچے نکل آنے کے بعد انکا دفع کرنا آسان بات نہیں ہے۔ ایک درخت پر اس قسم کے چار سو کیڑوں تک شمار کئے گئے ہیں۔ نہ معلوم انکی اکثر تعداد کس قدر زیادہ ہوتی ہے۔ یہ درخت کو بالکل چاٹ جاتے ہیں اور ہلاک کر دیتے ہیں۔

لئے باغبانوں کو ہرگز غافل نہ رہنا چاہئے۔ درخت کے گلابے میں ہمیشہ انکے انڈوں کی تلاش کرتے رہنا چاہئے اور جہاں کہیں انڈوں کا پتلا نہایت ہوشیاری کے ساتھ انکو ضائع کر دینا چاہئے۔ بچوں کے نکل آنے کے بعد درخت کے بڑے حصہ کو کاٹ کر جلادینے کے بغیر کوئی اور علاج مؤثر نہیں ہوتا۔ تجربہ کاروں کا یہ خیال ہے کہ ایسی حالت میں درخت پر لگی سی گھانس لپیٹ کر جلادینا بہتر ہے۔ اس تدبیر سے یہ کیڑے بالکل ضائع ہو جاتے ہیں اور درخت محفوظ رہتا ہے۔ جلانے سے درخت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا بعض وقتوں میں ہینگ۔ ڈیٹا مالی بیج۔ گندہک۔ کافور کا استعمال بھی کسی قدر مفید ثابت ہوا ہے خصوصاً گندہک کا دھواں۔ لیکن انکے دفع ہونے کا کامل اطمینان ان ادویہ سے نہیں ہو سکتا۔ قابل اطمینان علاج صرف یہی ہے کہ درخت کو حفاظت کے ساتھ جلادیا جائے۔ اس طریقہ سے بار آوری کا زمانہ اگرچہ کسی قدر بڑھ جاتا ہے۔ لیکن درخت کی جان

۱۔ یہ ایک قسم کا گوند ہے جسکو ہندی زبان میں کارنگا بھی کہتے ہیں (محیط اعظم)

نچ جاتی ہے۔ کسی ایسے درخت کو جلاتے وقت جبکہ تنہ میں بچے پیدا ہو چکے ہوں۔ بچوں کو اُس سے جدا کر لینا چاہئے۔ اور بچوں کو کھولتے ہوئے پانی سے دھو کر دوسرے مقام پر جا دینا چاہئے۔ بعض حالات میں انکی علیحدگی اپنی مان سے قبل از وقت واقع ہونا ممکن ہے۔ ایسی حالت میں بچے بہت کم پختے ہیں۔ باغبانانِ عرب کا بیان ہے کہ ممالکِ عرب کے باغات میں ہر سال کسی ایک مناسب موسم میں درختوں کو جلاتے کارواج جاری ہے۔ صرف وہی درخت جلائے جاتے ہیں جو جوان ہیں۔ آگ کی تیری زیادہ عرصہ تک قائم نہیں کی جاتی اور جلاتے وقت بعض ایسی ادویہ کا استعمال بھی کیا جاتا ہے جسکی وجہ سے آگ جلد بھڑک اُٹھے۔ اور عجلت کے ساتھ فرو ہو جائے۔ ہلکی ہلکی خشک گھاس اس خاص مطلب کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ بار کے زمانہ میں یا پھول نکلنے پر بضرورت درخت کو جلانا پڑا تو پھول یا بار ضائع ہو جاتا ہے۔ دکن میں سیندھ کی درخت جو فی الحقیقت کھجور کے خاندان سے ہیں۔ دیک کی کثرت پر اسی طرح جلا دیے جاتے ہیں۔

بعض محققین کا یہ خیال ہے کہ کھجور یا سیندھ کی درخت میں جت اور تانے کے لپٹوان تار کا حلقہ ڈال دینا مختلف امراض کے لئے مفید ہوتا ہے۔ مولف اس موقع پر برو عبدالحسین کا شکریہ ادا کرتا ہے جسکی امداد سے ان کیڑوں کی حقیقت سے آگاہی حاصل ہوئی۔

عکۃ زراعت مالک مغربی بومالی اودہ

ایک درخت خرما میں کیڑا لگا اودہ سوکھ گیا۔ اور چار

پانچ درختوں کی نسبت یہ شبہ تھا کہ اُن میں بھی کیڑے

کی تحقیقات ایک کیڑے کے متعلق۔

لگ گئے ہیں۔ چھو بارے کے درخت کو جو کیڑا نقصان پہنچاتا ہے وہ تنہ کے اندر رہتا ہے اور اوپر کو کاٹا ہوا چلا جاتا ہے۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ جب تک درخت خشک

نہ آپ کا دہلت مرا حیدر آباد دکن میں کتنے گوشہ محل سے متصل واقع ہے۔

نہیں ہو جاتا۔ یا ہوا کے زور سے اُسکا چھلکہ نہیں نکل جاتا یہ معلوم نہیں ہوتا کہ انہیں کیڑا لگا ہوا ہے۔ اب تک جن درختوں میں کیڑے کا شبہہ پایا گیا وہ جلا دیے گئے اور اس سے کیڑے پھیلنے نہیں پائے۔ مگر حال میں بوہرے ایک صاحب نے ان کیڑوں کے دفع کرنے کے لئے ایک سہل ترکیب یہ بتائی ہے کہ بارش کے شروع ہونے کے قبل ایک ایک مٹی معمولی نمک درختوں کی چوٹی (یعنی کاہے) کے اندر ڈال دیا جائے۔ (مؤلف اس عالیشان محکمہ کا شکر گزار ہے کہ جسکی متعدد سالوں کی تحقیقات عامہ میں درخت خرما کے امراض کے متعلق بھی ایک آرٹکل لکھا گیا۔)

ایک محقق نابلسی کی رائے کیونکہ متعلق | علامہ شیخ عبدالغنی نابلسی اپنی تصنیف علم الملاحظۃ فی علم الفلاحۃ میں فرماتے ہیں کہ درخت کسی قسم کا موجب اٹمین کیڑوں کا اثر معلوم ہونے لگے تو اُنکی جڑوں کو جو زمین میں گہسی ہوئی ہیں کھودنا چاہئے اور اُنپر کیوڑ کی بیٹ پانی میں بھگو کر لپیٹ کر دینا چاہئے اور فصل خریف میں جڑ کے پاس کی مٹی کو حتی الامکان بدلتے رہنا چاہئے۔ تاکہ حفظ ماقدم ہو۔ پھر آپ ہی نے فرمایا ہے کہ کیڑے خواہ وہ درخت خرما میں گھر کر لیں یا اور کسی درخت میں اُنکے دفع کرنے میں چند خاص دوائیں بھی کام دیتی ہیں۔ اس طرح پر کہ جنفل (اندرائن) اور شہرم (ایک قسم کی زہر دار گھاس) اور قثاء الحمار (لکڑی بل) لئے جائیں اور اُنکو سکھا کر پیس لین اور پھر پانی اور سرکہ اور نمک میں اُن سب کو پکائیں۔ یہاں تک کہ وہ خشک ہو جائے پھر اٹمین پانی اور سرکہ اور کوٹا ہوا نمک ملا کر مکرر پکائیں۔ جب دوسری مرتبہ یا جزا آگ پر خشک ہو جائیں تو تیسری مرتبہ مرف تھوڑے سے پانی اور سرکہ کے ساتھ پکائے جائیں خشک ہو جانے کے بعد چوتھی مرتبہ بھی یہی عمل کرنا چاہئے مگر اس مرتبہ خشک

نہوئے دین بلکہ اُسکا قوام شہد کے مشابہ رکھا جائے۔ اس دوا کا لیپ درخت اور اُسکی شاخوں پر کرنے سے تمام اقسام کے کیڑے دفع ہو جائیں گے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس دوا میں اگر اُسکی چوتھائی کے ہم وزن قطران (درخت گرجن کا روغن) ملا لیا جائے تو اسکی قوت اور زیادہ ہوگی اور اسکا اثر کرم کشی میں اور زیادہ ہوگا۔

### (۷) مریض پھل کی استعمال کی نقصانات

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ اُن تمام امراض کے سوا جنکا ذکر گزشتہ باب میں ہو چکا ہے بعض ایسے امراض بھی درخت خرما کو عارض ہوتے ہیں جنکی تشخیص ظاہری علامات نہیں ہو سکتی نہ تو پھلوں میں کوئی علامت نظر آتی ہے اور نہ درخت میں۔ لیکن ایسے درخت کے پھلوں کے کھانے والوں پر اُنکا فساد ظاہر ہوتا ہے۔ یا اُن بکریوں پر جنکو وہ پھل یا اُنکی گٹھلیاں کھلائی جائیں۔ بدنیوجہ کہ خرما کے کھانے والے لوگ اور گٹھلیوں کی کھانے والی بکریاں دانستہ ایسے فاسد ثمرہ کو نہیں کھاتیں بلکہ اچھے اور نرسد پھلوں کے ساتھ وہ خراب ثمرہ بھی استعمال میں آ جاتا ہے۔ لہذا بہت شریہ ہوتا ہے کہ اچھے پھل اُس فساد کو دفع کر دیتے ہیں جو بُرے اور مریض پھلوں کی شرکت میں کھائے گئے تھے۔ اگر اتفاق نہار منہ مریض ہی درخت کے پھل کھائے جائیں تو البتہ اُنکے فساد سے ردی بخار عارض ہوتا ہے۔ یہ نقصان کسی اور میوہ کے بیمار درخت کے پھل یا فاسد کالیوں سے اُس قدر نہیں ہوتا جقدر کہ بیمار درخت خرما کے پھل سے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ مادہ خرما انسان کے ساتھ مشابہ ہے اور اُسکی طبیعت کے ساتھ خاص تغلیق اور مناسبت رکھتی ہے

پس شبامت اور ناسبت کی وجہ سے جب قدر منافع خرما سے صالح کے استعمال سے انسان کو حاصل ہوتے ہیں اسی قدر نقصانات غیر تندرست خرما کے کھانے سے ظاہر ہوتے ہیں بنا علیہ مناسب ہے کہ زیادہ احتیاط کیجئے اور درخت خرما کے امراض کی دیکھ بھال رہے۔ وقت پر انکا علاج ہو اور قدر امکان اسکی احتیاط کیجئے کہ ایک ہی درخت کے پھل کا ایک وقت میں استعمال نہ ہو بلکہ متعدد درختوں کے پھلوں سے تھوڑے تھوڑے کھاؤ جائیں۔ اگرچہ وہ سب درخت تندرست حالت میں ہوں۔ اگر درخت پاس نہ ہوں تو کم سے کم اتنی احتیاط مناسب ہے کہ ایک وقت میں مختلف اقسام سے تھوڑے تھوڑے پھل کھائے جائیں اور اگر خرما کا استعمال ہمارے کئے جانے کے بعد مطلقاً بنجار کے آثار ظاہر ہوں تو مناسب ہے کہ وہ پھل پھر استعمال نہ کئے جائیں اسلئے کہ شبہ ہوتا ہے کہ شاید وہ بیمار درخت کے پھل ہوں اور ساتھ ہی ضرور ہے کہ ایک ہلکا سا سہل لے لیا جائے۔ اگر بنجار کا سبب خرابی نہ ہو تو اس حالت میں بھی تمکین سے فائدہ ہوگا اور اصل سبب میں کمی ہوگی۔ بعض فلاحان عرب کی رائے ہے کہ تازہ خرما خواہ بازار سے خرید کیا ہوا ہو۔ یا اپنے ہی باغ سے توڑا ہوا اسکے چار دن کے بعد کھانا چاہئے۔ اس عرض مدت میں اگر پھل بگڑتا ہوا نظر آئے یا رنگ متغیر ہو۔ یا ڈھیلا پن آئیں پایا جائے تو اسکو نہ کھانا چاہئے۔ مخفی بیماریاں جب درختوں کو عارض ہوتی ہیں تو انکا پھل درخت سے توڑ لیے جانے کے بعد بہ نسبت اس پھل کے جلد بگڑتا ہے جسکے درخت کی بیماری ظاہر ہے۔ آخر الذکر بیمار درختوں کے پھل سے تو باغ کا مالک احتراز کر سکتا ہے۔ لیکن اول الذکر درخت کے پھل سے احتراز بہت مشکل ہے یہی وجہ ہے کہ ہم نے بعض ایسے قواعد بیان کر دیے ہیں جن پر عمل کرنے سے انسان ایک حد تک نقصان سے بچ سکتا ہے۔ ایک فلاح کا قول ہے کہ اگر خرما سے ترکو



دیکھ کر انسان کی طبیعت للچاسے تو بلا کسی تامل کے اُسکو کھا لینا چاہئے۔ اسلئے کہ فطرت انسانی اور معدہ کی رغبت لطیف اور صالح اغذیہ پر ہمیشہ راغب رہتی ہے اور غیر لطیف اور فاسد اغذیہ سے دائما کارہ۔ اگر کسی خوش رنگ اور تازہ خرم کے نظر پڑنے پر بھی اُسپر دلی رغبت نہ ہو تو شغل فرصت یا بھوک کے لحاظ سے اُسکے کھانے کا ارادہ نہ کرو۔ بلکہ کسی اور سر بیج الہضم معمولی غذا سے کام لو۔ بعض فلاحون نے کہا ہے کہ خرم کیسا ہی تروتازہ ہو مگر اُسکے استعمال کے بعد خفیف سائکم ضرور کھا لینا چاہئے۔ اسلئے کہ نمک ایسی لطیف چیز ہے جس سے غذائی فساد دفع ہوتا ہے اور ہضم میں تاخیر ہوتی ہے۔

جس قدر قابل احتیاط امور بیان ہوئے ہیں وہ ایک سمجھ دار اور محتاط شخص کے لئے بہت کافی ہیں۔ اگر درخت خرم میں بعض مخفی امراض کا ہونا مسلم نہ ہو تا جکی ظاہری علما نظر نہیں آتیں تو ہمارا بیان اس قدر طوالت کو پسند نہ کرتا۔

### (۸) درخت خرم کے دشمنوں کا بیان

جن سے احتراز اولی ہے اور دفع نقصانات کی تدابیر

نباتات کی عداوت | علامہ شیخ عبدالغنی نابلسی نے اپنی بے بہا تصنیف علم الملاحۃ فی علم الطبائعت میں لکھا ہے کہ ہر ایک فلاح کو اس بات کا جان رکھنا بہت ضرور ہے کہ کن کن درختوں میں باہمی مخالفت ہوتی ہے اور دفع مخالفت کی کیا تدابیر ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر ایک مقام پر مخالف درخت جمع ہوں تو ایک کی مخالفت دوسرے کو نقصان پہونچاتی ہے اور یہ نقصان نا توانی اور ضعف ہے جو بسا اوقات ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔ پس ایک تجربہ کار اور عالم فلاح کو حفظ مانعہ کا خیال ضرور رکھنا چاہئے یعنی دو ایسے درختوں کو

ایک جگہ میں ہرگز نہ لگانا چاہئے جنہیں مخالفت ہو۔ خرما کے ساتھ جن درختوں کو طبعی مخالفت ہے انکی مراحث ذیل میں کی جاتی ہے۔

(۱) اخروٹ کا درخت انجیر اور توت کے سوا باقی کل اقسام نباتات کے ساتھ مخالفت رکھتا ہے۔ کیونکہ انہیں حرارت اور بیوست بہت زیادہ ہے۔ پس اخروٹ کے قریب جو درخت بویا جائے گا وہ انکی حرارت سے ہلاک ہو جائے گا یا امراض مہلکہ میں مبتلا ہو گا۔

(۲) ترمس یعنی باقلہ کے درخت کو بھی اور درختوں سے عداوت ہے اسکا قرب بھی دوسرے درخت کو نقصان پہونچائیگا۔

(۳) ستور کا درخت بھی کسی اور درخت کے ساتھ ملکر موافق نہیں رہ سکتا۔ اسکے قرب سے دوسروں کو شدید نقصان پہونچے گا۔ یعنی اسکے قریب بوئے ہوئے درخت ہمیشہ ضعیف اور ناقوان رہیں گے۔

(۴) یہی حال چنے کے درخت کا ہے جسکی قربت اور درختوں کو نقصان پہونچائے گی۔ اور بہت سے امراض اسکی وجہ سے ادرون میں لاحق ہونگے۔

(۵) عرعر۔ یعنی پہاڑی سرو کا درخت بھی خرما کا خاص دشمن ہے۔ درخت خرما اسکے قرب سے ہلاک ہو جاتا ہے۔

(۶) جھلی سرو کا درخت بھی خرما کے مخالفین سے ہے۔ اسکے قرب سے درخت خرما کا نشوونما رک جائیگا۔ اور آخر پر درخت خرما ہلاک ہو جائیگا۔

(۷) درخت انگور کو بھی خرما سے مخالفت ہے لیکن یہ مخالفت خرما کو کم نقصان پہونچاتی ہے۔ انگور کے لئے زیادہ مضر ہے تاہم ان دونوں کو ایک جگہ بونے سے احتراز کرنا چاہئے۔

اگرچہ ان دونوں میں جزاً بعض اعتبارات سے موافقت کے اسباب بھی جمع ہیں جن کو ہم نے گزشتہ باب میں بیان کیا ہے لیکن مجموعی اعتبار سے دونوں میں اختلاف ہے۔ چار پالیوں کی عداوت | صاحب علم الملاحظۃ فی علم الفلاحتہ فرماتے ہیں کہ حیوانات سے بعض چارپائے جانور بھی درخت خرما کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں اگرچہ ان کے افعال کسی بدینتی پر محمول نہیں ہوتے لیکن درخت خرما کے حق میں وہ مضرت ثابت ہوئے ہیں۔ اکثر چارپائے ایسے ہیں جو خرما کے پتوں سے اپنی غذا حاصل کرتے ہیں اور چر جاتے ہیں۔ بسا اوقات انکی بے دردی اور خود غرضی سے پودے ضائع ہو جاتے ہیں اور فلاح سرسٹ کر جاتے ہیں۔ پس انکے حملوں کی روک کیلئے یہ تدبیر مفید ثابت ہوئی ہے کہ بکر مٹی کے سر کا مغز اور انکی چربی کو سُر کی چربی کے ساتھ پکایا جائے۔ یا کتے کا میلہ انسان کے پشاپ یا پانی میں ملا کر درخت کے کسی پتے پر اُسکا لپ کر دیا جائے یا کسی کپڑے کو اس میں بھگو کر درخت پر لٹکا دیا جائے۔ ان دونوں لیپوں کا اثر یہ ہے کہ چوپائے اُس درخت کی طرف رُخ نہ کرینگے جس پر یہ عمل ہوا ہے اور درخت محفوظ رہے گا۔

مڈیوں یا چوٹیوں یا کیرے کوڑوں کی عداوت | بعض وقت خرما کے پتوں پر مڈیاں آ جاتی ہیں اور طرۃ العین میں درختوں کے تمام پتے اور ٹرہ چٹ کر جاتی ہیں۔ اسی طرح چوٹیوں اور کیرے کوڑے بھی درخت پر چڑھ جاتے ہیں اور اپنی غذا کی تلاش میں درخت کو شدید نقصان پہونچا دیتے ہیں۔ اسکے لئے علامہ شیخ عبدالغنی نابلسی نے لکھا ہے کہ ان دشمنوں سے جس دشمن کو تم دفع کرنا چاہو اسکے چند افراد کو پکڑ کر درخت کے نیچے حلاؤ اسکے دھوین اور بُو کا اُن پر اثر ہوگا وہ فوراً اُس درخت کو چھوڑ دیگے اور دفع ہو جائیں گے جس فاصلہ تک اس دھوین کی بو پھیلے گی وہاں تک انکا کوئی اثر نہ رہے گا۔ آپ فرماتے

ہیں کہ یہ نسخہ اس حد تک مجرب ثابت ہوا ہے کہ اکثر ان گہروں سے بچھو دینے سے ہین جنہیں بچھو جلائے گئے۔

آپ کا قول ہے کہ صرف چیونٹیوں کے لئے تو حنظل (اندرین) کی دھوئی بھی کافی ہے جس سے تمام چیونٹیاں ہلاک ہو جاتی ہیں۔ اسکے سوا چیونٹیوں کی روک کے لئے یہ تدبیر حفظ مانتقد کا حکم رکھتی ہے کہ دخت خرم کے تنہ کو ایک بالشت کے عرض میں اس کے اطراف چکنے اور خفاف پتھر سے رگڑنا چاہئے تاکہ وہ بالکل صاف ہو جائے اور چکنے لگے پھر اس رگڑے ہوئے مقام کے اوپر اور نیچے کی جانب میں پانی میں گھسے ہوئے گبرو سے بطور حلقہ کے لیپ چڑھا دیا جائے۔ اگر اس لیپ میں ہسا ہوا قطن (دخت گر جن کاروغن) اور گوبر بھی شریک کیا جائے تو زیادہ مناسب ہے اسکے بعد چیونٹیاں اس دخت پر جا ہی نہ سکیں گی۔ اگر چیونٹیوں اور بہرنوں کو ان کے گہر ہی میں ہلاک کرنا مقصود ہو تو پودینہ اور کرم کد خوب مہین میکر کے سوراخوں میں چھڑک دینا چاہئے انسانوں کی عداوت بعض انسان خواہ بے وقوفی سے یا اپنی خود غرضی یا مالک دخت کی عداوت سے دخت کے تنہ پر گہرا زخم لگا دیتے ہیں اور وہ زخم دخت کے مغز تک پہنچ کر نقصان پہنچاتا ہے اور بعض اوقات ایسے مجروح دخت ہلاک بھی ہوئے ہیں پس ایسے جراحت کے التیام کی کوئی نہ کوئی تدبیر ضرور کرنا چاہئے علامہ نابلسی کی رائے ہے کہ گیر واور قطن (دخت گر جن کاروغن) اور پیسے ہوئے گوبر کا لیپ اس زخم کو مومیائی کا کام دیگا۔ اور اسکا التیام بہت جلد ہوگا۔ اس لیپ کو زخم کے منہ پر اچھی طرح بھر دینا چاہئے تاکہ ہوا انہیں داخل نہ ہو۔ آپ فرماتے

لے از محیط اعظم۔

ہیں کہ بعض اوقات علاج امراض یا اور کسی ضرورت سے جب درخت کی شاخیں کاٹی جائیں تو اُس کٹے ہوئے مقام پر بھی اس لیپ کا استعمال مناسب ہے بشرطہ کہ معالج نے یہ حکم نہ دیا ہو کہ اُس مقام مقطوعہ کو ریزش بہنے کے لئے کھلا ہوا رکھا جائے۔ آپ فرماتے ہیں کہ درختوں کے زخموں کو چمکا کرنے کیلئے ایک خاص دوا تیار کی جاتی ہے جو ہنایت مجرب اور عمدہ ہے۔ زیتون کے چھوٹے اور سبز پھل جنکا قد تو تیرہ سے زیادہ نہ ہو پتھر کے کھل میں کوٹے جائیں اور ایک صاف برتن میں جمع کر کے بارش کے پانی میں بھگوئے جائیں اور ۲۴ دن تک وہ برتن ڈھنکا ہوا رہے۔ پھر انکو پھوڑ کر پانی الگ کر لیا جائے اور فضلہ کو دوبارہ کوٹا جائے اور بہت زور سے پھوڑا جائے اور عرق لے لیا جائے۔ پھر باقی فضلہ کو تیسری دفعہ کوٹ کر اسکا عرق حاصل کیا جائے پھر اُس تمام جمع کئے ہوئے عرق کو ایک صاف برتن میں لیکر ٹھنڈی اور مرطوب جگہ میں ۲۸ دن تک رکھ دیا جائے۔ اس عرق کا تیار رہنا درختوں کے لئے بہت فائدہ بخش ثابت ہوا ہے۔ یہ عرق کٹے ہوئے مقام میں بہت جلد النیام پیدا کر دیتا ہے اور جن درختوں سے پیوند لیا جاتا ہے انکے پیوند کو اسکا ضما بہت جلد جوڑ دیتا ہے اور شنگی کی وجہ سے جو امراض درختوں میں لاحق ہوتے ہیں ان کے لئے اس عرق کا جڑوں میں پہنچانا عمدہ علاج ہے۔

موسمی عداوت | تجربہ کار فلاحین کا مقولہ ہے کہ موسم کی سختی بھی درخت کیلئے جانی دشمن ہے اسی طرح وقت سے پہلے ضعیفی کی آمد بھی دشمن کا حکم رکھتی ہے بعض وقت دُہوپ کی غیر معمولی شدت درخت کو جلا دیتی ہے اور وہ بالکل خشک ہو کر جاتا ہے اور عمر طبعی سے پہلے ضعف کے عائد ہونے سے بھی درخت سُوکھ جاتا ہے جس سے

فلاح کو غافل نہ رہنا چاہئے۔ علامہ نابلسی فرماتے ہیں کہ وہی عرق جسکا بیان انقیام زخم کے لئے ہم کر آئے ہیں۔ ان مواقع پر بھی کام دے سکتا ہے اس عرق سے دو مثقال کا ہم وزن ۳۵ رطل پانی میں ملا کر جرّین ڈالا جائے جس سے وہ درخت پھر سرسبز ہوگا۔ جس پر غیر معمولی دھوپ نے حملہ کیا ہے اسی طرح پانچ درہم کا ہم وزن عرق ایک رطل میٹھے پانی میں ملا کر جرّین ڈالنے سے وہ درخت سرسبز ہو سکتا ہے جسکو وقت سے پہلے ضعیفی نے خشک کر دیا ہے۔

سیلاب کی سرد مہری | فلاحان عرب کا مقولہ ہے کہ درخت خرما کے لئے ایک اور دشمن ہے

جسکی عداوت کو ہم ٹھنڈی عداوت کہتے ہیں اور وہ عدو سیلاب ہے یا پالہ۔ اگرچہ ان دونوں دشمنوں کا مقابلہ ایک حد تک درخت خرما کرتا ہے لیکن بعض وقت ان کے صدمہ سے ہلاک بھی ہو جاتا ہے۔ اگر نیم جانی کی حالت میں رہ گیا تو اسکو تداویر ضروریہ سے سنبھال لینا فلاح کا کام ہے۔ سیلاب رک جانے اور برف باری یا کہرہ کے دفع ہونے کے بعد عجیب طرح پر اسکی نگہداشت کی جاتی ہے۔ علامہ نابلسی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا تجربہ صرف سیلاب کے لئے ہے مگر فلاحان ہند اسی تدبیر کو دوسرے موقع میں بھی مفید خیال کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ سیلاب کا اثر مدت تک درخت کو پانی سے مستغنی رکھے گا بلکہ اس صدمہ کا علاج پانی ہی سے کیا جاتا ہے بشرطیکہ درخت میں تھوڑی سی بھی جان باقی ہو۔ یعنی سیلاب کے ہٹ جانے کے بعد میٹھے پانی سے ضعیف سی آب رسانی کی جائے پھر دو دن کے وقفہ سے میٹھا پانی زیادہ مقدار میں دیا جائے اور تھون اور شاخوں پر بھی میٹھا پانی چھڑکا جائے اور اس کے اطراف اس کے موافق ۱۔ مثقال ۲۔ ۳۔ ۴۔ ایک رطل ساوی ہے ۱/۲ انار کے۔ ۲۔ ایک ہم ساوی ہے ۱/۲ ماشہ کا۔

طبیعت اجناس سے بعض اجناس فوراً بوجھائیں اس تدبیر سے امید کی جاتی ہے کہ دخت کی قوت ترقی کرے اور جان بچ جائے۔

ایک عربی فلاح سے بھلو اسکے متعلق گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا اُس نے کہا کہ سیلاب کو آپ دشمنانِ نخل میں شمار نہ کریں اسلئے کہ اگرچہ اُس سے حیوانات اور نباتات کو نقصان پہونچتا ہے لیکن مالکِ عرب میں سیلاب کی آمد کی تمنا کی جاتی ہے اور اُس سے وہاں کی آب و ہوا کے لئے بہت سے فوائد متصور ہیں پہر اُس نے اُن فوائد کا ذکر بھی ہم سے کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس دشمن کے افعال کو دشمنی کے عوض سرودھری سے موسوم کیا۔

### (۹) تیارِ ثمرہ کی حفاظت کا بیان

ڈاکٹر لونڈیا کی رائے ہے کہ تیارِ ثمرہ کو ہوا سے بچانا چاہئے اس طریقہ سے سالہا سال تک ثمرہ محفوظ رہ سکتا ہے۔ صندوق یا ڈبلون میں خرماسے ترکوبند کر دینا کافی ہوگا۔ خلیج فارس کے فلاح ایک گڑا اس خاص غرض کیلئے تیار کرتے ہیں جسکی بنی سطح پتھر یا چونہ کے ڈھالوان فرش سے مضبوط ہوتی ہے یا اس گڑے کے عوض ایک وسیع اور پختہ حوض بناتے ہیں۔ اُس گڑے یا اس حوض کی نشیبی سطح میں ایک مختصر سی ٹوٹی لگاتے ہیں تاکہ اُسکے ذریعہ سے خرماسے ترک کی ریزش یا شیرہ آسانی کے ساتھ بہہ جاسکے اور اسکو علیحدہ جمع کرنے میں آسانی ہو۔ یہ خارجی شیرہ پھلون میں جذب ہونے سے اندیشہ ہوتا ہے کہ پھل بگڑ جائیں۔ جب تیار پھل اُس گڑے یا حوض میں بھر دیے جاتے ہیں اور حوض کے منہ پر ہوا کی روک کیلئے کوئی چیز ڈھانک دی جاتی

ہے تو اُس ٹوٹی سے شیرہ بہنے لگتا ہے۔ اور وہ جدا طرف میں جمع کر لیا جاتا ہے جب چند دنوں کے بعد شیرہ کا بہنا موقوف ہو جاتا ہے تو پھر خرا کو تھیلیوں یا بستوں یا ٹوکریوں یا کاٹھ کے صندوقوں یا کاغذی ڈبوں میں بھر کر تجارت کی غرض سے ملکوں پر روانہ کر دیتے ہیں۔

بعض فلاخون کی رائے ہے کہ اُس مقام پر جہاں شرہ جمع کیا جاتا ہے کھجور کے پتے یا اسی سے بنائے ہوئے بورے کا فرش کر دینا چاہئے تاکہ زمینی سردی سے خرا محفوظ رہے۔

بعض فلاخون کا خیال ہے کہ جس صندوق یا ٹوکری وغیرہ میں خرا بند کئے جائیں انہیں تھوڑے سے تل اور سوٹھ کا سفوف ملا دینا چاہئے جس سے خرا پُر طالت ہوتا ہے اور عرصہ تک محفوظ رہتا ہے۔

جو خرا درخت ہی پر خشک ہوتا ہے اُسکی حفاظت میں ان تحلفات کی کوئی ضرورت نہیں لاحق ہوتی۔ بعض فلاخ رطب کو اُسکا شیرہ بہہ جانے کے بعد دھوپ میں سکھا لیتے ہیں اور پھر صندوق یا گھڑوں میں بھر لیتے ہیں۔ پس اس عمل کیلئے کئی ناک انگود دھوپ میں پھیلائے رکھنا ضرور ہوتا ہے لیکن شب میں شبنم سے بچاتے ہیں اور آخر پرانے گرد و غبار کو صاف کرنے کیلئے ایسے پانی سے دھوتے ہیں جس میں شیرہ خرا لاہوا ہو۔ دھونے کے بعد اچھی طرح پر خچور کر کپڑے سے خشک کر کے تھیلیوں وغیرہ میں بھر دیتے ہیں۔

جب خرا سے تر یا خشک کسی ایسے صندوق وغیرہ میں بند ہونے لگیں جس میں ہوا کا مطلق گزر نہ ہو تو اسوقت اُسکی بالائی سطح پر کسی قدر خالص شیرہ خرا کا چھڑک دینا



ضروری خیال کیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے پھل میں دیر تک تازگی کے آثار باقی رہتے ہیں۔

اہل فارس ایک خاص طریقے سے کھجور کا استعمال کرتے ہیں یعنی خرمائے ترکا منفر گٹھلی سے جدا کر کے اُس میں بادام اور پستہ اور گرم مصالحہ ملا کر تین دن تک ایک طرف میں بند کر دیتے ہیں یہ تیسرے دن استعمال کے قابل ہو جاتا ہے۔ محاورہ زبان فارس میں اسکا نام سر روزہ ہے۔ یہ مرکب زیادہ عرصہ تک محفوظ نہیں رہ سکتا۔

بعض فلاحان عرب خرمائے تر سے اُسکی گٹھلی نکال کر خرما کو دھوپ میں ٹکھا دیجے ہیں اور پھر اُسکو ایک ڈوری میں پرو کر ہوا میں لٹکا دیتے ہیں۔ اسکا خیال یہ ہے کہ وہ ڈوری درخت خرما کے ریشوں سے بنائی ہوئی ہو تو چھ مہینے تک یہ ہار سڑنے سے محفوظ رہے گا

بعض فلاحان خلیج فارس خرمائے تر میں ایک سرے سے سورخ کر کے اُسکی گٹھلی نکال لیتے ہیں اور اُسکے عوض ایک دانہ پستہ کا اُس میں داخل کر کے سورخ کو داب دیتے ہیں اور اُسکو دھوپ میں خشک کر لیتے ہیں۔ اس قسم کا خرما کاغذ کے ڈبوں میں بند ہو کر گران قیمت سے فروخت ہوتا ہے۔ اور پستون کی شرکت کی وجہ سے بہت خوش ذائقہ ہوتا ہے۔

خرما کی حفاظت مَرَبے کے ذریعہ سے ایک معمولی بات ہے اور بہت زیادہ قابلِ تعریف نہیں ہے۔

بعض خاص حالات میں جب کہ بُسر یعنی خرمائے خام کو درخت سے اُتار لینے کا اتفاق ہوتا ہے یا خود بخود جھڑ جاتے ہیں تو انکو گرم پانی میں ابال لیتے ہیں۔

اور پھر اُس میں سے گٹھلی نکال کر بغیر گٹھلی کا خرما دُھوپ میں سُکھایا جاتا ہے اور خشک ہو جانے کے بعد اُس کے ہار پروئے جاتے ہیں۔

تجربہ کاروں کی رائے ہے کہ اگر باقاعدہ طریقہ پر خرما سے ترکی حفاظت کی جائے تو ایک سال تک اچھی حالت میں رہ سکتا ہے اور خشک خرما تو بہت زیادہ عرصہ تک نہیں بگڑتا۔ ایک فلاح عرب کا قول ہے کہ تندرست خرما کبھی نہیں سترتا خواہ اُس کو ہوا سے بچائیں یا نہ بچائیں۔ جس خرما میں بگڑنے کے آثار ظاہر ہوئے ہوں اُسکی نسبت یقین کر لو کہ وہ بیمار درخت کا پھل ہے۔

### (۱۰) منافع درخت خرما کا بیان

منافع کا بیان | یورپ کے محققین نے منافع خرما کے بیان میں اجمال سے کام لیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سرسبز مقامات پر بود و باش رکھنے والے خرما خشک کو کوٹ کر اُسکی روٹی بناتے اور کھاتے ہیں۔ گٹھلی اُبال کر اُونٹوں اور گھوڑوں کو کھلاتے ہیں۔ یہ غذا اُنکے لئے نہایت مقوی ثابت ہوئی ہے۔ درخت خرما سے شراب بنائی جاتی ہے۔ درخت کی کوپلوں کو مثل گوبھی کے پکا کر کھاتے ہیں۔ درخت کے سایہ میں آرام پاتے ہیں۔ درخت کے ریشہ سے کپڑا اور کاغذ اور عمدہ قسم کی رسیاں بنائی جاتی ہیں۔ نشاستہ اور گوند بھی اس درخت سے پیدا ہوتا ہے۔ عرب کے بعض محققین نے درخت خرما کے منافع کو مبسوط طریقہ پر بیان کیا ہے جیسے ہی سورانی۔ ابو بکر احمد بن علی بن قیس کسرانی اوقو ثامی وغیرہ اور اُن سب میں سے ابو بکر بن احمد نے اپنی نایاب تصنیف فلاحۃ النبطیہ میں درخت خرما کے ہر ایک جزو

منافع کو نہایت خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ مؤلف نے منافع کا بیان سلسلہ ذیل کے مطابق قائم کیا ہے۔ اور فہرست ذیل میں بعض ضروری تعریفات بھی عرض کی گئی ہیں جنہیں واقع ہونا اس بیان کے پڑھنے سے قبل فائدہ سے خالی نہیں ہے۔

(۱) اصول النخل کے فوائد جنسے درخت خرما کی جڑیں مراد ہیں۔

(۲) تنہ درخت خرما کے فوائد جسکو زبان عرب میں جذع کہتے ہیں۔

(۳) پوست درخت کے فوائد جسکو عربی زبان میں لیف کہتے ہیں۔

(۴) درخت خرما کی لکڑی کے عام فوائد۔

(۵) درخت خرما کے پتوں کے فوائد جسکو عربی زبان میں خوص کہتے ہیں۔

(۶) جمار کے منافع جس سے گاہا مراد ہے۔ بعض فلاحان عرب نے کہا کہ جمار سے

شحم النخل یعنی تنہ درخت کا شحم مراد ہے جو گاہا یہ کی شکل میں اوپر ظاہر نہوا ہو اور بعض نے اسی کو لب النخل کہا ہے۔

(۷) طلع کے فوائد۔ زبان عرب میں طلع اُس چیز کا نام ہے جو جوان نروادہ میں بطور

علامت بار آوری ظاہر ہوتی ہے اسکو درخت خرما کا پھول خیال کرنا چاہئے۔

(۸) بلج کے فوائد۔ جب نخلہ کے طلع میں نر کا سفوف پہونچکر کجور کی ابتدائی حالت

قائم ہوتی ہے تو اسکو فلاحان عرب بلج کہتے ہیں۔

(۹) بسر اور حصرم کے فوائد۔ زبان عرب میں بسر خرما سے خام کو کہتے ہیں۔ اور

اسی کا نام حصرم بھی ہے۔

(۱۰) رطب یعنی خرما سے تر کے فوائد۔

(۱۱) تمر کے فوائد۔ عربی زبان میں خرما سے خشک کو تمر کہتے ہیں۔

(۱۲) قُب کے فوائد۔ قُب اُس خرمے خشک کو کہتے ہیں جس میں مطلق رطوبت

باقی نہ رہی ہو۔ جسکو مَنہ میں چبانے سے ریزہ ریزہ ہو جائے۔

(۱۳) بعض اجزاء خرم کی باہمی شرکت کے منافع۔

(۱۴) زردخت کے خاص منافع۔

(۱۱) جڑوں کے منافع۔ | بقول صاحب فلاحۃ النبطیہ خرم کی جڑوں کی آگ بہت دیر پا

ہوتی ہے۔ راکھ میں چھپی رہتی ہے تو کئی دن تک نہیں بجھتی۔ خصوصاً قِم اکرید کی جڑوں کی راکھ۔ اس قِم کو ہم نے اقسام خرم میں نہیں بیان کیا ہے اسلئے کہ اُس کا حصہ چپ چکنے کے بعد اسکی حقیقت معلوم ہوئی۔ یہ لفظ غالباً عربی زبان کا نہیں ہے۔ اہل لغت نے اس کے مادہ سے سکوت فرمایا ہے۔ جڑوں کی راکھ بہ نسبت راکھ کے اور اقسام کے کھاد کے لئے خاص اثر رکھتی ہے۔ صغریٰ نے کہا ہے کہ دخت خرم کو اُنکی جڑوں کی راکھ بطور کھاد دیئے جانے سے یہ اثر ہوتا ہے کہ بُن شاخ میں سُرخمی اور ایک قسم کی خوشبو پیدا ہوتی ہے اور شاخ کا وہ حصہ بیش قیمت عود کا کام دیتا ہے۔ نیز شاخوں کی جڑیں اسکے استعمال سے بہت مستحکم ہو جاتی ہیں۔ ایسی خوشبودار شاخوں سے جنکی خوشبو جڑوں کی راکھ کے استعمال سے پیدا ہوئی ہے۔ عمدہ دوائیں تیار ہوتی ہیں جنکو رواہطہ نے اپنی تصنیف میں خاص طور پر ذکر کیا ہے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ ایک مَسَن فلاح المسمیٰ بعد سی نے کہا کہ صرفان کی گھلیوں سے سودخت بوئے گئے تھے جنہیں مختلف اقسام پیدا ہوئے انہیں اقسام میں ایک ایسی قسم پائی گئی جسکی جڑوں کو ہتھیلی پر لٹنے سے ہتھیلی سُرخ ہو گئی۔ پس ہم نے

و شاخوں کی جڑوں سے بُن شاخ مراد ہے یعنی شاخ کا انتہائی حصہ جو تنہ سے ملا ہوا ہو۔

ایک طرف میں اُن جڑوں کو جمع کیا اور پانی میں پکایا تو معلوم ہوا کہ اُن میں لال رنگ ہے جو کسم سے مشابہ ہے۔ پھر ہم نے اُسی رنگ میں ملح الغرب کو شریک کیا تو رنگ عمدہ نظر آیا۔ اس درخت کا نام صابو غار کہا گیا۔ (دیکھو اقسام کے حصہ اول میں نمبر ۴۱)

(۲) تنہ کے منافع | صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ خشک پتون کی لکڑی موٹون میں زیادہ استعمال کیجاتی ہے اسلئے کہ پانی میں بہت کم سرتی ہے۔ مکانوں کی چھت میں تیرون اور کڑیوں کے لئے اُس سے کام لیتے ہیں اور بعض مقامات پر انکو ایک دوسرے سے متصل گاڑ کر دیواریں بنائی جاتی ہیں اور کشتیوں کے لئے تو انکی لکڑی بہت ہی مفید مانی گئی ہے۔ تنوں کے تختوں سے مختلف قسم کے کاموں میں مدد ملتی ہے وہ بوجھ اٹھانے میں نہایت قوی اور مٹھل ہونے کے علاوہ کیرے کے اثر سے بھی محفوظ رہتی ہیں۔ مالک عرب کی تعمیر میں گول تنوں کو صاف کر کے ہتھون اور کولہوؤں میں انکا استعمال بہت شوق کے ساتھ ہوتا ہے۔ خرم کے خشک تنوں کی لکڑی میں یہ صفت بھی ہے کہ انکی آگ مطلق نہیں بجھتی اسکو راکھ میں محفی رکھنے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ بریشنا فلاح نے کہا کہ یہ تنہ کی لکڑیوں کی آگ کو دفن کر دیا اور ۵۰ دن کے بعد پھر زمین کھولی گئی تو آگ محفوظ تھی۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ اس تجربہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تنہ پر کیا موقوف ہے۔ درخت خرم کے ہر ایک حصہ کی لکڑی میں یہی صفت ہے۔ کجور کی ایک خاص قسم (سکر) ہے جسکے خشک تنہ میں بوجھ اٹھانے کی قوت بہ نسبت دوسرے اقسام کے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح حرکان اور طبرزد کے

و بقول صاحب محیط اعظم یہ ایک نمک ہی جو درخت غرب سے نکالا جاتا ہے۔

x دیکھو اقسام کا نمبر (۲۱) \* دیکھو اقسام کے حصہ اول کا نمبر (۴۵)

تے بھی بہ نسبت اور اقسام کے قوی ہوتے ہیں۔ دیکھ اور مٹی کا اثر اُن پر نہیں ہوتا۔ اقسام خرما میں ہم نے شکر کا بیان نہیں کیا ہے۔ شکر زبان عرب میں شکر کو کہتے ہیں۔ غالباً یہ وہی قسم ہے جسکو ہم نے اقسام خرما کے سلسلہ دوم میں بنام شکر اور شکر سی بیان کیا ہے (دیکھ نمبر ۳۱)

(۳) درخت خرما کے پوست کے منافع۔ صاحب فلاحۃ البنیۃ فرماتے ہیں کہ البتہ اور قاف سایا

اور کندر ایا کے لوگ درخت خرما کے پوست اور نخلہ حالمہ کے پھولوں کے چھلکوں سے طروف بناتے ہیں۔ اور گلاس آب نوشی کا کام اُن طروف سے لیا جاتا ہے کالج اور مٹی کے برتنوں پر اسلئے اُنکو ترجیح ہے کہ اگر گندہ دہن شخص اُسکا استعمال کرے تو اسکی گندہ دہنی کا اثر کسی دوسرے کو نہیں پہنچ سکتا۔ عفونت انہیں اثر نہیں کرتی۔ ان طروف کی دیرپائی جملہ اقسام طروف سے زیادہ مانی گئی ہے۔ ان طروف پر جب ایک زمانہ گزر جاتا ہے تو وہ خشک ہو جاتے ہیں جب ان پر پانی یا کوئی رقیق خیر ڈالی جاتی ہے تو اصلی رونق اور اصلی منفعت پھر عود کرتی ہے۔ ایک خاص قسم کی خوشبو ان طروف سے نکلتی رہتی ہے۔ جو بعض پھولوں کی عطریت سے مشابہ ہے۔ تو تھامی نے کہا ہے کہ درخت خرما کے پوست سے مختلف قسم کی رسیاں تیار ہوتی ہیں۔ بدن کی مالش اور بدنوں سے میل اور چکنائی وغیرہ دفع کرنے کیلئے اس سے بہت عمدہ جھانوسے تیار ہوتے ہیں جنکا استعمال صرف ظاہری اغراض ہی کو نہیں پورا کرتا بلکہ جلدی امراض کو بھی دفع کرتا ہے۔ پوست درخت خرما کی دھونی سے پھر اور اڑنے والے موزی جانور دفع ہو جاتے ہیں۔ خرما کی تیاری کے وقت جب مختلف قسم کے کیڑے کوڑے اُسپر حملہ کرتے ہیں تو اسکی دھونی اُنکو پریشان اور ہلاک

کر دیتی ہے یصنف موصوف فرماتے ہیں کہ پوست درخت خرما سے لوگون کو ضرر پہونچانے کی بہت سی تدابیر فلاحان عرب کو معلوم ہیں جنکو ہم بھی جانتے ہیں۔ لیکن ایسی چیزوں کے بیان کرنے سے سکوت اولیٰ ہے ہم نے اسلئے اسکا محل تذکرہ کر دیا ہے کہ اسکی مضر تون سے بھی خلاصی کے کان آسار ہیں۔

(۴) لکڑی کے سناخ عام | صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ لکڑی کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ اس سے آگ روشن ہوتی ہے جو عالم سفلی کی تمام چیزوں کی اصلاح کرتی ہے اور پانی کی سردی اور زمین کی یوست کے فساد کو دور کرتی ہے۔ اگرچہ تمام درختوں کی لکڑی عموماً اس خاص غرض کے لئے فائدہ بخش ہے لیکن درخت خرما کی لکڑی کی آگ بہت سی خوبیوں میں خاص ہے یعنی خرما کی شاخیں اور اسکے تنہ کی لکڑی اور جڑیں جب جلائی جاتی ہیں۔ تو انکی آگ سے ایک خاص فائدہ انسان کے جسم کو پہونچتا ہے جو اور درختوں کے ایندھن سے نہیں پہونچ سکتا۔ سوختہ لکڑی کی بو سے ایک خاص قسم کی طاقت انسانی قلب میں پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ خرما کے پھولوں وغیرہ میں بدرجہ اولیٰ یہ نفع موجود ہے جس سے انسان متغ ہو سکتا ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ نفع بھی کچھ کم نہیں ہے جو ایندھن کے ضمن میں حاصل ہو۔

درخت خرما کی شاخون۔ جڑوں اور تنہ کے جلنے سے جو راکھ جمع ہوتی ہے۔ وہ ہناتے وقت بدن پر ملنے سے مختلف جلدی امراض کو نافع ہے۔

خرما کی شاخون کی آگ میں یہ خاص صفت ہے کہ وہ دیر پا ہے۔ کسی اور ایندھن کی آگ اسقدر دیر پا نہیں ہوتی جیسی کہ انکی آگ۔

شاخہاے خرما کی چھڑیوں سے ملک عرب میں بہت خوبصورت ٹیائیں بنائی جاتی

ہین جسنے سہری کے لئے پھر دان کا کام لیا جاتا ہے۔ موسم گرما میں اُن پر آبیاشی کرتے ہین جس سے خشکی کے علاوہ ایک خاص قسم کی خوشبو بھی پھیلیتی ہے۔ شاخہاے خرما کی لکڑی سے مکانات کی چھتوں میں کافی مدد ملتی ہے۔ انکے چھلکوں سے چٹا یاں جانا زین دسترخوان بنتے ہین۔ انہیں چھلکوں سے خوبصورت پروے بنائے جاتے ہین جنہر دھوپ کا اثر کم ہوتا ہے اور بارش کے اثر سے جلد نہیں خراب ہوتے۔

شاخہاے خرما کی چھڑیوں سے مختلف قسم کے ٹوکریں اور جھابے اور مال تجارت کی حفاظت کیلئے صندوق بنائے جاتے ہین۔ انہیں چھڑیوں سے پانی کے اکثر ظرف پر غلاف چڑھائے جاتے ہین جس سے طرف محفوظ اور پانی ٹھنڈا رہتا ہے۔ درخت خرما کی شاخوں اور چھڑیوں سے اعلیٰ قسم کی مسواکین بناتے ہین جنکا استعمال درودندان وغیرہ کے لئے مفید مانا گیا ہے۔

انہیں چھڑیوں سے ملک عرب میں ایک خاص کام سقف مکان کی چہت گیری کالیا جاتا ہے جس سے ناموزار چوبینہ چھپ جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی نے سقف سے متصل تختہ بندی کر دی ہے۔

انہیں چھڑیوں سے کشتیوں میں بٹانے قائم کئے جاتے ہین اور بالا خانے بنائے جاتے ہین اسلئے کہ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ کھجور کی لکڑی یا اسکے اجڑا پانی کے اثر سے بہت دیر میں سڑتے ہین۔

انہیں چھڑیوں کے پوست سے اعلیٰ قسم کی رسیاں بٹی جاتی ہین جو مضبوطی میں بہت مشہور ہین۔



(۵) پتون کے منافع | کجور کے پتون میں بہت سے منافع ہیں۔ ان سے زنبیلیں-  
 بوریے۔ بنائے جاتے ہیں جنہیں اقسام کے پھل اور مٹھائیاں اور فٹے اور کپڑے اور  
 کھانے پینے کی چیزیں رکھی جاتی ہیں۔ خوبصورت جاناازیں۔ دسترخوان بھی انہیں  
 پتون سے تیار ہوتے ہیں۔ ممالک عرب میں کجور کے پتون کی مٹیاں خصوصاً آبدار  
 خانوں کے لئے نہایت مفید ثابت ہوئی ہیں جسے پانی میں دیر تک خنکی رہتی ہے۔  
 انہیں پتون سے طرح طرح کی چٹائیاں اور سائبان اور چھوٹے بڑے پردے بنتی ہیں۔  
 صاحب فلاحۃ النبطیہ نے لکھا ہے کہ انہیں پتون سے بھی جوئی ڈوریاں معاشرتی  
 کاروبار میں مستعمل ہیں۔ انہیں ڈوریوں سے ایک خاص قسم کا پانداڑ بنتا ہے۔  
 زنبیلوں کے ڈھکنے اور پردے بھی انہیں سے تیار ہوتے ہیں۔ کجور کے سپید پتون  
 کو کتر کر بہت سی خوبصورت چیزیں بناتے ہیں۔ جب کجور کے پتون کو کتر کر خاص  
 اہتمام سے جلایا جائے اور انکی راکھ جمع کی جائے اور پھر انکو میٹھے پانی میں پکایا جائے  
 اور اسکے بعد سکھایا جائے تو وہ زخموں کے التیام کے لئے خاصہ مرہم ہے اور عمل  
 طایر یعنی جھنڈے کے لئے اسکا استعمال ہوتا ہے۔ طبیبوں نے اپنی کتابوں میں اسکا ذکر  
 کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ درخت خرم کے نرم اور سفید پتے جو مادہ خرم کے لب سے  
 اُگے ہوں۔ جب انکو چپا کر انکا لعاب مُنہ میں جمع کیا جائے۔ پھر چبانے والا اس لعاب  
 کو ایسی آنکھ میں ڈالے جس میں زخم کی وجہ سے سُرخ فقط پیدا ہو کر اسکی تکلیف سے آنکھ  
 سُرخ ہو گئی ہو تو یہ لعاب اسکے لئے نافع ہو گا۔ اور وہ تکلیف یا کھٹک دفع ہو جائیگی  
 بعض اطباء کجور کے پتون سے ایک عمدہ نمک تیار کرتے ہیں۔ اس طرح پر کہ اول  
 پتون کو جلاتے ہیں اور پھر انکی راکھ کو مٹی سے علیحدہ کر کے جمع کرتے ہیں اور ایک

دن اُسکو پیٹے پانی میں بھگو کر پھر دہمی آج پر پکاتے ہیں۔ دہمی آج سے مراد یہ ہے کہ اسکی گرمی آفتاب کی تیز گرمی سے مساوی ہو پھر جب ۱۲ گھنٹہ تک وہ پکائی جاسے تو اسوقت آگ کو تیز کرنا چاہئے۔ یہاں تک کہ پانی اُڑ کر خشک ہو جائے جو کچھ رہ جائیگا وہ نمک ہوگا۔ یہ نمک درحقیقت ایک عمدہ نمزہ ہے۔ جسکا استعمال آنکھ کے سپید داغوں کے لئے نافع ہے اور پلکوں کی کُجلی جس سے پلکین آخر پر گر جاتی ہیں دفع ہو جاتی ہے۔ آنکھ کے پھڑکنے کو بھی دفع کرتا ہے۔

اگر اس نمک سے بدن کی مالش کیجائے تو کُجلی کا مرض بالکل جاتا رہتا ہے۔ مادہ خرمائے لب سے نکلے ہوئے سپید پٹوں پر ایک قسم کا آنا سفید رنگ ہوتا ہے۔ اگر شاخ خرما کو ہلایا جائے تو وہ ایک نرم سفوف کی شکل میں جدا ہوتا ہے۔ اس آئے کو احتیاط کے ساتھ جمع کر لینا چاہئے اور پھر اسٹین سے ڈیڑھ دانق (ایک دانق مساوی ہے ۷ رتی کا) اور ایک اوقیہ (ایک اوقیہ مساوی ہے ۱۱ تولہ ۸ ماشہ کا) گلاب کا عرق یا سفرجل کا سادہ شربت ملا کر پینا چاہئے۔ یہ مجموعہ مصفی خون ہے۔ اور خون کی بستیگی کو دفع کرتا ہے اور روک دیتا ہے۔ اسفل میں بواسیر کے لئے بھی نافع ہے۔ اگر خون کا رُکا و عارضہ سیج کی وجہ سے ہو جو ایک قسم کی آنون کی ریاحی بیماری ہے تو یہ چیز اُس عارضہ کے لئے نافع ہوگی۔ اسکے پلانے کے بعد سیج کا علاج حقنہ کے ذریعہ سے کرنا چاہئے۔

(۷) جمار کے منافع۔ جمار سے شحم الخلی مراد ہے جس سے وہ گو دا مراد ہے جو ذرت کے تہ کے اندر ہو جس سے پتے بنتے ہیں جبکہ بعد وہ گاجا کھلاتا ہے۔ بقول صاحب فلاحۃ النبطیہ تیز امراض کو اُس سے شفا ہوتی ہے۔ یہ بوس اُسکو استعمال

سے وضع ہوتی ہے کیونکہ انہیں خون اور صفرا کے جوش کو دفع کرنے کا عجیب خاصہ ہے اور سینہ کی گرم بیماریوں کو بہت نافع ہے اور اپنی خوبیوں اور منافع میں ضرب المثل ہے۔ اور ان لوگوں کیلئے بہت بڑی دوا ہے جو ہمیشہ خرمای کے غذا کے مادی میں خرمای کھانے کے بعد چار کا ایک ٹکڑا ضرور کھانا چاہئے۔ خاصکر گرم مزاجوں کیلئے وہ کجور کا مصلح ہے۔ حرارت کو ٹھنڈا دیتا ہے۔ پختہ خرمای کے ساتھ اسکا استعمال عجیب طرح پر ذائقہ بخش ہے۔ اسکو طباطبائی عرب گوشت میں پکاتے ہیں اور بطور ترکاری استعمال کرتے ہیں۔ روٹی کے ساتھ اسکا سالن بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ شہد یا شکر کے ساتھ جب کھایا جاتا ہے تو اس سے بڑی حلاوت حاصل ہوتی ہے۔ بہت سے ملاجون میں یہ بکار آمد ہے۔ جیسے آنکھوں کا درد وغیرہ۔ طبیبوں نے مختلف امراض میں اسکے لیپ کو پسند کیا ہے۔ قوثامی نے کہا ہے کہ چار تر کا عرق سخت یرقان کے بیمار کو روزانہ پلایا جائے تو چند روز کے استعمال میں اسکو شفا حاصل ہوگی۔

(۷) طلع کے منافع | صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ یوں تو ہر ایک دخت کے پھول میں ایک خاص قسم کی عطریت ہوتی ہے جو انسان کو فطرۃ مرغوب ہو لیکن خرمای کے پھول کی خوشبو بہت بڑے فائدوں پر شامل ہے۔ صغریٰ کا قول ہے کہ جب مرگ مفاجات کے اسباب کا خوف غالب ہو تو دخت خرمای کے پھولوں اور انکے پوست کی خوشبو سونگھنے کا التزام رکھنا چاہئے۔ پھولوں اور انکے پوست کی خوشبو لینے کا طریقہ یہ ہے کہ انکو توڑ کر انکی ڈنڈی کو سونگھا جائے جسکی خوشبو سے قلب میں ایک خاص تقویت پیدا ہوتی ہے جو قلبی امراض کے لئے حفظاً مقدم کا کام کرتی ہے اور وہی امراض مرگ ناگہانی کے اسباب ہیں۔ اگر احیاناً یہ اسباب کسی ایسے زمانہ

مین پیدا ہون جسین درخت خرما کے پھول نہیں ہوتے تو اسوقت مجھارہ کی خوشبو اسکا بدل ہے مجھارہ درخت سے جدا ہونے کے بعد دو یا تین دن تک کام دیکھتا ہو خاصکر نزدخت کے پھولوں کے سفوف کو سونگھنے سے دل کو تقویت ملتی ہے۔ امراض قلب کے انسداد میں اسکی غیب تاثیر ہے۔ فلاحۃ النبیلہ کے لائق مصنف فرماتے ہیں کہ خرما کا جو درخت کھادا و خصوصاً انسانی میلہ کی کھا دے پر درش پاتا ہے اسکے پھول کی خوشبو انسان کے لئے خاص فائدہ رکھتی ہے۔

نزدخت یا حاملہ مادہ کے پھولوں کے چھلکے اُتار کر انکو سایہ یا دھوپ میں سکھا لیا جائے اور پھر چکی یا اوکھلی میں انکو پس کر کسی قدر سپید گلاب کی پتیاں اس میں ملائی جائیں تو ایک لطیف اور معطر آہن تیار ہوگا جسکے استعمال سے ہاتھ کی چکنائی او بدبو بہت جلد زائل ہوگی۔ اگر آئین کسی قدر عمدہ سچی بھی ملائی جائے تو جسم پر لکھ نہانے کیلئے نہایت نفع بخش ہوگا۔ صاحب فلاحۃ النبیلہ فرماتے ہیں کہ ایک قوم ہے جسکے ہاتھوں میں بدبو کا اندر دیر تک رہتا ہے انکے لئے یہ خاص دوا ہے۔ یہ پیسے ہوئے چھلکے جب تانبہ کی دیگی میں ڈالے جائیں اور آئین، احصہ پانی ملا یا جائے پہرے گھنٹہ تک برابر نرم آنچ پر پکا یا جائے تو ٹھنڈا ہونے کے بعد اس پانی کا چھڑکاؤ ایک ایسے مقام کے لئے، جید مفید ہوگا جہاں چھڑیاں زیادہ ہوں۔ جس انسان یا جانور کے جسم پر اس قسم کے کیرے چنے ہوئے ہوں انکو چھڑانے کیلئے یہ پانی کام میں لایا جاسکتا ہے۔ جن زخموں یا پھوڑوں میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے انکی صفائی اور التیام کے لئے اس پانی سے دھونا بہت مفید ہے۔

نر اور مادہ کے پھولوں کے چھلکے خون اور صفرا کی حرارت کو فرو کرنے میں

بہت فائدہ دیتے ہیں اسکے استعمال کے خاص طریقہ کو صاحب فلاحۃ النبطیہ نے دکھلایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ان پھولوں کے چھلکوں کو پس لو۔ اور اس شربت میں جس کی تعریف اور ترکیب ہم پھل کے منافع میں بیان کرینگے اس طرح پر ملا لو کہ ایک درہم برابر پھول کا سفوف ہو اور ۱۰ درہم برابر شربت اور پھر مجموعہ کے مساوی میٹھا پانی اور اسی قدر گلاب اسمین شامل کرو۔ یہ مکسچر متلی کو دفع کریگا۔ سورہ مضم اور خصوصاً ہیفہ کے مرض میں انسان کو بہت نفع دیگا۔ خون کی حدت صفرا کی گرمی اس کو دفع ہوگی۔

خرما کے پھولوں کو خواہ نر کے ہون یا مادہ کے پتھر یا کالج کے کھرن میں پسکر ٹونگہ سے متلی فوراً دفع ہو جاتی ہے اور یہ ہیفہ کی ابتدائی حالت میں بہت نافع ہے۔ معدہ کے تیز کو بہت جلد دفع کرتا ہے اور شہوت کو بڑھاتا ہے۔ شہوت کو رک جانے کی حالت میں اسکا ٹونگہنا بہت نفع دیتا ہے۔

اگر خرما کے پھولوں کے چھلکوں کو پسکر گلاب کی تینوں کے ساتھ عرق گلاب میں ترکیب اور معدہ پر اسکا لپ کیا جائے تو متلی کو نافع اور معدہ کے لئے مقوی ہے۔ اور فم معدہ سے سورہ قراچی کو دفع کرتا ہے۔ معلوم رہے کہ اس ترکیب میں پھولوں کو ڈنڈیوں سے الگ کر لینا چاہئے۔

مصنف فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ ان پھولوں کی ڈنڈیوں کے منافع بھی کثیر ہیں۔ ایک یہ ہے کہ ان سے آگ جھاڑی جاتی ہے یعنی یہ چھتاق کا کام دیتی ہیں ان سے مسکو اکیں بناتے ہیں جنسے دانت مضبوط ہوتے ہیں۔ ان سے رتبان تیار ہوتی ہیں جو مضبوطی میں شہرت رکھتی ہیں۔ انکی آگ پر کلیجی یا نرم گوشت پکانے

سے اُسکا ذائقہ بڑھ جاتا ہے۔ انکی آگ پر مچھلی کا کباب بنایا جائے اور اُسکو گزرا گرم پانی اور نمک میں ڈالکر ایک خاص قسم کی گھانس بھی اُس میں ملا دیجائے جسکو عربی میں صمتر اور فارسی میں آوینز کہتے ہیں کباب نہایت سرسبز البضم اور اسکی بخت نہایت کامل ہوگی بدینوجہ کہ اس آگ کی حدت بہت دہمی اور نرم ہوتی ہے۔ اسکے بجھے ہوئے کباب میں خاص فوائد پیدا ہو جاتے ہیں۔

اگر اندون پر کسی قدر آٹا لگا کر ان ڈنڈیوں کی آگ پر رکھ دیے جائیں تو نہایت لطیف نیم پرشت تیار ہوتے ہیں۔

اگر اس آگ پر بخورات سلگائی جائیں تو ان کا اثر دیر تک رہتا ہے۔ اور یہ صفت اور ایندھنوں میں معدوم ہے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ اگر طلع کو کھڑکھراپن اور سختی پیدا ہونے سے پہلے چھیلین اور اُسکے چھوٹے ٹکڑے کرین اور پھر سب کو ملا کر اُس قدر میٹھے پانی میں ڈالیں جس میں وہ ڈوب جائیں اور دہمی آنچ پر پکائے جائیں یہاں تک کہ طلع اور اُسکے چھلکوں کی قوت پانی میں نکل آئے۔ پھر اُن کو بخور لیا جائے اور ٹھنڈا ہو جانے پر اُس پانی کو متلی والے شخص کو پلایا جائے جسکو پیارے قے آتی ہو تو یہ پانی اُسکو نافع ہوگا۔ یہی پانی بچکی کم کرنے کیلئے بھی نفع دیکھا۔ اگر اس عرن کو چند مہینے تک رکھنا مقصود ہو تو اُسکو شکر ملا کر نہایت دہمی اور لکی آنچ پر پکا لینا چاہئے اور بالائی کف وقت بوقت نکال دیا جائے تا آنکہ ہلکا سا قوام پیدا ہو جائے پھر اُس میں گلاب کا عمدہ عرق بمقدار مناسب ملا دیا جائے اور پھر اُسی دہمی آنچ پر جوش کھانے دین تو ایک نفیس شربت تیار ہو جائیگا جسکو سورانین نے حاقدا یا کہا ہے۔

جن شخص کی آنکھوں میں دائمی سُرخی ہے اُسکے لئے بھی یہ شربت مفید ہوگا۔  
جب اس شربت میں سرکہ اور شہد شریک کر کے استعمال کیا جائے تو معدہ کے  
لئے مقوی کا کام دیگا۔

طلع پر بچ کا چھلکا ڈالا جائے اور ٹھیکرے کے توپے پر نرم آنچ دیا جائے۔  
یہاں تک کہ وہ بھن جائے اور اُسکی بُو پھیلنے لگے اور اُس سے کوئی چیز مثل عرق  
کے ظاہر ہو تو اُسوقت بھنی ہوئی شے کو پسے ہوئے نمک کے ساتھ کھانا چاہئے  
یہ اُس بیمار کے لئے نافع ہے جسکو صفر سے خلعہ کا عارضہ لاحق ہو جس سے آفیل  
میں خراش پیدا ہوتی ہے۔ اس علاج سے عارضہ رُک جائیگا اور شفا حاصل ہوگی  
کبھی طلع کو دوسرے طریقے سے بھون کر کھاتے ہیں۔ یعنی ایک تیز چھری طلع  
کے سر میں چھوٹی جاتی ہے اور اُسی مقام پر روغن زیتون پٹکا یا جاتا ہے اور  
پھر گوند یا مہو خمیری آنا اُس پر لپیٹا جاتا ہے اس طرح پر کہ روغن زیتون پٹکا یا ہوا  
حصہ اُسکے اندر ہو جائے پھر تھوڑی دیر اُسکو رکھ چھوڑ کر اُسکے بد سپید مٹی کا لپ  
اُسپر چڑھایا جاتا ہے اور دہمی آنچ کے گرم تنور میں رکھ کر تنور کا منہ بند کر دیا جاتا ہے۔  
تا آنکہ طلع بھن جائے۔ پھر اُسکو نکال کر مٹی اور میدے کو اُس سے الگ کر دیا جاتا ہے  
ایسا بھونا ہوا طلع نہ صرف لذیذ ہوگا بلکہ مرض نذکور کو نفع دیگا۔

بھونے ہوئے طلع کو سبکباج کے ساتھ پکانے سے نہایت خوشبودار اور پُر ذائقہ  
ہو جاتا ہے۔ طلع کو بھون کر عمدہ سرکہ میں ڈال دین اور اجودہ ہندی اور سداب اور  
جر جیل کتر کر انہیں ملا دین اور ایک گھنٹہ کے بعد اُس سرکہ میں ذرا سی زعفران میسر  
لے سبکباج بقول صاحب عیاض اعظم ایک قسم ہے مرکب غذا کی زمین سرکہ ملایا جاتا ہے

شریک کریں اور سات دن کے بعد اونٹ کے گوشت کے ساتھ پکائیں تو یہ مرکب گرم اور تیز مزاج والوں کے لئے مصلح ہوگا اور انکو برودت پہونچا یگا جس شخص کو سرخ پتی کا عارضہ ہو اُسکو بھی نفع دیگا۔ عرب کے رہنے والے اسکا استعمال گرمیوں کے موسم میں ماہ ہائے حزیان اور غموز اور آبِ دل کے نصف میں کرتے ہیں۔ اور اُس میں جُٹار اور کدو کے ٹکڑے بھی ملا دیتے ہیں اور جب طلع نہ مل سکے تو صرف جُٹار سے کام لیتے ہیں اُنکا خیال ہے کہ اسکا استعمال مختلف امراض کے لئے ایک قسم کی روک ہے۔ زردخت کا طلع قبل ازین کہ وہ سخت ہو جائے ایسے معده کے لئے بہت بڑی دوا ہے جنہیں حرارت اور میوست سے فساد پیدا ہوا ہو۔ اور استرخار کا مرض اس حد تک ترقی کر چکا ہو کہ غذا کے ہضم ہونے پہنے انسان کو اجابت کی حث ہو تو مناسب ہے کہ زردخت سے طلع لیا جائے اور اُسکو ٹکڑے کر کے ایسی شے میں بھلویا جائے جس سے طلع کا فرائد بدلے پھر طلع کے ٹکڑوں کو مریض اپنے دانتوں سے چبا ڈالے اور اُسکا رس نخل جائے تو یہ دوا اُسکے مرض کو دفع کریگی رواہ اطیب نے اپنی تصنیف میں بضم بیانِ فصد ذکر کیا ہے کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جنکی فصد کہوتے ہی کثرت سے خون بہہ جاتا ہے تو ایسے طبائع کے لئے زردخت کا طلع کوٹا جائے اور شراب کے سرکہ میں ملایا جائے اور فصد کہولی ہوی رگ پر ڈالا جائے اور مسلسل چکایا جائے تو خون بہت جلد بند ہو جائیگا۔

(۸) بَلَج کے فوائد | حب مادہ خرا کے پھول میں لچ پیدا ہو جائیں تو اُنسے بھی علاج تین

لے رومی ہنیدہ کا نام ہے جو مطابق ہوتا ہے اسارہ کے۔ ۳۰ رومی ہنیدہ کا نام مطابق ہوتا ہے ساوون کے ۳۱ آب اول رومی ہنیدہ کا نام جو بھادون کے مطابق ہوتا ہے۔



بہت کام لیے جاسکتے ہیں۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ جب ہلکو قبض یا تیرید یا جس کی حاجت ہو مثلاً پیشاب کی کثرت ہو۔ یا بدن کے کسی مقام یا زخم سے خون جاری رہے یا نکسیر پھوٹے یا بواسیر کی وجہ سے خون بہے تو اُسکے روکنے کے لئے بَلَج کا عرق جو کوٹ کر نکالا جائے نہایت نافع ہے اور اسٹرخار معدہ کے لئے بھی بَلَج بہت نفع دیتا ہے۔ اسلئے کہ بَلَج معدہ کو سخت کر دیتا ہے اور اُسکے افعال کو قوی بناتا ہے۔ قہیلمے سوڑ ہون اور پھلتے ہوئے دانتوں کو بھی درست کر دیتا ہے۔ جو وقت پتھر کے کہرل میں بَلَج کو کوٹ کر اُسکا عرق بے ہوش انسان کے حلق میں فرو کیا جائے تو ہر ایک قسم کی بیہوشی سے فوراًفاقہ ہو جاتا ہے۔ بَلَج اور جُہار دونوں کا مخلوطا عسوق کمزوری کے تمام اقسام کو مفید ہے یکمیں نے اسکو مار اللحم کے قائم مقام کہا ہے۔ بَلَج اور جُہار کے عرق کو پا کر جُہار کے ٹکڑے اُس میں چھوڑ دیے جائیں اور ضعیف البدن شخص اسکو کھائے تو کم قوتی بہت جلد دفع ہو جاتی ہے۔

جب بَلَج کو کوٹ کر اُسکا سفوف بنالیا جائے اور پھر اُس میں گلاب کا عرق شیک کر کے ورم بدن پر لپیٹ کیا جائے تو ورم جاتا رہیگا۔ اگر نفع کا آغاز ہو چکا ہو تو اُسکے لئے بھی فائدہ کریگا۔

(۹) بُسر کے فوائد | صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ بُسر بہت سے امراض کیلئے مفید ثابت ہوا ہے۔ جیسے ذات الجنب کا عارضہ جبکا علاج بُسر کے کھانے سے ہوتا ہے۔ اسکو خلوے معدہ کے وقت کھانا چاہئے۔ اُسی وقت درد ٹھہر جائیگا۔ طبیوں نے کہا ہے کہ اگر بیمار کے لئے فصد یا قے کی نوبت آچکی ہو تو اسکا استعمال فصد اور قے کے بعد کرنا چاہئے ورنہ درد اُبٹھنے کے ساتھ ہی۔ بعض وقتوں میں بُسر کو پس کر

اُسکالیپ جگر اور سینہ اور معدہ اور تلی اور گردن پر لگاتے ہیں جو ان اعضا کے امراض کو دفع کر دیتا ہے۔

جو بستر زیادہ شیریں ہوتے ہیں اُن سے ستو بنایا جاتا ہے۔ اور اس ستو کو تجربہ کاروں نے نہایت مقوی کہا ہے۔

اگر حصرم کے کوٹے ہوئے عرق کو سرکہ اور آتش برنج کے ساتھ ملایا جائے۔ اور تھار اور کدو کے ٹکڑے اور صرف بکری کے بچے کا گوشت اُس میں ملا کر پکایا جائے تو اُس بیمار کو جس کو یرقان بار دکا مرض لاحق ہے۔ اُس گوشت کے ٹکڑوں اور کدو اور تھار کے ٹکڑوں کا کھانا بہت مفید ہوگا۔ بعض حکیموں کی رائے ہے کہ اجود و لاثیا یعنی کرفس اور سداب کو پانی میں بھلویا جائے اور حصرم اور تھار کے ٹکڑے بھی اُس میں چھوڑ دیے جائیں اور طلوع آفتاب کے وقت یا اُس سے پہلے بیمار کو کھلا دیں اور اشتہا کے وقت میدے کی روٹی کے ٹکڑے اُس میں بھگو کر کھلا دیں اور یہ عمل چند روز تک برابر جاری رکھا جائے تو یرقان دفع ہو جائیگا۔

(۱۰) رطب کے فوائد۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ خرما کا جو درخت انسانی

میلہ کی کھاد سے پرورش پاتا ہے اُسکا بار انسان کے لئے نہایت مفید اور پرلے درجہ میں مقوی ہے۔ جب انسان کا میلہ درخت کیلئے بمنزلہ غذا بنکر اُسکو شاداب کرتا ہے تو ایسے درخت کا پھل خاص کر انسان کے لئے کیوں نہ فائدہ بخشنے چھین خود انسانی جزو موجود ہے۔ اگرچہ اُسکی صورت بدل گئی ہو۔ بعض قوموں نے عادت کر لی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی غذا میں خرما سے تر یا خشک کو شریک رکھتے ہیں۔ اور اُنکے بدن اُس سے قوت حاصل کرتے ہیں۔ حاضر المزاجی اور طبیعت کی تیزی

کی انسان میں ایک خاص قوت ہے جسکو غذا سے خرما سے بڑا تعلق ہے۔ خرما سے انسان کے بدن میں گرمی پہونچاتا ہے جس سے دماغ اور عقل پر بہت عمدہ اثر پڑتا ہے۔ بدن کی ترکیب اور تندرستی میں ترقی اور مہلک امراض کے لئے مانع اور عفونت بدن کے لئے داغ ہے۔ عفونت سے وہ ردی عفونت مراد ہے جو بدن کو ضائع کر دیتی ہے اور بعض اوقات جلا ڈالتی ہے۔ اگرچہ اس غذا کی تاثیر نفوس انسانی میں اُس قدر نہیں ہوتی جسطہ درختوں وغیرہ کی غذا سے ہوتی ہے۔ تاہم صحت بدن اور دفع عفونت مہلک کے لئے ایک ایسا لطیف اور خوش ذائقہ میوہ ہے جو ہم خرما وہم ثواب کا مصداق ہے۔ بعض حکماء عرب نے لکھا ہے کہ خرما کو ہمیشہ استعمال کرنے والے انسانوں کی عمریں دراز ہوتی ہیں اور اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ بدن کی تندرستی مدتوں قائم رہتی ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ خرما کو دودھ کے ساتھ ہمیشہ کھانے والوں کی عمریں ڈیڑھ سو سال سے متجاوز ہوتی ہیں۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے لکھا ہے کہ استعمال خرما کے لئے اُس درخت کی ترجیح جسکو انسانی میلے سے کھا دیکئی ہو کہیں ناظرین کو غلط فہمی میں مبتلا نہ کرے جو منافع خرما کے استعمال میں بیان ہوئے ہیں وہ محض اسوجہ سے نہیں ہیں کہ اُسکے درخت کو انسان کا میلہ بطریق کھا دیا گیا ہے بلکہ منافع اسلئے حاصل ہوتے ہیں کہ وہ کھاد اجزاء نخل سے ملتی ہے اور اسی کھاد پر کیا منھڑ ہے۔ سبز کھا دیا اور قسم کی کھا دھا کر درخت خرما میں ایسی خبر و بدن ہوتی ہے اور خرما کی خاص تاثیر سے اس خوبی کے ساتھ تحلیل ہو جاتی ہے جو اور کسی درخت میں کبھی نہیں ہو سکتی اور اس خاص صفت میں درخت خرما کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ درخت خرما کے اجزاء اصلیہ بنی آدم

کے اجزاء اصلیت کے مشابہ اور مشاکل ہونے کی وجہ سے دونوں آپس میں ایک دوسرے کے لئے شفا اور غذا اور مقوی مادہ کا فائدہ بخشتے ہیں۔ خرما کے پھل بدن انسانی کے لئے عمدہ غذاؤں کے قائم مقام ہیں۔ بیوشاد نے کہا ہے کہ جو لوگ ہمیشہ خرما کا استعمال رکھتے ہیں۔ انکو جذام اور سرطان اور سلع کا عارضہ نہیں ہوتا۔ اور اکثر شواہد امراض جو دیر میں اچھے ہوتے ہیں عارض ہی نہیں ہوتے۔ خرما کے پھلوں کی حلاوت شکر اور شہد سے فائق ہے۔ اسلئے کہ معتدل ہے۔ شہد و شکر کی حلاوت کو حکیموں نے تیز کہا ہے اور کثمتش کی حلاوت۔ حلاوت مردہ سے تعبیر کی گئی ہے۔ خرما ہی کی حلاوت ہے۔ جو خیر الامور واسطہا کا مصداق ہے حکیموں نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ خرما کے پھل جلد مفہم ہو جاتے ہیں اور دیر تک عمدہ میں نہیں ٹھہرتے۔ جو ہر خرما کو جوہر انسان کے ساتھ اتحاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خرما سے غلط غیر صالح پیدا نہیں ہوتی۔ بعض وقتوں میں گوشت کی غذا روٹی اور ترکاریوں کے ساتھ جسم انسان کے لئے غیر نافع ہوتی ہے۔ اور مولد امراض ثابت ہوئی ہے برخلاف خرما کے جسکی شرکت کسی دوسری غذا کے ساتھ اس غذا کی برائی کو بھی دفع کرتی ہے خرما باعتبار ذائقہ کس کو نہیں پسند ہے اور کون ایسا شخص ہے جسکو اسکا ذائقہ نہ بھاتا ہو۔ خرما سے مرے۔ سرکہ۔ شراب اور بہت سے نافع شربت اور اچار بناتے ہیں۔ ایک خاص قسم کا شربت اس سے بنتا ہے جو نہایت ہی ذائقہ دار اور نافع ہے۔ تجربہ کار حکیموں نے کہا ہے کہ ملک بابل کے سمندر میں ایک خاص قسم کی گھانس پیدا ہوتی ہے وہ اپنی جڑوں کے ساتھ کوئی ہومی اور اسکے سوا۔ صوامری۔ حب الاس۔ حب الزیب۔ اور تلخ اور شیرین بادام اور دیتوں کے چھلکے اور کوئی ہومی کھلیان اور انار کے چھلکے

اور بیج اور سوکھے ہوئے پھل اور گلاب کی خشک پٹیاں اور (چھوٹی مکشمش اپنی بیجوں کے ساتھ کوئی ہوی) یہ سب چیزیں ایسی ہیں جو شیرہ خرمین بالانفراد یا بالاشترک لانے سے کیمیائی طریقہ پر ایک عجیب خوبی پیدا کرتی ہیں۔ ان سے زیادہ مقوی اور نافع چیز انسان کے لئے مشکل سے تجویز ہو سکتی ہے۔

نبید خرما شراب صالح کی ایک خاص قسم ہے جس میں کسی قدر نشہ تو ضرور ہوتا ہے مگر کسی طرح پر اسکا استعمال انسان کو نفع کے سوا ضرر نہیں بخشتا۔ شرابوں کے بعض اور اقسام کے نافع ہونے میں حکیموں نے بڑا مبالغہ کیا ہے لیکن انکی مضرت کے بھی وہ قائل ہیں۔ پس ایسی چیز کب قابل تعریف ہو سکتی ہے جسکے فوائد کے ساتھ ضرر کا ڈر لگا ہوا ہو۔ اگرچہ ہم واقف ہیں کہ ہر مفید چیز کا زیادہ استعمال بھی مضرت بخش ثابت ہوا ہے۔ خود معمولی غذا کو لیجئے جسکا استعمال غیر متبادل طریقہ پر بعض اوقات میں قریب قریب سم کے ہو گیا ہے۔ لیکن جس چیز کی ہم تعریف کر رہے ہیں وہ ایسی بے ضرر چیز ہے جسکی بے اعتدالی کی مضرت اور چیزوں سے بہت کم ہے۔ اور اعتدال کے منافع اور نافع چیزوں سے بہت زیادہ۔ مصنف فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ ہماری یہ حکیمانہ رائے صرف اپنے ذاتی تجربہ پر منحصر نہیں ہے بلکہ حکماء وقت نے اسکو کامل تجربوں کے بعد تسلیم کیا ہے۔ لائق مصنف فرماتے ہیں کہ ایک حصہ شیرہ خرما کا لیا جائے اور اسی قدر خرما کے پھلون کا سرکہ اور اتنا ہی پانی۔ پس ان تینوں کو باہم ملا کر تانبے کی قلمی دار دیگی یا مٹی کی پختہ ہانڈی میں دیر تک دھبی لٹچ سے پکایا جائے اور جو کچھ اُبال یعنی کف کے ذریعہ سے اُسکی سطح بالائی پر آئے اُس کو نکال دیا جائے۔ یہاں تک کہ اُبال کا آنا بند ہو جائے۔ پھر جب معلوم ہو کہ پکتے پکتے

پانی اڑ گیا اور شیرہ اور سرکہ کی مقدار باقی رہ گئی تب اُسکو ٹھنڈا کر لو اور کالچ کے مٹا برتن میں اُسکو نکال لو۔ یہ چیز تشنگی کی روک اور بخار حارہ یا درد سر کے لئے نہایت مفید اور دفع ثابت ہوگی۔

بعض تجربہ کاروں کی رائے ہے کہ اُسکو ٹھنڈے پانی میں ملا کر پینا چاہئے۔ اس شربت کے منافع کا ضبط کرنا بہت مشکل ہے۔ ہر زمانہ میں ہمارے تجربہ کی داد اطباء وقت دے سکتے ہیں۔ یہ شربت دفع قبض کے لئے ایک خاص صلاحیت رکھتا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ چیز جسکا پہلا اثر دفع قبض ہے۔ حکیمانہ اصول پر مجموعی ضرورتوں پر کس حد تک مفید ہوگی۔ مصنف فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ میں نہایت تعجب سے کہتا ہوں کہ گردے کی چربی اس طرح پر نہیں پک سکتی کہ اُسکا کوئی جزو باقی نہ رہے۔ یہی کیفیت گہی کی ہے لیکن خرمے خشک و تر یا اُسکے شیرہ سے چربی اور گہی کے پورے اجزا تحلیل ہو جاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ چپ دار خرمہ کا میں نے تجربہ کیا ہے جسکی شرکت سے چکنائی کا نقل الگ ہو کر رہ گیا۔ جب اُسکو ٹھنڈا کیا۔ اور پھر نرم آنچ پر رکھا اور دھوے ہوئے گیہون کا کسی قدر آٹا اُسپر چھڑکا تو اُسکی تیاری بہت عمدہ ہوئی وہ خمیس سے بھی زیادہ عمدہ تھا (خمیس ایک خاص غذا عربوں کی ہے جو خرمے خشک کے ساتھ پکا بجانیسے اُٹھیں نہایت رقیق توام آتا ہے جو پتلا اور سیاہ ہوتا ہے گویا کہ وہ مرق ہے)۔

آپ فرماتے ہیں کہ جب کوئی انسان اُس مادہ خرمہ کے پھل لے جو کہ سفوف نہ ملنے کی وجہ سے انسان کے پیٹ سے بار آور ہوئی ہو اور وہ پھل چربی یا گہی میں بہونا جائے تو دیکھا گیا ہے کہ بہت جلد بھگتا ہے اور زیادہ ذائقہ دار ہوتا ہے اور

اُسکے اُبال میں زیادہ خوشبو ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس مادہ کے پھل سے چمڑوں کی دباغت بہ نسبت اور خرمن کے بہت عہدگی کے ساتھ ہوتی ہے یونٹو ہر ایک قسم کا خرما دباغت میں کام آتا ہے لیکن اس پھل کو جبکا حل انسانی میلے سے ہوا ہو ترجیح ہے۔ اس خاص پھل سے دباغت کیا ہوا چمڑا خوشبودار اور دیرپا ہوتا ہے۔

قونامی نے کہا کہ خرما کے تمام اقسام کے پھل فرش یا کسی قیمتی کپڑے کو دھونے کے لئے مصفیٰ ہیں۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے اسکی ترکیب اس طرح پر بیان کی ہے کہ سچی کے پانی اور خرما سے تر کے عرق سے اُس دہتہ کو صاف کرنا چاہئے بہت جلد سٹ جائیگا۔ اگر عہدہ سچی کو لیکر کوٹا جاے اور ایک طرف میں اسکو رکھا جاے اور میٹھا پانی اس میں ڈالکر خوب پکایا جاے۔ پھر اُس کھولتے ہوئے پانی میں خرما سے خشک ڈالکر لکڑی سے خوب ہلایا جاے۔ یہاں تک کہ تمام خرما پانی میں تحلیل ہو جائیں تو ایسا پانی کپڑوں کے دھونے کو عہدگی کے ساتھ صاف کریگا۔ خواہ وہ کپڑا ریشمی ہو یا کتان اور روئی کا یا اور کسی چیز کا۔ کھجور کے سرکہ میں بھی یہ تاثیر پائی گئی ہے مگر ضرور ہے کہ سچی کا جوش دیا ہوا پانی کھجور کے سرکہ کے ساتھ غلو ہو۔ اگر اس میں چونہ بھی شریک ہو تو یہ مجموعہ کچے صابون کا کام دیگا۔

اقسام خرما سے ہیر وں ایک بہتر قسم ہے (دیکھو اقسام خرما کے سلسلہ اول میں) جسکی جوارش یا اُسکا لپ سہل کا کام دیتا ہے اور اس جوارش کا تجربہ کرنے والا بلکہ موجد طامشہری کفانی کا شاگرد (ماشا) ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے اس شخص کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس شخص کو علم طب میں بڑا ملکہ تھا صاحب اُس نے

اس نسخہ کو اپنے استاد کے سامنے پیش کیا تو اُس نے بڑی تعریف کی اور خود بھی تجربہ کیا اور ماسی سورانی کو مطلع کیا۔ ماشا نے اس جوارش کو ایک ایسی مادہ خرما کے پھل سے بنایا تھا جو عمان میں پیدا ہوئی تھی اور ہیرون کے مشابہ تھی۔ جب دوسری دفعہ اس جوارش کی تیاری خالصکر ہیرون سے ہوئی تو اول سے زیادہ مفید ثابت ہوئی۔

ہیرون سے جو لپ ایجاد ہوا ہے اسکا موجب ماسی سورانی ہے۔ اس لپ کی تاثیر عجیب ہے یہ اشیار بارہ کو بدن سے تحلیل کر دیتا ہے جو سخت اور پتھر پللی اور دیر میں پھلنے والی ہوں۔ جسکی نسبت اور اہل بانے بھی خاص طور پر اس بات کا ذکر کیا ہے کہ شیرہ خرما اُسکے لئے نافع ہے۔

خرما کے پھل میں تیاری بدن کی ایک خاص صفت ہے جسکی مداومت سی اوٹ۔ گد ہے اور اکثر چوپائے خواہ دودھ کے جانور ہوں یا سواری کے فرہ ہو جاتے ہیں۔ انسان کی فرہ بھی کچھ تعجب خیز نہیں ہے۔ حکیموں نے کہا ہے کہ خرما کے استعمال سے پہلے جسم کا گوشت بڑھتا ہے اور پھر چربی زیادہ ہوتی ہے۔

عرب کے فریس اور سمجھ دار لوگ اپنے بچوں کو بچپن ہی سے خرما کھلانے کی عادت ڈالتے ہیں اور دودھ کے ساتھ خرما کی غذا بھی دیتے ہیں۔ خرما کی شرکت دودھ کے ساتھ بہترین تئیں ہے۔ خصوصاً وہ خرما جو بیض النحر سے حاصل ہوا ہو۔ (دیکھو اقسام خرب) خرما کا نمبر صفحہ ۶۱ حکیموں نے لکھا ہے کہ سر یح الاجابت اشخاص کا ذہن بہت تیز ہوتا ہے۔

مالک عرب میں روا ہے ایک نامی طبیب گزرا ہے۔ اور اُسکی رائے ہے کہ ایک ضعیف البدن اور ضعیف البضم شخص بھی کبھی مرغوب غذا پالیتا ہے تو وہ فوراً بضم ہو جاتی ہے۔ پس



خرما میں جبکہ بنفسہ لمبک عام اور مرغوب علاوت ہے تو اگر اسکی غذا ہضم کے لئے خود تائید کرے اور انسانی جسم کو نفع پہنچائے تو کچھ عجب مت کرو۔ اطباء کروائین کی ایک خاص جماعت نے بیان کیا ہے کہ جب بعض اعضائے ظاہری میں درد پیدا ہو۔ جسکا سبب معلوم نہ ہو تو خرمائے اسکی گھٹلی نکال دو۔ اور بے تخم خرمائے کو آگ پر رکھو اور پھر اسکو ایک طرف میں اس قدر پانی ڈال کر چھوڑ دو جس میں خرماء ذوب جائے اور آج پر اسکو پکاؤ۔ جب اسکے تمام اجزا پانی میں گھل کر شہد کی صورت پیدا کریں تو اس میں خرمائے ہم وزن موم ملاؤ۔ اور تلون کا تیل تھوڑا تھوڑا اسپرڈالو اور اسکو کسی چیز سے ہلاتے رہو جب وہ اچھی طرح سے لمبائے تو اسکو ٹھنڈا کر لو۔ یہ ایک عمدہ قسم کی مویائی ہے جسکا لیپ درد کے مقام پر مفید ہوگا۔

فارس اور بابل کے لوگ خرمائے ایسا عمدہ سرکہ بناتے ہیں کہ جسکی ترشی سرکہ کے تمام اقسام پر فائز ہوتی ہے۔ یہ سرکہ اکثر شراب کی تاثیر رکھتا ہے۔  
مثانہ کے استرخا کا مرض خرمائے کی مداومت سے دفع ہو جاتا ہے۔ گردہ کی سردی یا گرمی اس سے دفع ہوگی بشرطیکہ اسکا استعمال غذا کے ساتھ ہو۔

آکڑ منی کا ضعف خواہ کسی وجہ سے پیدا ہوا ہو۔ خرمائے کے استعمال سے دفع ہو جاتا ہے بشرطیکہ خالص خرماء روٹی کے ساتھ کھایا جائے۔

حر یا ساحرنے ذکر کیا ہے کہ اگر روغن زیتون کے ساتھ پسے ہوئے گوند اور خرمائے کو ملا کر کمر کے اسفل میں اسکا لیپ کریں اور اسکو آگ کی گرمی پہنچائیں تو باہ کیلے بہت مفید ہوگا۔ اور یہ لیپ تمام بدن کو قوی کر سکتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ کثرت جماع کا تھکان اس لیپ اور خرمائے کی غذا سے مطلق محسوس نہ ہوگا۔

(۱۱) **تمر کے فوائد**۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ خرماء خشک انسان کے بدن میں گرمی پہنچاتا ہے جس سے دماغ اور عقل پر بہت عمدہ اثر پڑتا ہے۔ بدن کی تیاری اور مندستی میں ترقی اور مہلک امراض کے لئے مانع اور عفونت بدن کا دافع ہے۔ قریب قریب وہی تمام منافع تمر میں ہیں جو منافع کہ طب کے متعلق بیان ہوئے۔

خرماء خشک کے استعمال میں ایک خاص اثر یہ ہے کہ اُسکو کھانے والا شخص بفرطیکہ اُسکی مداومت کرے دور تک بے کٹان پیدل سفر کر سکتا ہے۔ سیفوحا حکیم نے کہا کہ میں نے کٹان دور کرنے کیلئے کسی چیز کو خرماء خشک سے بہتر نہیں پایا۔ یہ شخص بڑا فلاسفر اور حکیم تھا۔ اور اسنے اپنے باپ کی حکمت اور تجربہ سے بہت کچھ فائدہ حاصل کیا۔

(۱۲) **قُب کے فوائد**۔ قُب کے فوائد کثیر ہیں۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ ذات الجنب کے عارضہ کے لئے یہ عجب نفع رکھتا ہے۔ خلوے عمدہ کے وقت بیمار کو کھلانا چاہئے۔ اُسی وقت ذات الجنب کا درد ٹھہر جاتا ہے۔ اور اُسکا شعلہ بجھ جاتا ہے اور یہ اُسوقت کھانا چاہئے جب کہ مریض کو فصد اور تے سے فراغت حاصل ہوگئی ہو۔ بفرطیکہ فصد اور اخراج خون اور تے کی ضرورت ثابت ہو۔ کہی قُب کا ایک لیپ بنایا جاتا ہے جو بہایت نافع سمجھا گیا ہے جسکا نام ضما والقُب ہے۔ طب کی اکثر کتب میں اسکا بیان ہے۔ عمدہ اور جگر اور سینہ اور تلی اور گردن پر یہ لیپ نفع بخش ثابت ہوا ہے۔

(۱۳) **بعض اجزای خرماء کی باہمی شرکت کے منافع میں**۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہیں کہ بفرطیکہ تاثیر تلخ کے قریب قریب ہے۔ بعض قوتوں اور تاثیرات میں دونوں شریک ہیں اور بعض تاثیرات ان دونوں کی اُنہیں کے ساتھ خاص ہیں۔ اسی طرح سوکھا ہوا خرما

بعض تاثیرات میں بسر کے مساوی ہے اس لئے کہ یہ تینوں معدہ کے لئے نافع ہیں۔ بعض ضرورتوں میں قسب اور بسر میں مساوات کا حکم دیا جاتا ہے جیسو ذات کجنا کا عارضہ جبین ان دونوں کا فائدہ مساوی ہے۔ جن امراض میں بسر یا قسب مفید ہے۔ اگر اتفاق یہ دونوں نہ مل سکیں تو ایسی حالت میں خلال کو انکا قائم مقام سمجھنا چاہئے۔ خلال خرما کا وہ درجہ ہے جو طلع حل کو قبول کرنے کے بعد بلج سے پہلے قائم ہو۔ پس خلال کے ٹکڑوں کا مربی قسب کے شیرے کے ساتھ پیس کر اسکا ضما د کرنا۔ ضما د القسب کے قریب قریب موثر ہو سکتا ہے۔

(۱۴) زردخت کے خاص منافع | زردختوں کی کثرت جو بعض وقت کاشت طریقہ اول

متذکرہ باب نمبر (۶) اصل دوم متعلقہ فصل ہذا میں ہو جاتی ہے۔ اور ایک بڑے عرصہ کے بعد اس پر مطلع ہونے کا موقع ملتا ہے البتہ ناگوار خاطر ہوتی ہے۔ اگرادہ زردختوں کی تعداد کافی ہو اور زردختوں کو جبکی جوانی کا موسم پہنچ چکا ہے۔ قطع نہ کر کے اُسے فائدہ حاصل کرنا چاہیں تو یہ بات سمجھ رکھنے کے قابل ہے کہ اُن کی ٹانگی یعنی تانے اور تراشنے سے جو شیرہ اُسے حاصل ہوتا ہے وہ بہت قیمتی چیز ہے۔ شیرہ کے قوام سے اعلیٰ درجہ کی شکر بنا سکتے ہیں اور اُس سے معتد باندہ حاصل ہو سکتا ہے۔ ایسی حالت میں تراش کا آغاز پھول کے نکل اُسے پر ہونا چاہئے کس درخت کو تانے سے اسکی قوت زائل ہو جائیگی۔ نمون قفرقہ لاحق ہوگا۔ بعض تجربہ کاروں کا خیال ہے کہ درخت کا قد جب تک ۳ فٹ کا نہ ہو لے اسکی تراش کا آغاز نہ ہونا چاہئے وہ خیال کرتے ہیں کہ ۵ سال کی عمر میں ۳ فٹ کا قد ہو جاتا ہے۔ ایک سال تراشنے کے بعد پھر اُس درخت کو اُس وقت تک نہ تانا

چاہئے جب تک اُس کا قد اور ڈیڑھ فٹ بلند نہ ہو جسکے لئے تخمیناً دو تین سال کی دست درکار ہوگی گویا اُس وقت یعنی دوسری تراش میں درخت کی عمر آٹھ سال کی ہو چکتی ہے پھر تیسری تراش گیارہ سال کی عمر میں ہونی چاہئے اور چوتھی تراش ۱۴ سال کی عمر میں۔ جسکے بعد دو دو سال کے فصل سے درخت تراشا جاسکتا ہے۔ ۲۰ سال کی عمر میں درخت پختہ اور مستحکم ہو جاتا ہے اسکی تمام قوتیں تکمیل کو پہنچ جاتی ہیں بہرہ و عمر سال اُس سے تیرہ لے سکتے ہیں۔ بعض باغبانان تجربہ کار ان حدود کے مخالف ہیں انکی رائے یہ ہے کہ پہلی تراش کے لئے نہ پانچ سال کی عمر کوئی چیز ہے اور نہ ۳ فٹ کا قد۔ اگرچہ یہ بات ممکن الوقوع ہے کہ ۳ فٹ کے قد یا پانچ سال کی عمر میں درخت کے پھول نکل آئیں۔ جو زینی قوت یا مرض لاحقہ کی وجہ سے ایسا ہوا کرتا ہے۔ لیکن جوانی کی اوسط عمر دس سال ہے۔ جب تک درخت کو عمر شباب میں پھول نہ آئے اسکی تراش کا آغاز نہ ہونا چاہئے۔ مولف کو اس رائے سے بالکل اتفاق ہے۔ صرف اسقدر اضافہ کے ساتھ کہ اگر ۵ سال کے اندر درخت کو پھول آئے تو اُس پھول کو توڑ دینا چاہئے۔ اسلئے کہ پانچ سال سے قبل درخت کی جوانی اسکی کم طاقتی کا سبب ہے اسی کتاب کے باب امراض میں ایک ایسی بیماری کا بھی بیان ہے جو درخت خرا کو عارض ہوتی ہے۔ جسکی وجہ سے وقت سے پہلے پھول آ جاتا ہے۔ پس سمجھ لینا چاہئے کہ تجربہ کاروں کی رائے متذکرہ بالا میں ۳ فٹ کا قد ایک سرسری اور اندازی علامت ہے۔ جسکے بعد پہلی تراش کے لئے پھول کا انتظار ضرور ہونا چاہئے۔ اسکے بعد دوسرا سال خالی چھوڑ کر تیسرے سال میں تراش ہو سکتی ہے۔ اسی طرح ہر درخت تراش میں ایک ایک سال کا درمیان میں خالی چھوڑنا ضروری ہے۔ اس طریقہ عمل میں درخت ہمیشہ

کے لئے قوت دار رہے گا۔ کم قوتی کامرض اسکو کبھی لاحق نہ ہوگا۔ جس سال تراش کی باری ہے اُس میں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ تراش روزانہ واقع نہ ہو۔ بلکہ ایک دن آڑ۔ اور ایسی تراش کا سلسلہ ۳ مہینہ سے زیادہ مدت تک جاری نہ رکھنا چاہئے۔ ہر ایک تراش دو اونچے سے زیادہ گہری نہ ہونے پائے جس درخت کو مادہ درختوں کے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ اسکو تراش سے مستثنیٰ رکھنا چاہئے۔ اسلئے کہ ایک درخت کی طاقت دو طریقوں سے کام لینے کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ اسکے خلاف عمل کرنے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ دوسرے سال اسکا پھول کم قوت ثابت ہوگا۔ اُسے جو ہرے جو عمل مادہ درخت میں کیا جائیگا اسکا بار نہ مقدار میں زیادہ حاصل ہوگا اور نہ قد میں۔ تراش کے مقام پر کسی طرف گلی کو چسپیدہ کر کے اُسی کے پتوں سے باندھ دینا کافی ہے اور اس کام کے لئے عموماً فریشٹم کا وقت مناسب خیال کیا گیا ہے۔ دوسری صبح میں اُس طرف گلی میں شیرہ موجود رہے گا۔ اسی شیرہ کو آتش پر قوام دینے سے شکر بن سکے گی۔ محکمہ زراعت مالک مغربی و شمالی دادوہ واقع مقام کانپور نے اپنے ماہواری رالہ مفید المزارعین نمبر (۱) جلد ۱۴ کے صفحہ ۱۱ میں بیان کیا ہے کہ کھجور کے بہت سی درختوں میں جب اوپر والے کلمہ پر گھاؤ یا جھکو ٹھینٹ (ہندی میں چھبہ لگانا کہتے ہیں جسکو ہنے تراش سے تعمیر کیا ہے اور دکن میں تاسنا کہتے ہیں) لگا دیا جاتا ہے تو اُس سے بکثرت میٹھارس نکلتا ہے۔ جوش دینے سے یہ رس جھورے رنگ کی کچی شکر بن جاتا ہے۔ ہندوستان میں اسکو جیگری کے نام سے بولتے ہیں۔ مذکورہ ذیل اقسام خاص کھجور سے بالفعل یہ عمل جاری ہے۔ (۱) پلمرا کھجور۔ (۲) تلی پات کھجور۔ یہ دونوں اقسام مقام لنگا پر ہوتے ہیں (۳) چھوارا۔ یہ شمالی افریقہ اور مغربی ایشیا میں ہوتا ہے۔ (۴) گوٹی۔

اسمین شکر کی مقدار اور اقسام سے فائق ہوتی ہے۔ (۵) جزائر ملاکا و فلپائن کی کجور  
 میں بھی شکر کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ جنگلی چھوٹے اور تازے  
 درخت سے زیادہ اور کسی مین شکر نہیں پیدا ہوتی۔ سالانہ پیداوار شکر کی ۱۵۸۵۳۶۵  
 من تک ہوتی ہے منجملہ اس پیداوار کے صرف بنگال کی پیداوار ۴۹۴۱۳۴۱ من ہے۔  
 دراصل اس قسم کی شکر کی پیداوار اور اسکا صرف خاصکر ہندوستان میں ہے۔ بہت  
 بڑی مقدار اس شکر کی کبھی تو اسکے اصلی نام جیگر می یا مشرقی ہند کی کجور کی شکر  
 مگر اکثر اوکھ کی شکر کے نام سے باہر جاتی ہے۔ لندن کے بازار میں اس شکر کے دام  
 دس روپیہ ہے بارہ روپیہ فی من تک اٹھتے ہیں۔ اس سے جو شکر نکالی جاتی ہے  
 چاہے وہ کسی درخت کی کیون نہو بالکل دیسی اوکھ کی شکر کی سی ہوتی ہے۔ ورا  
 فرق نہیں ہوتا۔ البتہ اگر فرق ہے تو یہ ہے کہ صرف رس نکل کر شکر میں رنگت پیدا  
 کرتا ہے۔ اسکے مزہ میں اور دیسی اوکھ کے رس کے مزہ میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ مگر جب اسے  
 صاف کر ڈالیے تو مغربی ہند کی صاف و شفاف شکر میں اور اسمین بالکل تمیز نہیں  
 ہو سکتی۔ اسکا رس ایسا بذائقہ نہیں ہوتا ہے۔ ایسا ہوتا ہے کہ گرم ملک کے باشندے  
 جہاں پر یہ درخت بکثرت پیدا ہوتے ہیں بلا تکلف اسکے رس کو کھاتے پیتے ہیں۔ کجور  
 کی شکر کی مجموعی پیداوار کا تخمینہ قریب قریب ۱۵۰۰۰۰ ٹن کے کیا گیا ہے۔ جو برابر  
 چوبیسویں حصہ اوکھ کی شکر کی پیداوار کے ہے اور مفید کاموں میں لائی جاتی ہے

### (۱۱) اندازہ مصارف کاشت اور اندازہ قیمت بار کا بیان

اس بات کا اندازہ کرنا کہ خرما کی کاشت میں فی ایکڑ کس قدر مصارف ہونگے اور کس قدر

خرمہ کنس قیمت کا حاصل ہوگا بہت نازک کام ہے۔ اسکی دو شکلیں ہیں۔ ایک یہ کہ خاصکر خرما کا باغ لگایا جائے۔ اور دوسری یہ کہ ایک کاشتکار اراضی کاشت میں خرما کی کاشت بھی کرے شکل ثانی بہ نسبت شکل اول زیادہ نفع بخش ہے۔ لہذا پہلے اُسکو دکھلانا مناسب خیال کیا جاتا ہے۔ ہماری رائے میں امرا اور متمول صاحبوں کے باغات سے خرما کی وہ کاشت زیادہ تر مفید ہے جو ہند کے کاشتکار اپنے کھیتوں میں کریں۔ اسی آخر الذکر کاشت سے ہندوستان کو زیادہ نفع پہونچے گا۔ امیر اور مالدار لوگ تو مالدار ہی ہیں۔ انکے باغات درحقیقت شان امارت میں داخل ہیں۔ ہم نے انکے کسی باغ کو آج تک اس حالت میں نہیں دیکھا جسکی آمدنی اُسکے خرچ کی متحمل ہو۔ اگر ان حضرات نے کھجور کے باغات لگانے کا ارادہ کیا اور اُسکے ابتدائی مصارف کی برداشت کی تو دس برس کے بعد بے شک انکو بھی اپنے خرچ کیے ہوئے روپیہ کا خرما مل سکتا ہے۔ اور ایک مستقل آمدنی اُسکے ذریعہ سے قائم ہو سکتی اور اس مدت میں مصارف ابتدائی کی برداشت انکو ہو سکتی ہے۔ لیکن کاشتکاروں کا گروہ جسکے پاس اُس کی ضروریات روزمرہ سے زیادہ روپیہ نہیں ہے۔ اصول مندرکہ بالا پر کام نہیں کر سکتا اور خدا کی شان ہے کہ اُسکو اس کام کے لئے جو سہولتیں نصیب ہیں اُن سے متمول افراد بالکل محروم ہیں۔ تنوین دوچار متمول اگر کاشتکاری زمینات بھی رکھتے ہوں تو انشاؤ کا معدوم میں اُنکا شمار ہے۔ اگر متمول افراد کھیتی باڑی کے نتائج سے واقف ہوں اور کاشتکاری سے دلچسپی پیدا کریں اور اراضی خود کاشت کو اپنی مالداری اور تمول کی ضروریات میں داخل کر لیں تو بے شک انکو بھی کاشت خرما میں وہی تمام سہولتیں حاصل ہو سکتی ہیں۔ جو اس وقت غریب کاشتکاروں کے حصہ میں ہیں۔

سب سے پہلے ہم اُس غریب آدمی کی تصویر کھینچنا چاہتے ہیں جو زراعت کے ارادہ سے میدان میں قدم رکھتا ہے اور دو ایکڑ کا ایک نمبر حاصل کر کے کام کرنا چاہتا ہے۔  
 (اس شخص کے مقابلہ میں وہ کاشتکار زیادہ خوش قسمت ہے جس کے پاس اس وقت ایک اراضی موجود ہے۔ اور کاشت کے پیشہ کو ساہاے سال سے کرتا چلا آتا ہے)  
 اس نئے کاشتکار کو اس وقت دو قسم کے مصارف ناگزیر لاحق ہوں گے۔ (۱) وہ جنگی ادائی سال بسال اُس کے ذمہ ہوگی۔ (۲) وہ جنگا خرچ صرف ایک بار لازم ہوگا اور کبھی اتفاق ہی سے اُس کو پھر خرچ کرنا پڑے۔

### نمبر (۱) کی تفصیل

(۱) دو ایکڑ اراضی کا لگان جو گورنمنٹ کو ادا کرنا پڑے گا۔ اجناس باغات کی نوعیت کے لحاظ سے بندوبستی جمع کے مطابق سے روپیہ فی ایکڑ سال کے حساب سے۔

(۲) دو بیلون کی خوراک اضلاع تلنگانہ ملک نظام کے تجربہ سے ماہانہ صدر روپیہ کے حساب سے

(۳) دو دیہی ملازم کی ماہوار بحساب فی ماہ (۵۰ روپیہ) ہینہ ہینہ کٹو

(۴) تخم کی خریداری کے لئے جو دو ایکڑ کی کاشت کے لئے درکار ہے اُن اجناس کے لئے جن کا قد چھوٹا ہو جیسے لہسن۔ پیاز۔ تمباکو۔ فی ایکڑ ۸ روپیہ کے لئے

(۵) دو ایکڑ اراضی کے لئے کھاد کی خریداری۔

۱۵ اجناس باغات کے لئے دو ایکڑ کی آب رسانی دیں سے بھی ملج ہو سکتی ہے۔



صہ سال عہ	(۶) صادر مرست موت و آلات کشادری وغیرہ۔ (۷) کلچائی یعنی نکائی اور درود کا خرچ
مالع	میزان
<p style="text-align: center;">نمبر (۲) کی تفصیل</p> <p>(۱) دو ایکڑ اراضی کے لئے ایک باولی کی تیاری دیہاتی اصول پر اہلکار (۲) بیلون کی جوڑی کی خریداری کے لئے جو اعلیٰ درجہ کے ہون مار (۳) آلات کشادری کے لئے علی الحساب عہ</p>	
صامعہ	میزان
<p>جو کاشتکار اس وقت زراعتی زمین رکھتے ہیں اور زراعت کرتے ہیں - خواہ وہ دو ایکڑ سے کم زمین رکھتے ہوں یا بہت زیادہ - ان کی تین قسم ہیں (۱) وہ جنکے پاس تری کی زمینات ہیں - جن میں دھان کی کاشت ہوتی ہے - (۲) وہ جن کے پاس اجناس باغات کی زمینیں ہیں - (۳) وہ جنکے پاس خشکی کی اراضی ہیں - ان تینوں اقسام سے ہر ایک کے لگان کا نرخ مختلف ہے اور ذرا لچ آبرسانی کے لحاظ سے بعض زمینوں میں صرف ایک باولی ہوگی یا نہوگی اور بعض میں کئی باولیاں یا کسی تالاب یا کنڈ یا نہر سے پانی چلتا ہوگا اسطرح کسی کے پاس صرف دو بیل ہوں اور کسی کے پاس اس سے زیادہ - علی ہذا اجناس کاشت کی نوعیت بھی ہر ایک کے پاس جدا جدا ہوگی - پس جن ضروری مصارف کا تعین وہ ایکڑ کے لئے ہم نے اوپر کر دیا ہے اگر وہ اُن کو مکمل کرنا چاہیں تو بہ نسبت</p>	

ایک نئے مزاج کے اکثر ابواب میں انکو سہولت ہو سکیگی اور اکثر مصارف کو وہ بچا سکیں گے۔ مثلاً اراضی یا اوسکا ایک حصہ یا بیل پہلے سے موجود ہوں۔ اسی طرح باولی بنی بنائی موجود ہو۔ اور آلات کٹاوری بھی بقدر ضرورت تیار ہوں۔ غرض انکو ایک نئے کاشتکار کے مقابلہ میں اکثر سہولتیں پہلے سے نصیب ہونگی۔

اس نئے کاشتکار کے لیے مصارف کا جو اندازہ ہم نے دکھلایا ہے اُس میں بھی ایک معتد بہ حصہ اسکو بچ سکتا ہے بشرطیکہ وہ

(الف) بیلوں کی خوراک میں گاؤں کے گایران سے مدد لے اور انکو اپنے کھیت کی مینڈوں پر چرائے یا فضل کے کٹ جانے کے بعد اپنی زمین ہی سے انکی چرائی میں کچھ نہ کچھ مدد لے یا کٹی ہوئی فضل کے بھوسہ وغیرہ سے کام چلائے۔

(ب) دیہی ملازم کی ماہوار کا ایک حصہ بچ سکتا ہے اگر وہ خود محنت کے ساتھ کام کرے یا خوش قسمتی سے اُسکے جوان لڑکے ہوں یا اُسکی بیوی یا بیٹی یا اور عہدیز جنگی پرورش اُسکے ذمہ ہے کہیت کے کام میں مدد دیں۔

(ج) تخم کی خریداری کی رقم بھی سال دوم سے بچ سکتی ہے بشرطیکہ وہ اپنے کہیت کی پیداوار سے بونے کے قابل حصہ احتیاط کے ساتھ محفوظ کر لے۔

(د) کھاد کی خریداری میں بہت کچھ بچ سکتا ہے اگر وہ اپنے بیلوں کا گوہر اور متالی اور اپنے گھڑی راکھ اور کچرا کوڑا۔ گہر کا میلا احتیاط کے ساتھ ایک خاص گڑھے میں محفوظ رکھے۔

(ه) صادر میں بہت کچھ بچ سکتا ہے بشرطیکہ وہ جنگل سے لکڑی حاصل کرے جس کو گورنمنٹ نے اُسکے لیے محصول سے معاف کیا ہے اور مردہ جانوروں کے چمڑوں کی حفاظت کرے۔

(۹) باولی کی تیاری میں بھی کوئی حصہ ضرور بچ سکتا ہے اگر وہ اور اسکی فیاملی اپنی محنت کا حصہ اس میں شریک کرے۔

اب ہم مدخل کا اندازہ عرض کرتے ہیں جو دو ایکڑ اراضی سے اسکو وصول ہو سکتا ہے اور اس بیان میں ہمارا تمثیلی بیان سرکار نظام کے ملک تلنگانہ کے نرخوں اور اسکی اوسط پر مبنی ہوگا۔

(۱) اگر پیاز کی کاشت کی گئی ہے تو دو ایکڑ میں ۴۰۰ من پختہ = ۱۴۰۰۰ انڈیا  
اسکی پیداوار حاصل ہو سکتی ہے جسکے ۳۳ پلہ ہونے (ایک پلہ = ۱۲۰)   
آٹار اور ایک پلہ کی قیمت کھیت پر عا حاصل ہوتی ہے جسکی مجموعی رقم بقدر

(۲) اگر تبا کی کاشت کی گئی تو دو ایکڑ میں ۴ کھنڈی کی پیداوار کا اندازہ کیا جاتا ہے جسکی ایک کھنڈی کا اوسط نرخ (۵) ہے اور ہر کھنڈی کی مجموعی قیمت۔

(۳) اگر لہسن بویا گیا تو اسکی پیداوار کا اندازہ دو ایکڑ میں ۸۰ من پختہ کیا جاتا ہے اور ایک من کا اوسط نرخ (۵) ہے ۸۰ من کی مجموعی قیمت اس آمدنی سے مستقل مصارف سالانہ کو وضع کیا جائے تو نتیجہ ذیل نفع خالص کا حکم رکھتا ہے

نشان	نام جنس	اندازہ قیمت پیداوار	اندازہ خرچ مستقل سالانہ	نتیجہ نفع خالص
۱	پیاز	۱۱۰۰	۱۱۰۰	۱۱۰۰
۲	تبا	۱۱۰۰	۱۱۰۰	۱۱۰۰
۳	لہسن	۱۱۰۰	۱۱۰۰	۱۱۰۰
۴	ایک کھنڈی = ۲۰ من خام = ۲۴۰۰ آٹار۔			

ہم اپنے ذاتی تجربہ سے عرض کرتے ہیں کہ بلحاظ اوس عرق ریزی اور کفایت شکاری کے چوکشتکار کرتے ہیں جنکے امکانات کی تفصیل ہم نے حرف (الف) سے (د) تک بیان کی ہے تجربہ کار کاشتکار کو ہمارے اندازہ قیاس سے کچھ زیادہ ہی بچ رہے گا۔ پس ایک کاشتکار جسکے پاس دو ایکڑ اراضی ہے جس میں وہ اجناس باغات کی کاشت کرتا ہے اپنے سارے کھیت میں خرما کے تین سو درخت تقریباً صرف مینڈون پر قائم کر سکتا ہے اس طرح پرکہ مشرق و مغرب کی سیدھ میں ۳۰ فیٹ کے فاصلہ سے ایک ایک قطار قائم کی جائے۔ اور ہر قطار میں بارہ بارہ فیٹ کی فاصلہ پر ایک ایک درخت خرما کا لٹکایا جائے۔ قطاروں کی سیدھ مشرق و مغرب میں اس لیے مناسب خیال کی جاتی ہے کہ دو قطاروں کے درمیانی حصہ پر ان قطاروں کے سایہ کا اثر بہت کم ہوگا۔ اور بعض خاص قسم کے اجناس کو جیسے کہ لہسن۔ پیاز تمباکو۔ اور ک وغیرہ میں۔ خفیف سے سایہ سے کوئی نقصان نہیں پہونچتا خاص کر اورک کے لئے تو سایہ دار مقام کو ترجیح ہے۔

اگر کاشت خرما کی وجہ سے کوئی حقہ مجموعی رقبہ کا۔ زراعت باغات میں نہ آسکیگا تو اسکا اندازہ کسی حالت میں کل اراضی کے اٹھویں حصہ سے زیادہ نہ ہوگا اور اسی نسبت سے البتہ اوسکی موجودہ آمدنی کا آٹھواں حصہ قابل وضع ہوگا۔

اب ہم ان مصارف کو بیان کرتے ہیں جو کھجور کی کاشت میں کاشتکار پر عاید ہوگی سب سے پہلے تخم کی خریداری ہے اور ۳۰۰ درختوں کے لیے احتیاطاً ۶۰۰ تخم کا اندازہ کیا جاتا ہے جسکی قیمت دور و پیہ سے زیادہ نہیں ہے۔ اگر گورنمنٹ کی سرپرستی سے اعلیٰ قسم کے تخم معنت عنایت ہوں تو سبحان اللہ۔ ورنہ گورنمنٹ کے توسط سے

خریداری تخم اور تقسیم کا انتظام ہو کر کاشتکار سے اُسکی قیمت لی جانے کی صورت میں ہمارے انداز سے اُسکی قیمت کسی قدر کم ہی ہوگی۔

تین سو درختوں کے لئے تین سو گڑھے البتہ درکار ہوں گے جنکو کاشتکار اور ادسکا ملازم بلا کسی صرفہ زائد کے بتدریج تیار کر سکے گا۔ اگر ان گڑھوں کے لئے اجرت پر کام لیا جائے تو تقریباً موسمِ بہار میں صرف ہونگے۔ ان کی آبرسانی کے لئے کوئی زائد صرفہ نہ ہوگا اس لئے کہ دو ایکڑ کے رقبہ کے لئے ایک کنواں اور دو ہیل موجود ہیں۔ پانی کی صدر نالیان قطاروں کی سیدھ میں بنی ہوئی ہیں۔ درختان خرما کی آب پاشی کا جو دن مقرر ہے اُس میں کبیت کا پانی اُن مخصوص نالیوں سے دوڑایا جائیگا جو بیک کر شمشہ دو کار کا مصداق ہوگا۔ بسا اوقات کھیت کی آبرسانی سے بھی کھجور کے درخت اپنا حصہ خود جذب کر لیں گے۔ انکی کھاد کے لئے کسی جدید صرفہ کی ضرورت نہوگی وہی اندازہ بالکل کافی ہوگا جو دو ایکڑ کے سالم رقبہ کے لئے ہم نے اوپر دکھلایا ہے۔

۱۲ برس تک سختی کے ساتھ کاشتکار کو ان درختوں کی نگرانی البتہ کرنی پڑیگی اور اوس دولت کی امید پر جو ان درختوں کی بدولت اُسکو متوقع ہے وہ ہر طرح سے ان کی پرورش کر سکے گا۔ اس عرض مدت میں انکی خشک شاخوں اور پتوں سے ایک حد تک ایندھن کی ضروریات کے لئے اُسکو سہولت حاصل ہوگی۔

۱۳ برس کے بعد جو تخمینہ ان درختوں کی آمدنی کا کیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔  
محققین یورپ سے جن اہل کمال نے اسکی جانب اپنی توجہ مبذول کی ہے۔  
اُن کی رائے یہ ہے کہ فی درخت ۸۰ سیر یا دو من پختہ خرما حاصل ہوگا۔ اور یہ اندازہ ریاست

سرکار نظام کے خال خال درختوں سے بھی صحیح ثابت ہوا ہے۔ لیکن مولف کے لائق عزیز مولوی عبداللہ حسین کا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ دو من کو اکثر مقدار خیال کرنا چاہیے اور اُس کا اقل فی درخت ایک من جبکا اوسط پانچ من ہے۔

ابتدائی موسم کا پھل حیدر آباد میں فی روپیہ ایک سیر کے نرخ سے دو سیر تک فروخت ہوتا ہے اور کبھی سہ سیر تک بھی قیمت آئی ہے۔ لیکن یہ اندازہ تجارت کی بڑی اسکیل پر محض بے حقیقت ہے۔ اگر ہم کامیابی کی حالت میں فی درخت پچھروپیہ یعنی فی روپیہ ۱۵ سیر کا اندازہ قایم کریں اور مجموعی تین سو درختوں سے محض اس لحاظ سے کہ مادہ درختوں کی تعداد کے نسبت قیاسی اندازہ بہت مشکل ہے صرف ڈیڑھ سو درخت پر حساب لگائیں تو چھ سو روپیہ سال کی آمدنی میں کوئی شک نہیں ہے۔ نرد درختوں سے شکر بنانے کا جو آسان طریقہ گذشتہ باب میں بیان ہوا ہے اُس کے لحاظ سے باقی ماندہ ڈیڑھ سو درخت کی آمدنی ہمارے اس حساب سے بالکل خارج ہے جبکہ اوسط ہر دوسرے سال میں صرف فی درخت سے ہرگز کم نہ ہوگا۔ پس اُسکو بھی شامل کرنے سے مجموعی آمدنی تین سو درختوں کی سالانہ سماعت قرار پاتی ہے۔

ہم نے جب قدر بیان اندازہ خرچ اور اندازہ آمدنی کا کیا ہے اُس سے یہ نتیجہ ضرور حاصل ہوتا ہے کہ اگر ایک معمولی شخص کچور کا باغ لگانا چاہے تو اُسکو ابتدائی صماحت کی رقم اپنی گھر سے صرف کرنی پڑے گی اور مالک کا مستقل خرچ ۱۲ برس تک ہر سال گوارا کرنا ہوگا جسکے بعد درختان خرما سے اُسکو ہر سال اوسطاً سماعت کی رقم وصول ہوگی۔ اور یہ آمدنی اُس مجموعی رقم کا معاوضہ سمجھی جائیگی جو ۱۲ برس

مین اُس نے اپنی جیب سے صرف کی ہے یعنی ماللہ  $10 \times 10 = 100$  صاعہ  
 = اعلیٰ گویا تقریباً اعلیٰ کی قیمت پر ایک ایسی جائیداد اٹھائی جس سے سالانہ  
 سماصہ وصول ہوتے ہیں جس میں سے اُسکی نگہداشت کے لئے ماللہ سالانہ  
 رکھ چھوڑنے کے بعد بھی صامصہ کا خالص نفع بیچ رہتا ہے جو اعلیٰ کے  
 مقابلہ میں ۱۰ ماہ فیصد ۱۲ روپہ سود کا حکم رکھتا ہے۔ اگر خیال کیا جائے کہ ہم نے خرچ  
 کے اندازہ میں نہایت جزیعی اور کفایت شعاری سے کام لیا ہے اور جمع کا اندازہ  
 نہایت سیرجشی کے ساتھ کیا ہے تو مناسب ہوگا کہ فیصدی سود کی مقدار سے اور  
 چار آنہ چھ پائی گھٹا دیں۔ پھر ملاحظہ فرمائے کہ کیا ایسی جائیداد کچھ کم قابل قدر ہے  
 جسکا منافع ہر ماہ ۱۰ فیصدی عیر روپیہ یا صد ۱۰ سالانہ ہاتھ آیا۔

ہمارے اس پر احتیاط حساب میں اگر ہم نے اُس آمدنی سے مطلق اغماض کیا  
 ہے جو ہر سال اجناس باغات کی کاشت سے ہمو وصول ہوتی رہی ہے۔ تو ہمارا  
 یہ اغماض دو خیال پر مبنی ہے (۱) یہ کہ اگر اس کام کا کرنے والا کوئی کنبہ والا کاشتکار  
 ہے تو اس آمدنی کو بمنے اُسکی معیشت کے لئے ایک سہارا سمجھا ہے جسکے بغیر اُسکی  
 بسر نہین ہو سکتی (۲) اگر اس کام کا کرنے والا کوئی مسئول شخص ہے جو اپنی عرق  
 ریزی کا حصہ اس کام میں شریک نہین کر سکتا تو اُس کے لئے کاشت اجناس کی  
 آمدنی کو تمام تر اُن نقصانات کے معاوضہ میں ہم نے چھوڑ دیا ہے جو اُسکو غیرون  
 پر بھروسہ کرنے کی وجہ سے لاحق ہونگے۔ ایک روشن خیال امیر نے ہم سے کہا کہ  
 ہم ایسے نادان نہین ہیں کہ اپنے کام کو نوکرون کے بھروسہ پر چھوڑ دیں اور اپنی  
 نگرانی سے کام نہ لیں۔ ہر چیز کا حساب نہ رکھیں۔ کفایت شعاری اور احتیاط سے

مستمتع نہ ہوں۔ ہم خود اپنے باغ اور کھیت کو دیکھا کریں گے۔ پیداوار کی خبر رکھیں گے۔ جانوروں کی نگہداشت کھا د کی تیاری میں باقاعدہ طریقہ پر متوجہ رہیں گے۔ اجناس تیار شدہ کے فروخت کرنے میں ہوشیاری کے ساتھ معاملہ کریں گے۔ ذرائع آبپاشی کی مرمت وقت پر کیا کریں گے نوکروں کی غفلت اور بے ایمانی پر نگاہ رکھیں گے۔ مولف نے کہا کہ اگر آپ نے ایسا کیا تو وہ سالانہ آمدنی جسکو ہم نے وائسہ نظر انداز کیا ہے آپ کے جیب میں ہوگی اور اس حالت میں سود کا نرخ اور زیادہ قدر کے قابل ثابت ہو جائے گا۔

ممکن ہے کہ ہمارے اندازہ ہر ایک ملک اور ہر ایک مقام کے لئے بلحاظ کمی بیشی نرخ کافی نہ ہو۔ اور بعض ملکوں کی آب و ہوا اور وہاں کے باشندوں کی رغبت اور کثرت استعمال اور نرخ کی وجہ سے بعض خاص ترکاریاں یا چھوٹے قد کی فصلوں کی کاشت بیاز اور لہسن اور تباکو کے مقابلہ میں زیادہ مناسب حال اور فائدہ بخش ثابت ہو۔ یا کسی مقام پر کنوین کی تیاری میں ہمارے اندازہ سے کم صرفہ پڑے یا کہیں کچھ زیادہ۔ علیٰ ہذا مویشی کی قیمت کہیں کچھ کم ہو اور کہیں کچھ زیادہ یا کسی مقام پر کسی مشین یا کل کے ذریعہ سے آبرسانی کا کام سستے داموں نکلے یا کسی مقام میں خرما کی قیمت مقامی خصوصیات کی وجہ سے ہمارے اندازہ سے گراں ہو یا ارزاں۔ بیشک یہ تمام باتیں ممکن الوقوع ہیں۔ لیکن ایسی حالت میں ایک دوسرے کا جبر نقصان قریب قریب ہمارے اندازہ کے ہو جائیگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ کہیں اندازہ سے بہت زیادہ تفاوت واقع ہو۔ پس اگر تفاوت نقصان کے ساتھ رہا تو اس مقام کی کم قسمتی خیال کرنا چاہیے۔ مولف کی رائے میں ایسے بدقسمت مقامات پر مالدار اور مستول افراد کی



زیادہ توجہ درکار ہوگی جو اول اپنی گرہ سے روپیہ خرچ کر کے صبر و استقلال کے ساتھ  
آخر پر اس کا نفع اٹھا سکیں گے۔

ہماری مصیبتوں میں سے یہ ہے کہ تمام ہندوستان کے مقابلہ میں ممالک محروسہ سرکار  
نظام کو اس کام میں بہت بڑی کامیابی ہوگی اس لئے کہ سرکار نظام نے اپنی رعایا کو معافی  
کی نعمت عطا کی ہے۔ دیسی ریاستوں کو عموماً اور برٹش انڈیا کو خصوصاً کم سے کم ۳۰ سال  
کے لئے اسی سیرجیم اور فریسانہ پالیسی پر عمل پیرا ہونا چاہیئے جس پر سرکار نظام کا مدامی  
عمل ہے۔ اعلیٰ حکومت کی امداد اور توجہ سے اگر کاشتکاروں کو درخت خرمائی کاشت  
میں کامیابی ہوئی تو ملک پر اُس کا کیا اثر ہوگا اور رعایا سے مالگزار کی طرف مالی اور  
فارغ البالی میں کس قدر ترقی ہوگی اور کم ہنگامی اور قحط سالی میں کس قدر بوجھ گورنمنٹ  
کے سر سے ہلکا ہوگا اُس کا اندازہ ہر ایک گورنمنٹ ہم سے بہتر کر سکتی ہے اس لئے  
کہ سب سے آخری قحط سالی کی ڈراؤنی تصویر ابھی تک نظروں میں قائم ہے اگرچہ وہ  
پس پشت ہے۔ ۶

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

گورنمنٹ آف انڈیا کی مختلف پریسڈنسیوں میں سرکاری فارمس کا وجود اور زراعت  
کے محکمہ جات اور اُن کا اسٹاف اس کام میں رعایا کو بہت بڑی مدد پہنچا سکتا ہے لیکن  
دیسی ریاستوں میں اسکے متعلق کوئی نہ کوئی خاص انتظام ہوتا چاہیئے۔ ایسے غیر معمولی  
کاموں کے لئے مقامی حکام مالگزار کی سے بہت کم امید ہے کہ اُن کی توجہ خاص سے  
کاشتکاروں کو مدد ملے۔

اب ہم اپنی کتاب کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں کہ خداوند کریم برٹش انڈیا کو اس

کام کے متعلق امداد کی توفیق عطا کرے اور سرکار نظام کو جزا سے خیر۔

اضمت العباد

غزیز جنگ

مولف۔ تاریخ النوايط۔ وسیاق دکن و علاج المنبات و کاشت ترکاری و  
شیرازہ و فائز و عمدہ القوانين و اعظم العطیات و خزینہ الحساب و مصطلحات  
و کن و منتخب احکام مال سرکار نظام و صد مجموعہ مالگزاری و فینانس سرکار نظام  
و مجموعہ قوانین مالگزاری جلد (۱) تا (۵) و عطیات آصفیہ و ذخیرہ کھاد و  
محبوب السیر۔

یکم اذر ۱۳۱۳ھ

بعض اُن الفاظ اور اصطلاحات کے معنی جو اس کتاب میں مستعمل ہوئے ہیں

نشان	دیف ذیلی	اصطلاح یا لفظ	زبان	معنی	آرٹھریٹری یا اصطلاح
۱	۲	۳	۴	۵	۶

## الف

۱	آ	آب اول	رومی	رومی ہیند کا نام مطابق وہ بھادون	۲۳۰
۲	•	آب دندان	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۲۳۱
۳	•	آبکاری۔	•	سیندھی کا کاروبار۔	۷۳
۴	•	آبیار۔	•	سقہ یا کھیتوں کو پانی دینے والا۔	۲
۵	•	آخور۔	•	جانوروں کا چارہ۔	۱۲۲
۶	•	آدم۔	عربی	ایک نخل کا نام۔	۱۰۷
۷	•	آدم۔	•	ایک پیمبر کا نام۔	۱۲
۸	•	آرٹکلو۔	انگریزی	آرٹکل کی جمع بمعنی مضامین۔	۷
۹	•	آزاد۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۲۷
۱۰	•	آس۔	عربی	ایک درخت کا نام جسکو فارسی میں	۱۱۳
•	•	•	•	مٹور کہتے ہیں اور ہندی میں مہرا	•
۱۱	•	آلیون۔	انگریزی	انڈے کی سپیدی۔	۲۲

۱۲	ا	آویر۔	فارسی	ایک قسم کی گھاس جسکو عربی میں	۳۸
۰	۰	۰	۰	صنتر کہتے ہیں اور ہندی میں پودینہ۔	۰
۱۳	ب	ابرعیل۔	کسدانی	ایک ساحر کا نام۔	۱۸
۱۴	۰	ابکار۔	عربی	جمع پکر یعنی کنواری لڑکی۔	۱۶
۱۵	۰	ابلتہ	۰	ایک شہر کا نام۔	۲۲۰
۱۶	۰	ابن غیلان۔	۰	ایک عالم کا نام۔	۱۵۵
۱۷	۰	ابو ترنجہ۔	۰	خرما کی ایک قسم۔	۲۳
۱۸	ت	اتباع۔	۰	مہین جرین۔	۱۹۷
۱۹	ث	اِثثار۔	۰	خرما کا ایک مرض۔	۱۹۲
۲۰	ج	اجمود ہندی۔	۰	ایک ہندی دوا کا نام (محیط اعظم)	۲۲۹
۲۱	ح	آحمر۔	۰	سرخ رنگ۔	۱۷۸
۲۲	خ	أخطا۔	۰	خطا کی جمع یعنی سودا صفر خون بلغم۔	۱۷۷
۲۳	ذ	اِذار۔	رومی	رومی مہنیہ کا نام مطابق ماہ چیت۔	۸۳
۲۴	۰	اِذْنا ب۔	عربی	چھوٹی جرین۔	۱۹۷
۲۵	ر	اِرات	۰	خرما کی ایک قسم۔	۲۷
۲۶	ز	اِزالہ۔	۰	ذور کرنا۔	۱۵۸
۲۷	۰	اِذرق۔	۰	نیلگون۔	۱۷۸
۲۸	س	اِسا فیل	۰	ایک ملک کا نام۔	۱۰۹
۲۹	۰	اِسپنغول۔	فارسی	ایک دوا کا نام۔	۱۵۱

۳۳۱	ڈھیلان اور ایک مرض کا نام۔	عربی	استرخار۔	س	۳۰
۲۵۷	معیار۔	انگریزی	اسکیل۔	"	۳۱
۱۷۸	وہ رنگ جو ابل بزرگی و سیاہی ہو۔	عربی	آشقر۔	ش	۳۲
۴۴	خرما کی ایک قسم۔	"	اصفر۔	ص	۳۳
۲۱۷	درخت خرما کی جڑین۔	"	أصول النخل	"	۳۴
۱۴۹	جمع ضد۔ یعنی مخاف۔	"	اضداد۔	ض	۳۵
۶۴	خرما کی ایک قسم۔	"	أظفار القط۔	ظ	۳۶
۲۶	آم کی ایک قسم۔	"	أعظم الثمر۔	ع	۳۷
۱۶۲	ٹیلا رنگ۔	"	آغبہ	غ	۳۸
۲۱۸	خرما کی ایک قسم۔	کدانی	اکرید۔	ک	۳۹
۱۲۰	نولاد کا مرکب۔	انگریزی	اکسڈانٹ ایرن	"	۴۰
۱۸۹	ایک قسم کی گھاس جسکو ہندی میں پڑنگ کہتے ہیں۔ (محیط اعظم)	عربی	إخیل الملک۔	"	۴۱
۶۱	خرما کی ایک قسم یا ایک خاص خرت	"	آلائتہ۔	ل	۴۲
۲۱۰	زخم کا بھرانا۔ چنگا ہونا۔	"	القیام۔	"	۴۳
۶۰	ایک ملک کا نام۔	"	آبجیریا۔	"	۴۴
۴۳	ایضا	"	أنتمی	"	۴۵
۶۴	درخت خرما کی ایک قسم یا قسم خرم۔	"	السحب	"	۴۶
"	"	"	الطش۔	"	۴۷

۶۴	دخت خرمائی ایک قسم یا قسم خرمائی۔	عربی	القطار۔	ل	۴۸
۶۵	"	"	المغروقات۔	"	۴۹
۱۷۳	مرض خرمائی کا نام۔	"	انجارہ۔	ن	۵۰
۱۸۴	حجم جانا۔	"	انجاد۔	"	۵۱
۱۷۵	مرض خرمائی کا نام۔	"	انشار۔	"	۵۲
۳۲	انگریزی ایک کتاب کا نام۔	انگریزی	انسائیکلو پیڈیا۔	"	۵۳
۱۸۳	مرض خرمائی کا نام۔	عربی	انشقاق۔	"	۵۴
۱۹۱	"	"	انشقاق الطلح۔	"	۵۵
۱۷۶	سرکشوں کی برہمی۔	کسائی	انفتابانا۔	"	۵۶
۱۹۸	مختصر جانا اور سبکی۔	عربی	انقباض۔	"	۵۷
۲۲۴	ذرن = القولہ ماشہ۔	"	ازقیہ۔	و	۵۸
۲۲۴	نیشکر۔	ہندی	اوکھ۔	"	۵۹
۱۰۰	ایک ملک کا نام۔	عربی	اہواز۔	ہ	۶۰
۲۷	ایک شخص کا نام۔	"	ایاس۔	می	۶۱
۲۴۴	ایک جریب = ۴۰۸۸ گز مکسر۔	انگریزی	ایکڑ۔	"	۶۲
۱۷۹	ایک قسم کی کڑوی دوا عربی میں مہبر۔	ہندی	ایلوا۔	"	۶۳
۱۲۰	جلائے کی لکڑی وغیرہ۔	"	ایندھن۔	"	۶۴
ب					
۱۵	ایک ملک کا نام۔	کسائی	بابائیس۔	ا	۶۵

۱۶	ایک ملک کا نام۔	عربی	بابل۔	ا	۶۶
۱۲۶	مٹھنڈی کھاد۔	اُردو	بارد کھاد۔	"	۶۷
۱۴۲	مرض خرماکا نام۔	عربی	باسانا۔	"	۶۸
۵۶	درخت خرمائی ایک قسم۔	"	باسقہ۔	"	۶۹
۲۷	"	فارسی	بالا۔	"	۷۰
۱۲۶	مہری۔	"	بدر رو۔	د	۷۱
۳۲	خرمائی ایک قسم۔	عربی	براہی	ر	۷۲
۸۹	گھاس کی ایک قسم۔	"	بردی۔	"	۷۳
۲۷	خرمائی ایک قسم۔	"	برسان	"	۷۴
۲۱۹	ایک عربی نخل کا نام۔	"	برشیشنا۔	"	۷۵
۱۶۱	خرمائی بیماری۔	"	برص۔	"	۷۶
۲۷	خرمائی ایک قسم۔	"	برنی۔	"	۷۷
۱۷۰	سردی۔	"	برودت۔	"	۷۸
۹۸	ایک عربی نخل کا نام۔	"	بریشا اکار۔	"	۷۹
۲۱۷	خرمائی خام۔	"	بسیر۔	س	۸۰
۲۸	خوشہ خرمائی۔	"	بسرة۔	"	۸۱
"	خرمائی ایک قسم۔	"	بسریہ۔	"	۸۲
۳۱	ایک شہر کا نام۔	"	بسطام۔	"	۸۳
۲۸	خرمائی ایک قسم۔	"	بشیش۔	ش	۸۴

۸۵	ش	بشیش۔	عربی	بشاش۔	۳
۸۶	ص	بصرہ۔	"	ایک شہر کا نام۔	۴۳
۸۷	ط	بطار۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۲۸
۸۸	"	بطانہ۔	"	آستر۔	۲۲۲
۸۹	"	بطی۔	"	خرما کی ایک قسم اور فلاح کا نام۔	۲۸
۹۰	ل	ببل شیراز۔	فارسی	سعدی علیہ الرحمہ۔	۶
۹۱	"	بلخ۔	عربی	خرما کی ابتدائی حالت بدرجہ دوم۔	۲۱۷
۹۲	"	بلحاجی۔	"	مرض خرما کا نام۔	۱۹۵
۹۳	ن	بند عباس۔	فارسی	نام جزیرہ۔	۴۳
۹۴	"	بنیو شاد۔	عربی	ایک حکیم فلاح کا نام۔	۱۸
۹۵	و	بونا۔	ہندی	پست قامت۔	۳۷
۹۶	"	بوناویا۔	جربنی	ایک یورپین ڈاکٹر کا نام۔	۸
۹۷	"	بوشہر۔	فارسی	ایک شہر کا نام۔	۲۰۳
۹۸	ی	بیرمی۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۴۴
۹۹	"	بیض النجد۔	"	خرما کے ایک درخت کا نام یا ایک قسم۔	۶۱
۱۰۰	"	بیضۃ السحامہ۔	"	خرما کی ایک قسم یا درخت کا نام۔	"
۱۰۱	"	بیضۃ الخضر۔	"	"	"
پ					
۱۰۲	ش	ہشت۔	فارسی	نسل۔	۱۱۱



۱۰۳	ل	پنڈا کچور۔	ہندی	خرما کی ایک قسم۔	۲۴۳
۱۰۴	"	پنڈہ۔	"	وزن۔ ایک پنڈہ ساوی ۱۲۰ ٹنار۔	۲۴۹
۱۰۵	و	پوناش۔	انگریزی	دہاتی نمک۔	۱۱۹
۱۰۶	"	پونڈ۔	"	وزن = $\frac{1}{4}$ ٹنار	۱۰۳
۱۰۷	ی	پیٹر۔	دکنی	پنڈا۔	۲۱

## ت

۱۰۸	ا	تاسنا۔	دکنی	چھبہ لگانا۔	۲۴۳
۱۰۹	ب	تبرید۔	عربی	ٹھنڈک پہونچانا۔	۲۳۱
۱۱۰	ت	تتریب۔	"	مرض خرماکا نام۔	۱۷۳
۱۱۱	ح	تخلیل	"	مضم ہو جانا اور گھل جانا۔	۲۴۳
۱۱۲	خ	تخلیق۔	"	پیدا کرنا۔	۲
۱۱۳	"	تخویف۔	"	ڈرانا۔	۱۷۰
۱۱۴	د	تبدلہ۔	"	خرما کی ایک قسم یا ایک درخت۔	۶۲
۱۱۵	ر	ترطیب۔	"	رطوبت پہونچانا۔	۱۶۸
۱۱۶	"	ترمس۔	"	باتلہ۔	۲۰۸
۱۱۷	"	تریفیہ۔	"	خرما کی ایک قسم یا نام درخت خرماء۔	۶۲
۱۱۸	س	تسمید۔	"	خاص قسم کی کھاؤ کا نام۔	۱۲۴
۱۱۹	ش	تشرین ثانی۔	رومی	رومی مہینہ کا نام مطابق ماہ اکبر	۱۷۵
۱۲۰	غ	تفضوض ہجری۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۲۹

۱۲۱	ق	قنادی۔	عربی	دور قم جو کاشمکار و گولپور اداویچکا	۴
۱۲۲	ک	تکرات۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۲۹
۱۲۳	"	تکریٹ۔	"	ایک شہر کا نام۔	"
۱۲۴	ل	تلقیج۔	"	مادہ خرما کو حاملہ کرنا۔	۱۲
۱۲۵	"	تلنگانہ۔	دکنی	ملک کا وہ حصہ جس میں تلنگی زبان بولی جا	۶۸
۱۲۶	"	تلی۔	عربی	خرما کی ایک قسم اور معنی مالدار۔	۲۹
۱۲۷	"	تلی پات۔	ہندی	کھجور کی ایک قسم۔	۲۳۳
۱۲۸	"	تلین۔	عربی	دست لائیکا ہلکا علاج۔	۲۰۶
۱۲۹	م	تمر۔	"	خرما کے خشک۔	۲۱۷
۱۳۰	"	تمر شرق	"	خرما کی ایک قسم۔	۲۹
۱۳۱	"	تمر قانی	"	قسم خرما یا درخت خرما کا نام۔	"
۱۳۲	"	تموز۔	روی	روی ہینہ مطابق ماہ ساون۔	۲۳۰
۱۳۳	و	تونی	عربی	کشتی اور خرما کی ایک قسم۔	۲۹
۱۳۴	ہ	تھا فوہ یا تھالہ۔	ہندی	کیاری۔	۹۰ و ۸۶
۱۳۵	"	تہامہ۔	عربی	ایک ملک کا نام۔	۳۱
۱۳۶	ی	تیر۔	فارسی	چھت کی کڑی۔	۲۱۹
ط					
۱۳۷	ا	ٹانکی۔	ہندی	چبہ لگانا۔ تاسنا۔	۶۹

ش					
۱۳۸	م	ثمرۃ الکس۔	عربی	نر خرماکا پھول۔	۱۹۲
ج					
۱۳۹	ب	جبار۔	عربی	خرما کے درخت کا نام۔	۵۶
۱۴۰	"	جبلی۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۰
۱۴۱	ذ	جذام۔	"	خرما کا ایک مرض۔	۱۵۸
۱۴۲	"	جذع۔	"	تنہ درخت خرماء۔	۲۱۷
۱۴۳	ر	جرجیر۔	"	ترمرہ۔	۲۲۹
۱۴۴	ز	جزائی۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۰
۱۴۵	"	جزائی سورانی۔	کسلی	ایک نلاح حکیم کا نام۔	۱۷۳
۱۴۶	ل	جلار۔	عربی	خرما کے درخت کا نام۔	۵۷
۱۴۷	"	جلید۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۰
۱۴۸	م	جمار۔	"	درخت خرماکا گاہبا یا مغز۔	۲۱۷
۱۴۹	ن	جنا سرہ بھری۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۰
۱۵۰	و	جوز۔	"	"	"
۱۵۱	"	جوزی۔	"	"	"
۱۵۲	"	جوف۔	"	ایک ملک کا نام۔	۱۵
۱۵۳	"	جوف۔	"	اندر کا خالی حصہ۔	۱۱۵
۱۵۴	ہ	جھانگر۔	ہندی	کانٹی۔	۱۵۴

۱۵۵	۵	جہاؤ۔	ہندی	درخت کی ایک قسم۔	۱۸۷
۱۵۶	۶	جہڑی۔	فارسی	خرما کی قسم اور ایک شہر کا نام۔	۳۰
۱۵۷	۷	جیگری۔	انگریزی	خرما کی شکر کا نام۔	۲۳۲
ج					
۱۵۸	ت	چنان۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۲۴
۱۵۹	ج	چھڑی۔	ہندی	گوچڑی۔	۲۲۶
۱۶۰	ن	چنار۔	فارسی	درخت کی ایک قسم۔	۱۸۷
۱۶۱	ہ	چہل گزی۔	۔	خرما کی ایک قسم۔	۲۴
ح					
۱۶۲	ا	حارکان۔	عربی	ایک جزیرہ کا نام۔	۱۲
۱۶۳	۔	حاشک۔	۔	درخت خرما کا نام۔	۵۷
۱۶۴	۔	حاقدا یا۔	۔	شربت کی ایک قسم۔	۲۲۸
۱۶۵	۔	حایل۔	۔	مرض خرما کا نام۔	۱۶۹
۱۶۶	ب	حَبّ الآس۔	عربی	تخم آس۔	۲۳۳
۱۶۷	۔	حَبّ الزبیب۔	۔	کشمش کے دانے۔	۔
۱۶۸	۔	حَبّ الخفرا۔	۔	میوہ کی ایک قسم۔	۴۹
۱۶۹	۔	حبس۔	۔	روکنا۔	۲۳۱
۱۷۰	۔	حَبّ کالنج۔	۔	تخم کالنج (راجپوتانہ)۔	۱۸۹
۱۷۱	د	خدا دی۔	۔	خرما کی ایک قسم۔	۳۱

۱۶۲	د	حَدَث۔	عربی	گری۔	۱۲۲
۱۶۳	ر	حَرَبَا یا۔	"	ایک ساحر کا نام۔	۱۷۶
۱۶۴	"	حَرَمَکَان۔	"	خرما کی ایک قسم اور فلاح کا نام۔	۳۱
۱۶۵	"	حَرِیق۔	"	ایک ملک کا نام۔	۱۵
۱۶۶	ز	خَزِیرَان۔	رومی	رومی ہنسیہ۔ مطابق ماہ اسازہ۔	۸۳
۱۶۷	ص	بَصْرَم۔	عربی	خوشہ انگور و خرما سے خام۔	۲۳۳ و ۲۱۷
۱۶۸	ف	حِفْظ مَاتَقْدَم۔	"	احتیاط قبل از وقت۔	۱۲۱
۱۶۹	ک	حَکَا یا۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۱
۱۷۰	"	حَلَّہ۔	"	خرما کے مرض کا نام۔	۱۵۷
۱۷۱	ل	حَلَاوَت۔	"	بٹھاس۔	۲۳۳
۱۷۲	"	حَلَاوِی۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۴۵
۱۷۳	"	حَلَایَہ۔	"	"	۳۱
۱۷۴	"	حَلَو۔	"	"	۴۵
۱۷۵	"	حَلَوَہ۔	"	"	۳۱
۱۷۶	"	حَلِیْدہ۔	"	خرما کی ایک قسم اور ایک موضع کا نام۔	"
۱۷۷	م	حَمْرَانِی یا حَمْرَانِی۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۴۵
۱۷۸	"	حَمُوضَہ۔	"	مرض خرما کا نام۔	۱۸۴
۱۷۹	ن	حَنْطَل۔	"	اندراسن۔	۲۰۴
۱۸۰	و	حَوْرِی۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۲

## خ

۱۹۱	۱	خاتون شہابی	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۴۵
۱۹۲	"	خار و یا خارکو۔	"	"	"
۱۹۳	"	خار و خرما۔	"	ریخ و راحت۔	۳
۱۹۴	"	خانیرسی۔	"	قسم خرما۔	"
۱۹۵	ب	ختاب۔	عربی	نام صحابی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	۲۷
۱۹۶	"	خفیف۔	"	خاص غذا کا نام۔	۲۳۶
۱۹۷	ث	خشار الترس۔	"	قسم خرما یا درخت خرما کا نام۔	۶۳
۱۹۸	ر	خریق۔	"	ایک قسم کی گھاس۔	۱۸۹
۱۹۹	"	خرطوم۔	"	سونڈ۔	۲۰۱
۲۰۰	"	خرک گو تو۔	فارسی	قسم خرما یا درخت خرما کا نام۔	۴۵
۲۰۱	"	خرمے البوہل۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۲
۲۰۲	"	خریف۔	عربی	نام فصل یعنی ساوئی۔	۱۶۲
۲۰۳	س	خستابی۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۳۲
۲۰۴	"	خستہ۔	عربی	خرما کی ایک قسم یا قسم درخت خرما۔	۶۳
۲۰۵	ش	خشک سالی۔	فارسی	قحط سالی۔	۴
۲۰۶	ض	خضریہ۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۳۲
۲۰۷	"	خضیرا۔	"	درخت خرما کا نام۔	۵۷
۲۰۸	ل	خلار۔	"	خالی پن۔	۱۲۸

۲۰۹	ل	غلام۔	عربی	خرما کی ایک قسم اور ایک شہر کا نام	۳۲۵
۲۱۰	~	خلال۔	~	خرما کی ابتدائی حالت تلخ سے پہلے	۳۲۱
۲۱۱	~	خلقة۔	~	مرض النسائی۔	۳۲۹
۲۱۲	م	خمیری۔	~	خرما کی ایک قسم۔	۳۲۶
۲۱۳	ن	مختصا۔	~	نہ نرنہ مادہ۔	۱۶
۲۱۴	و	خواکوما۔	کسلی	خرما کی ایک قسم۔	۳۳۳
۲۱۵	~	خودروی۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۳۲۶
۲۱۶	~	خوشه خرک۔	~	~	~
۲۱۷	~	خوص۔	عربی	درخت خرما کے پتے۔	۲۱۷
د					
۲۱۸	ا	دامنان۔	عربی	نام شہر	۳۱
۲۱۹	~	دارنق۔	~	وزن = ۸ جو یا ۷ رتی۔	۱۱۳ و ۲۲۳
۲۲۰	ب	دباغت۔	~	کچے چڑے کو پختہ کرنا۔	۲۳۷
۲۲۱	~	دبیری۔	فارسی	ایک ایرانی کپڑے کا نام۔	۱۴۰
۲۲۲	ر	درہم۔	عربی	ایک سکہ و وزن = ۱/۲ ماشہ	۲۱۲
۲۲۳	ش	دشتی۔	فارسی	ایک حصہ ملک کا نام۔	۳۳
۲۲۴	ق	دق۔	عربی	ایک مرض خرما کا نام۔	۱۵۱
۲۲۵	ل	دل پسند۔	فارسی	آم کی ایک قسم۔	۲۶
۲۲۶	ن	دنگ پسید۔	~	خرما کی ایک قسم۔	۳۲۶

۲۲۷	۵	دہری۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۴۷
ذ					
۲۲۸	سی	ڈیکا مالی۔	ہندی	ایک قسم کا گوند جسکو ہندی زبان مین کار نکا ہی کہتے ہیں۔	۲۰۲
ذ					
۲۲۹	ا	ذات الجنب	عربی	ایک مرض کا نام۔	۲۳۱
۲۳۰	ر	ذَرک	"	خرما کی ایک قسم۔	۴۷
۲۳۱	و	ذوانایا۔	کسٹانی	ایک عالم۔ فلاح کا نام۔	۱۸
ر					
۲۳۲	ا	رافوق۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۳۳
۲۳۳	ب	رَبِج۔	"	نام فصل۔ ساڑھی	۱۶۲
۲۳۴	ج	رَبِیۃ۔	"	خرما کے دخت کا نام۔	۵۷
۲۳۵	ش	رَشش۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۴۷
۲۳۶	ط	رَطَب۔	"	خرما سے تر۔	۲۱۷
۲۳۷	-	رطب التبن۔	"	قسم خرما و دخت خرما۔	۶۳
۲۳۸	"	رَطَل۔	"	فرن = $\frac{1}{4}$ ٹکار۔	۲۱۲
۲۳۹	"	رَطوبت۔	"	ترسی۔	۱۷۷
۲۴۰	ع	رَعیل۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۳
۲۴۱	ق	رَقْلہ۔	"	نام دخت خرما۔	۵۷



۲۴۲	ق	رقیق کھاد۔	ہندی	کھاد کی ایک قسم۔	۱۲۳
۲۴۳	ک	رکاب۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۴۸
۲۴۴	"	رکاب۔	"	نام مرض خرما۔	۱۹۰
۲۴۵	و	رواہا۔	کشدانی	ایک طبیب کا نام۔	۲۳۰
۲۴۶	"	رواہطہ۔	"	"	۲۱۸
۲۴۷	"	رومنہ۔	عربی	باغ۔	۲
۲۴۸	می	ریگز۔	دکنی	اعلیٰ درجہ کی کالی یا بھوری زمین۔	۶۷
۲۴۹	"	ریہہ۔	ہندی	چوڑ کی مٹی۔	۱۳۳
ز					
۲۵۰	ا	زاہدی۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۴۸
۲۵۱	ح	زحل۔	"	ایک مخوس ستارہ کا نام۔	۱۰۸
۲۵۲	ر	زرد آلو۔	فارسی	ایک میوہ کا نام۔	۱۹۷
۲۵۳	ع	زعری۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۳۲
۲۵۴	غ	زغری۔	"	"	"
۲۵۵	ی	زین الدینی۔	"	"	۴۸
س					
۲۵۶	ا	سابری۔		خرما کی ایک قسم۔	۳۳
۲۵۷	"	ساحوا۔	عربی	مرض خرما کا نام۔	۱۷۹
۲۵۸	"	سامران۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۴۹

۱۹۳	مرض خرماکا نام۔	عربی	سببار۔	ب	۲۵۹
۱۲۳	کھاو کی ایک قسم۔	اُردو	سبز کھاو۔	"	۲۶۰
۱۵۱	لسوڑا۔	فارسی	سپستان۔	پ	۲۶۱
۲۳۷	ایک قسم کی گھانس کی راکھ۔	ہندی	سجی۔	ج	۲۶۲
۶۴	خرما کی ایک قسم یا درخت خرماء۔	عربی	سحب۔	ح	۲۶۳
۱۸۰	نام مرض خرماء۔	"	سحرا۔	"	۲۶۴
۵۷	نام درخت خرماء۔	"	سحن۔	"	۲۶۵
۳۴	خرما کی ایک قسم۔	"	سحقہ۔	"	۲۶۶
۱۱۲	مادہ خرماکا نام۔	"	سحق۔	"	۲۶۷
۳۴	خرما کی ایک قسم	"	سد۔	د	۲۶۸
۲۲۹	ایک قسم کا درخت جسکو ہندی میں	"	سذاب۔	"	۲۶۹
.	ساتری کہتے ہیں۔	.	.	.	.
۲۳۰	سُرخ بادے کا عارضہ۔	ہندی	سُرخ پتی۔	ر	۲۷۰
۴۹	خرما کی ایک قسم۔	فارسی	سُرخ دن۔	"	۲۷۱
۲۳۴	ایک بیماری کا نام۔	عربی	سرطان۔	"	۲۷۲
۴۹	خرما کی ایک قسم۔	"	سریشی۔	"	۲۷۳
۲۲۴	بہی۔ ایک قسم کا میوہ۔	"	سفرجل۔	ف	۲۷۴
۲۲۹	ایک خاص قسم کی غذا۔	"	سکباچ۔	ک	۲۷۵
۲۱۹	خرما کی ایک قسم۔	"	سکر۔	"	۲۷۶

۱۵۰	ایک مرض خرماکا نام۔	عربی	یل۔	ل	۲۷۷
۵۷	درخت خرماکا نام۔	"	یلخ۔	"	۲۷۸
۵۰	"	"	سَلانی۔	"	۲۷۹
۵۷	"	"	سلب۔	"	۲۸۰
۵۸	"	"	سَلتین۔	"	۲۸۱
۲۳۲	نام بیماری۔	"	سَلح۔	"	۲۸۲
۱۸۰	نام مرض خرماکا۔	"	سماطہ۔	م	۲۸۳
۱۳۶	سیندھی کے درخت کا پھل۔	دکنی	سندولہ۔	ن	۲۸۴
۲۳	نام ملک۔	ہندی	سندھ۔	"	۲۸۵
۵	حائل و مانع۔	فارسی	سنگ راہ۔	"	۲۸۶
۳۲	خرما کی ایک قسم۔	عربی	سنہ۔	"	۲۸۷
۵۷	درخت خرماکا نام۔	"	سنہا۔	"	۲۸۸
۱۱۹	کھاری دہات۔	انگریزی	سوڈا۔	و	۲۸۹
۱۷۶	پیاز۔	فارسی	سوغان بہر۔	"	۲۹۰
۶۲	خرما کی ایک قسم یا درخت خرماکا نام۔	عربی	سہام الغراب۔	ہ	۲۹۱
۲۲۲	بیماری ریاحی۔	"	سہج۔	"	۲۹۲
۲۱۵	ایک مرکب خرماکا نام۔	فارسی	سہ روزہ۔	"	۲۹۳
۳۵	خرما کی ایک قسم۔	عربی	شہرینہ۔	"	۲۹۴
۲۰۱	بہنے والی چیز۔	"	ستیال۔	ی	۲۹۵

۲۹۶	سی	سیر	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۵۰
۲۹۷	"	سی سی۔	"	"	"
۲۹۸	"	سیفوحا۔	کسدانی	نام حکیم۔	۲۴۰
ش					
۲۹۹	ا	شامات۔	عربی	نام شہر۔	۴۳
۳۰۰	"	شامونی۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۵۰
۳۰۱	ب	شبارم۔	عربی	ایک قسم کی خاردار گھانس فارسی میں	۱۷۶
"	"	"	"	کاوشنگ کہتے ہیں۔	"
۳۰۲	"	شباط	رومی	رومی مہینہ۔ مطابق بھاگن۔	۱۷۲
۳۰۳	"	شبرم۔	عربی	ایک قسم کی خاردار گھانس۔	۲۰۴
۳۰۴	ج	شحم النخل۔	"	تنہ درخت خرما کا مغز۔	۲۱۷
۳۰۵	ف	شفقالو۔	"	میوہ کی ایک قسم۔	۱۹۸
۳۰۶	ک	شکر۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۵۰
۳۰۷	"	شکری۔	"	"	"
۳۰۸	م	شمشاد۔	"	ایک خاص قسم کا درخت	۱۷۸
۳۰۹	ہ	شہری۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۵۱
۳۱۰	"	شہرزی۔	"	"	۳۲
۳۱۱	"	شہلیہ۔	عربی	"	۳۵
۳۱۲	ی	شیخ علی۔	"	"	۵۰

۵۰	خرما کی ایک قسم۔	عربی	شیخ کمالی۔	ی	۳۱۳
۵۱	"	فارسی	شیرینی۔	"	۳۱۴
۱۸۸	خرما کا ایک مرض۔	عربی	شیش۔	"	۳۱۵
۵۸	نام درخت خرما۔	"	شیشا۔	"	۳۱۶
۶۶	خرما کا ایک مرض۔	"	شیشبان۔	"	۳۱۷
ص					
۳۵	خرما کی ایک قسم۔	عربی	صابوغا۔	ا	۳۱۸
۱۷۶	خرما کا ایک مرض۔	"	صبار۔	ب	۳۱۹
۸۷	ایک ساحر عربی کا نام۔	"	صبیانہ۔	"	۳۲۰
۱۶	خشی۔	"	صبیرا۔	"	۳۲۱
۳۵	خرما کی ایک قسم۔	"	ضرفان۔	ر	۳۲۲
۱۵۲	سخت۔	"	ضعب۔	ع	۳۲۳
۲۲۸	گھانس کی ایک قسم۔	"	صعتر۔	"	۳۲۴
۵۸	درخت خرما کا نام۔	"	صعلہ۔	"	۳۲۵
۷۹	ایک عربی فلاح کا نام۔	"	صفریث۔	غ	۳۲۶
۵۸	درخت خرما کا نام۔	"	صنبور۔	ن	۳۲۷
۱۶۸	ایک خاص قسم کا درخت۔	"	صنوبر۔	"	۳۲۸
۲۴۴	نام دوا۔	"	صواصری۔	و	۳۲۹
۳۵	خرما کی ایک قسم۔	"	صحانی۔	ی	۳۳۰

ض				
۳۳۱	ا	ضامک۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔
ط				
۳۳۲	ا	طامثری۔	عربی	ایک فلاح عربی اور حکیم کا نام۔
۳۳۳	ب	طباخ۔	"	باورچی۔
۳۳۴	"	طبرزد۔	فارسی	خرما کی ایک قسم اور مصری۔
۳۳۵	"	طبرنا یاد۔	کشدانی	نام سہر۔
۳۳۶	ر	طرقۃ العین۔	عربی	بہت جلد۔
۳۳۷	ل	طلح۔	"	درخت خرما کا پھول۔
۳۳۸	ی	طبیب بھری۔	"	خرما کی ایک قسم۔
ظ				
۳۳۹	ف	ظفر القط۔	عربی	خرما کی ایک قسم یا نام درخت خرما۔
ع				
۳۴۰	ب	عبدی۔	عربی	نام فلاح عربی۔
۳۴۱	ج	عجوه۔	"	خرما کی ایک قسم۔
۳۴۲	ر	عزعر۔	"	پہاڑی سرو۔
۳۴۳	"	عریک۔	"	خرما کی ایک قسم۔
۳۴۴	ز	عزیز الثمر۔	"	آم کی ایک قسم۔
۳۴۵	س	عسایا۔	"	مرض خرما کا نام۔

۳۲۶	ش	عشاش۔	عربی	مرض خرما کا نام۔	۱۹۳
۳۲۷	-	عُشْرَى۔	"	نام درخت خربا۔	۵۸
۳۲۸	-	عِشْق۔	"	مرض خرما کا نام۔	۱۵۳
۳۲۹	ط	عَطِيف۔	"	ایک ملک کا نام۔	۱۵
۳۵۰	ن	عُفُونَت۔	"	سُرَاوٹ۔	۱۸۶
۳۵۱	ن	عُقْم۔	"	خرما کے مرض کا نام۔	۱۶۹
۳۵۲	-	عَقِيم۔	"	بانج۔	"
۳۵۳	ل	علی ہتاری۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۵۱
۳۵۴	م	عَمَان۔	"	ایک دریا کا نام۔	۲۳۸
۳۵۵	-	عمل طائر۔	"	حَقْنہ۔	۲۲۳
۳۵۶	ن	عَنْق۔	"	ایک درخت کا نام۔	۵۸
۳۵۷	و	عَوَانہ۔	"	"	"
۳۵۸	-	عُوجَت۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۷
۳۵۹	"	عَوَان۔	"	گھانس کی ایک قسم۔	۱۸۹
غ					
۳۶۰	ذ	غَذَق بن طاب۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۳۷
۳۶۱	ض	غَضْب المرِنج۔	"	مرض خرما کا نام۔	۱۷۹
۳۶۲	-	غَضِيف۔	"	تَر و تازہ۔	۲۹

## ف

۲۵۵	فارم کی جمع - وہ زمینات جو تجربہ	انگریزی	فارم -	۱	۳۶۳
۰	فلاحت کے لئے مخصوص ہوں۔	۰	۰	۰	۰
۱۱۹	ہڈیوں کے جوہر کا تیزاب۔	-	فاسفرک ایسڈ۔	"	۳۶۴
۵۸	نام درخت خرا۔	عربی	فحل۔	ح	۳۶۵
۵	ستارہ سہیل۔	-	فحل۔	"	۳۶۶
۵۱	خرما کی ایک قسم۔	فارسی	فرد۔	ر	۳۶۷
۱۹۴	گھسا ہوا۔	-	فرودہ۔	"	۳۶۸
۵۱	خرما کی ایک قسم۔	-	فرسی۔	"	۳۶۹
۱۱۶	سلی۔	-	فسان۔	س	۳۷۰
۵۹	نام درخت خرا۔	عربی	فسیلہ۔	"	۳۷۱
۹۰	کسان۔	-	فلّاح۔	ل	۳۷۲
۳۴۴	ایک شہر کا نام۔	انگریزی	فلپائن۔	"	۳۷۳
۱۹۷	بڑی جڑ۔	عربی	فواد۔	و	۳۷۴
۲۴۹	بال بچے۔	انگریزی	فیامی۔	ی	۳۷۵
۱۵	نام شہر۔	عربی	فیض۔	"	۳۷۶

## ق

۲۶	ایک خاص قسم کا آم۔	فارسی	قادرپند۔	۱	۳۷۷
۵۹	درخت خرا کا نام۔	عربی	قاعد۔	"	۳۷۸



۳۷۹	ا	قاف سایا	گسدانی	ایک ملک کا نام۔	۲۲۰
۳۸۰	ث	قنثار الحمار۔	عربی	کھکریل۔	۲۰۴
۳۸۱	ر	قراٹار۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۷
۳۸۲	"	قرشیا۔	"	"	"
۳۸۳	س	قسامی۔	"	مرض خرما کا نام۔	۱۹۸
۳۸۴	"	قشب۔	"	خرما سے خشک بدبجہ انتہا۔	۲۱۸
۳۸۵	"	قسط۔	"	کوٹ ایک قسم کی لکڑی۔	۱۸۷
۳۸۶	ط	قظران۔	"	درخت گرجن کا روغن۔	۳۰۵
۳۸۷	"	قطیفنا۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۷
۳۸۸	م	قمر۔	"	چاند۔	۸۸
۳۸۹	ن	قندی۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۵۱
۳۹۰	"	قنیقہ۔	عربی	"	۳۸
۳۹۱	و	قونامی۔	"	ایک حکیم کا نام۔	۱۵
۳۹۲	ی	قیدی۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۵۱
ک					
۳۹۳	ا	کارعہ۔	عربی	درخت خرما کا نام۔	۵۹
۳۹۴	"	کارودکن۔	فارسی	خشتی۔	۱۶
۳۹۵	"	کانون اول۔	رومی	رومی مہینہ مطابق ماہ پوس۔	۱۷۲
۳۹۶	"	کانون ثانی۔	"	مطابق ماہ ماگہ۔	۸۳

۳۹۷	ب	کب کب -	فارسی	خرما کی ایک قسم -	۵۲
۳۹۸	ت	کتفت -	عربی	ایک شہر کا نام -	۲۳
۳۹۹	"	کتان -	"	ریشم کی ایک خاص قسم -	۱۷۲
۴۰۰	ر	کرتامی -	"	خرما کی ایک قسم -	۳۸
۴۰۱	"	کرودان -	"	نام قبیلہ یا شہر -	۱۰۰
۴۰۲	"	کرفس -	"	اجود دلاہتی -	۲۳۲
۴۰۳	"	کرمانا -	"	ایک مرض خرما کا نام -	۱۷۵
۴۰۴	"	کرناٹک -	کنڑی	دو ملک صین کتری زبان بلوچی کا لفظ ہے	۶۹
۴۰۵	س	کسیا -	عربی	خرما کی بیماری کا نام -	۱۸۳
۴۰۶	"	کسب -	"	خرما کی ایک قسم -	۵۲
۴۰۷	"	کسدانی -	عربی	کسدان کا رہنے والا -	۱۲
۴۰۸	ل	کلبورد -	"	ایک خاص قسم کی مٹی -	۱۱۴
۴۰۹	"	کلچائی -	دکنی	نلائی یعنی کہیت سے کچرا نکالنا -	۲۴۷
۴۱۰	"	کلک سرخ -	فارسی	خرما کی ایک قسم -	۱۱۴
۴۱۱	ن	کندایا -	کسدانی	ایک شہر کا نام -	۲۲۰
۴۱۲	و	کوکیٹس -	عربی	خرما کی ایک قسم -	۳۸
۴۱۳	ہ	کھنڈی -	تلنگنی	وزن = ۲۰ من پختہ یا خام -	۲۴۹
ک					
۴۱۴	ا	کاوڑین -	فارسی	دو گایو بولوں بل فصائین کو آٹھا ہوتا ہے	۴

۲۲۸	دہ زمین جو جانوروں کی چرائی	دکنی	کایران۔	ا	۲۱۵
.	کیلے چھڑی جاتی ہے۔	.	.	.	.
۹۲	پیندا۔	~	گڈا۔	ڈ	۲۱۶
۱۲۲	ہندی کہا دکی ایک قسم۔	ہندی	گرم کھاد۔	ر	۲۱۷
۱۱۵	ایک دوا کا نام۔	فارسی	گل آرنی۔	ل	۲۱۸
۱۸۹	خیرو کا پھول۔	~	گل خیرو۔	~	۲۱۹
۲۲۳	ہندی کجور کی ایک قسم۔	ہندی	گوٹی۔	م	۲۲۰
۵۲	خرما کی ایک قسم۔	فارسی	گنتار۔	ن	۲۲۱
ل					
۱۱۹	چوند۔	انگریزی	لام۔	ا	۲۲۲
۵۹	درخت خرما کا نام۔	عربی	لافتح۔	~	۲۲۳
۱۱۷	کابہا یادہ قام جمنی کا بھاٹکٹا	~	لب۔	ب	۲۲۴
۲	خلاصہ۔	~	لب اللباب۔	~	۲۲۵
۸۹	ایک قسم کی گھاس جسکو ہندی	~	لنج یا لونج۔	خ	۲۲۶
.	بن گوندیا پیر کہتے ہیں۔	.	.	.	.
۱۹۷	چیپ دار۔	~	لنرج۔	ز	۲۲۷
۱۹	نخل کو حاملہ کرنا۔	~	لقاح۔	ق	۲۲۸
۲۲۲	ایک شہر کا نام۔	ہندی	لنگا۔	ن	۲۲۹
۵۳	خرما کی ایک قسم۔	عربی	لو لونی۔	د	۲۳۰

۳۹	خرما کی ایک قسم۔	عربی	لَوْن۔	د	۴۳۱
۲۱۷	پوست درخت۔	"	لِیْف۔	ی	۴۳۲
۵۹	درخت خرما کا نام۔	"	لَیْن۔	"	۴۳۳
م					
۱۲	ایک حکیم سوران کا رہنے والا۔	عربی	مَاسِی سورانِی۔	ا	۴۳۴
۲۳۷	ایک حکیم کا نام۔	"	مَاشَا۔	"	۴۳۵
۳۹	خرما کی ایک قسم۔	"	مَاکُول۔	"	۴۳۶
۶	یک علی۔	انگریزی	مَانا پولی۔	"	۴۳۷
۱۱۴	پتلی چیزیں پہنے والی۔	عربی	مَایعات۔	"	۴۳۸
۲۳۸	جانور و کی گھنڈی ہوئی گھاس۔	ہندی	مَٹالی۔	ت	۴۳۹
۱۹۶	خرما کی ایک بیماری کا نام۔	عربی	مُستَفِہ۔	"	۴۴۰
۱۸۸	"	"	مُستہالی۔	"	۴۴۱
۲۱۳ و ۸۷	وزن = ۱/۲۴ ماشہ۔	"	مُشقال۔	ث	۴۴۲
۴۰	خرما کی ایک قسم۔	"	مُشَنّی۔	"	۴۴۳
"	"	"	مُحَلّوی۔	ج	۴۴۴
"	"	"	مُحَذّر۔	خ	۴۴۵
۵۲	"	"	مُخْتِیْب یا مُعْتَب۔	"	۴۴۶
۵۹	درخت خرما کا نام۔	"	مُراجِج۔	ر	۴۴۷
۹۸	ایک فلاح کا نام۔	"	مُرتاب۔	"	۴۴۸

۵۳	خرما کی ایک قسم۔	فارسی	مردہ سنگ۔	ر	۴۴۹
-	"	"	مرزبان۔	"	۴۵۰
۱۵	ایک شہر کا نام۔	عربی	مرزق۔	"	۴۵۱
۱۶۱	دودنہ۔	"	مرزن جوش۔	"	۴۵۲
۲۶	آم کی ایک قسم۔	"	مرفوبہ۔	"	۴۵۳
۲۲۵	ناگہانی موت۔	فارسی	مرگ مخافات۔	"	۴۵۴
۶۹	وہ ملک جہاں مرہٹی زبان بولی جاتی ہے۔	مرہٹی	مرہٹواری۔	"	۴۵۵
.	.	.	.	.	.
۱۷۸	ایک ستارہ کا نام۔	عربی	مریج۔	"	۴۵۶
۵۲	خرما کی ایک قسم۔	"	مریج۔	ز	۴۵۷
۱۴۲	ایک ملک کا نام۔	کسلی	مرو راوی۔	"	۴۵۸
۱۱۶	سیلی۔	عربی	یس احمر۔	س	۴۵۹
۱۶۵	خرما کا ایک مرض۔	"	مُسدی۔	"	۴۶۰
۶۸	نام شہر۔	"	مسقط۔	"	۴۶۱
۴۰	خرما کی ایک قسم۔	"	مِسکی۔	"	۴۶۲
۵۲	"	"	مُسلّا۔	"	۴۶۳
۴۰	"	"	مُشان۔	ش	۴۶۴
۸۸	ایک ستارہ کا نام۔	"	مُشتری۔	"	۴۶۵
۵۹	درخت خرما کا نام۔	"	مُشخ۔	"	۴۶۶

۵۴	خرما کی ایک قسم۔	عربی	مُصَلّی۔	ص	۴۶۷
۱۱۷	نقصانات۔	۔	مَضَار۔	ض	۴۶۸
۱۷۱	خرما کے ایک مرض کا نام۔	۔	مُضَرار۔	غ	۴۶۹
۴۰	خرما کی ایک قسم۔	۔	مُکْتوم۔	ک	۴۷۰
۴۱	۔	۔	مُکْرَم۔	۔	۴۷۱
۲۲۷	عرق مرکب۔	انگریزی	مُکْشَر۔	۔	۴۷۲
۱۱۹	ایک سفید رنگ دہات۔	۔	مُکْنِشِدہ۔	گ	۴۷۳
۲۴۴	ایک ملک کا نام۔	لیباری	مُلا کا۔	ل	۴۷۴
۱۵۶	خرما کا ایک مرض۔	عربی	مُلا ل۔	۔	۴۷۵
۴۳	ایک شہر کا نام۔	پنجابی	مُلتان۔	۔	۴۷۶
۲۱۹	درخت غرب کا نمک جسکو فارسی	عربی	مُلح الغرب۔	۔	۴۷۷
۔	مین نارون کہتے ہیں۔	۔	۔	۔	۔
۵۴	کھجور کی ایک قسم۔	فارسی	مُلک سرخ۔	۔	۴۷۸
۴۳	ایک ملک کا نام۔	عربی	مُناب۔	ن	۴۷۹
۵۵	خرما کی ایک قسم۔	۔	مُنْدَل۔	۔	۴۸۰
۶۷	پتھر لی مٹی۔	تلنگی	مُورَم۔	و	۴۸۱
۱۴۰	مرض خرم کا نام۔	عربی	مُوقِیْط۔	۔	۴۸۲
۹۱	پودہ کی نالی یا انگوری۔	مرہٹی	مُولک۔	۔	۴۸۳
۵۹	درخت خرم کا نام۔	عربی	مُوجِجَہ۔	ہ	۴۸۴

۲۸۵	می	پیشانی۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۵۵
ن					
۲۸۶	ا	نانٹروجن۔	انگریزی	ایک گلیاس جو ہوا کے اجزاء	۱۲۰
۲۸۷	۔	۔	۔	ترکیبی مین بڑا جز ہے	۔
۲۸۸	ب	ناسپاتی۔	ہندی	آم کی ایک قسم اور ایک خاص پودہ۔	۲۶
۲۸۹	خ	بنیند خرما۔	عربی	شراب کی ایک قسم۔	۲۳۵
۲۹۰	۔	نخل۔	۔	درخت خرما۔	۵۹
۲۹۱	۔	نخل الزبل۔	۔	درخت خرما کی ایک قسم۔	۴۱
۲۹۲	۔	نخل الوان۔	۔	۔	۔
۲۹۳	۔	نخلہ۔	۔	مادہ خرما۔	۶۰
۲۹۴	۔	نخلۃ اللفت۔	۔	خرما کی ایک قسم یا نام درخت خرما۔	۶۵
۲۹۵	۔	نخلۃ عیمہ۔	۔	۔	۶۰
۲۹۶	۔	نخل مریم۔	۔	۔	۔
۲۹۷	ر	نرم استخوان۔	فارسی	۔	۵۱
۲۹۸	ز	نزع۔	عربی	پرورش کا انحطاط۔	۱۵۷
۲۹۹	غ	نفل۔	۔	خرما کی ایک قسم۔	۵۵
۳۰۰	ف	نفخ۔	۔	ریاح کا رگ جانا۔	۲۳۱
۳۰۱	م	نقام۔	۔	ایک خوشبودار گھاس ہندی	۱۶۲
۳۰۲	۔	۔	۔	کالی تسی۔	۔

۵۰۱	و	لؤامیس۔	عربی	مرض خرماکا نام۔	۱۷۳
۵۰۲	سی	نیر الدہنی۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۵۵
و					
۵۰۳	ا	والاجاہ پسند	فارسی	آم کی ایک قسم۔	۲۶
۵۰۴	"	وائل۔	عربی	ایک بادشاہ کا نام۔	۲۹
۵۰۵	ح	وحشی۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۱۷۱
۵۰۶	ر	ورل۔	"	جنگلی چوہا۔	۱۶۰
۵۰۷	فا	وظیفہ حسن خدمت	فارسی	پنشن۔	۵
۵۰۸	ن	وٹڈ۔	تنگی	چکنی مٹی۔	۶۷
۵۰۹	"	ونسال۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۴۲
ہ					
۵۱۰	ا	ہاجنہ۔	عربی	درخت خرماکا نام۔	۶۰
۵۱۱	"	ہارونی۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۴۲
۵۱۲	ج	ہجر۔	"	نام شہر و قریہ۔	۲۹
۵۱۳	س	ہسردانا۔	کشدانی	ایک ملک کا نام۔	۳۸
۵۱۴	ل	ہلالی۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۵۶
۵۱۵	د	ہوشا۔	عربی	خرما کا ایک مرض۔	۱۸۱
۵۱۶	سی	ہیروت۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۴۲
۵۱۷	"	ہیرون۔	"	"	"



ی					
۵۱۸	ا	یاسانی-	کسدانی	خرما کی ایک قسم-	۵۲
۵۱۹	ب	یہوست-	عربی	خشکی-	۱۶۷
۵۲۰	ت	یتوج-	-	زہریلی گہانس-	۱۷۸
۵۲۱	ر	یرقان-	-	مرض خرما کا نام-	۱۶۲
۵۲۲	م	یکامہ-	-	ایک شہر کا نام-	۱۵

تمام شد

غلط نامہ فلاحتہ التخل یعنی کج جوہر کی کاشت

غلط نامہ	غلط	صحیح	غلط نامہ	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۱	۲	۳
۶	۶	۹۵	شیراز	شیراز	قونامی
۱۶	۷	۹۹	خشتی	خشتی	طبرنایا
۱۷	۲	۱۰۳	دفتہ	دفتہ	نکلی
۱۸	۸	۱۰۶	عشق کی	عشق	قونامی
۲۸	۱	۱۰۹	قونامی	قونامی	عوجت
۳۱	۴	۱۰	بسطام	بسطام	"
۴۸	۱۴	۱۱۰	زہد	زہد	قونامی
۵۴	۱۵	۱۲۶	ملک کر منی	ملک	جبر
۵۹	۱۷	۱۲۸	مہجنہ	مہجنہ	چاہئے
۶۳	۱۵	۱۲۹	رطب التین	رطب التین	کمی
۷	۱۷	۱۷۷	تین	تین	زوانایا
۷	۱۸	۷	رطب التین	رطب التین	اخلاط
۶۶	۱۴	۲۲۹	شیص	شیص	جرجیل
۷	۱۵	۲۴۲	شیشبان	شیشبان	دحلہ
۸۹	۱۷	۲۴۴	قونامی	قونامی	درا





